قال علیہ الصلاۃ والسلام : الدنیا متاع وخیر متاعها المرأة الصالحة

تنبیہ العقلاء علی حقوق النساء

محدّثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنّفِ افخم، ترمذیِ وقت

حضرت مولانا محمّد موسیٰ روحانی بازی

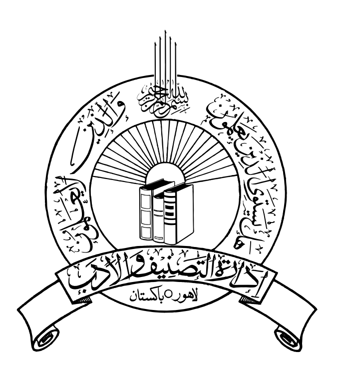
طیّب اللہ آثارہ وأعلی درجاتہ فی دار السّلام

إدارۂ تصنیف وأدب

اسم الكتاب : تنبيه العقلاء على حقوق النساء
اسم المؤلف : محمد موسىٰ الروحاني البازي رحمه الله
الطبعة الثالثة : ١٤٤٣ھ - ٢٠٢٢م

إدارة التصنيف و الأدب
العنوان : المكتب المركزي : ١٣/دي ، بلاك بی ،
سمن آباد ، لاهور ، باكستان
هاتف : ٠٠٩٢ ٤٢ ٣٧٥٦٨٤٣٠
جوال : ٠٠٩٢ ٣٠٠ ٤١٠١٨٨٢
البريد الإلكتروني : alqalam777@gmail.com
الموقع على الشبكة الإلكترونية : www.jamiaruhanibazi.org

Idara Tasneef wal Adab
(Institute of Research and Literature)
Alqalam Foundation
Address: Head Office: 13-D, Block B,
Samanabad, Lahore, Pakistan.
Phone: +92-42-37568430
Cell: +92-300-4101882
Email: alqalam777@gmail.com
Web: www.jamiaruhanibazi.org



الناشر
إدارة التصنيف و الأدب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا۔ والبٰقیٰت الصٰلحٰت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔ پ ۱۵ آیت ۴۶۔

مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی رونق وزینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنی والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ساء مثلا ن القوم الذین کذبوا بایٰتنا وانفسہم کانوا یظلمون من یہد اللہ فہو المہتدی ومن یضلل فاولٰئک ہم الخٰسرون۔ ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا۔ اولٰئک کالانعام بل ہم اضل اولٰئک ہم الغٰفلون پ ۹ اعراف ۱۷۹۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ ان کی مثال بری ہے۔ اور انہوں نے نقصان کیا تو اپنا ہی کیا۔ جن کو خدا ہدایت دے وہی راہ راست پر ہوتا ہے، اور جن کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ بالکل چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں " ہے

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا — کہ تیرے زمان و مکان اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر — چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

برادرانِ اسلام! ہمارا دین اسلام تمام خوبیوں کا جامع دین ہے۔ جامع کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تعلیمات واحکام میں کوئی عیب ونقص نہیں ہے اور جملہ خوبیاں اس میں جمع ہیں۔ اسلام کے ہزاروں احکام وتعلیمات ہیں۔ آپ خوب غور کے بعد اس کے کسی حکم کے برخلاف کوئی اور حکم اس کی جگہ پر لائیں اور فرض کریں کہ اسلام کا فلاں حکم نہ ہوتا بلکہ اس کے بدلے ایک اور حکم ہوتا۔ پھر دونوں کے فوائد پر غور کریں تو آپ پر واضح ہو جائیگا کہ اسلامی حکم بڑے فوائد واسرار کا حامل ہے جن سے دوسرا خود ساختہ حکم خالی ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ غور

کرنے والا عاقل و دانا ہے، انصاف پسند اور صاحب بصیرت ہو۔ ورنہ کج ذہن لوگ تو ہر حکم غیر اسلامی کو صحیح اور اعلیٰ سمجھتے ہیں۔

دیکھئے: اسلام میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، پھر اس کے فوائد پر غور کریں تاریخ گواہ ہے کہ جن ملکوں میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔ وہاں پر چوری بالکل ختم ہو جاتی تھی مگر انگریزی قانون کی رو سے چور کو چند ماہ یا چند سال قید و بند کی سزا دی جاتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس سزا سے کسی طرح بھی چوری کا سدباب نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا۔ ہمارے ملک پاکستان میں یہی انگریزی قانون رائج ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ چوریاں بڑھتی جا رہی ہیں چور چند ماہ سزا کاٹنے کے بعد جب باہر آتا ہے تو پہلے سے بھی بڑا چور بن جاتا ہے۔ جیل کے اندر بڑے بڑے چوروں کے ساتھ ملاقات و صحبتوں سے وہ چوری کے بہت سے نئے طریقے اور گر سیکھ لیتا ہے، اسی وجہ سے آج کل عوام اور بہت سے غیر دیندار لوگ بھی اسلامی قانون رائج کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ معاشرہ کا سکون اور اطمینان اسلامی قانون کے بغیر ناممکن ہے۔ لیکن اسلامی دستور یہاں پر کیسے نافذ و جاری ہو سکتا ہے، جبکہ ہمارے ملک کے بڑے بڑے افسر خدا سے دور ہیں۔ اسلام سے دور ہیں۔ قرآن و حدیث سے دور ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ عوام میں گمراہی پھیل رہی ہے۔ اسلام تباہ ہو رہا ہے۔ عربی کا ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

إذا كان ربُّ البيتِ بالطبلِ ضارباً　　فلا تلُمِ الأولادَ فيه على الرَّقصِ

یعنی جب گھر کے بڑے آدمی ڈھول بجائے اور لہو لعب میں مشغول ہوں تو انکی اولاد کو ناچنے پر ملامت نہیں کرنا چاہیے،

برعکس نہند نام زنگی کافور۔ یہ دین سے بے بہرہ سربراہ۔ افسران اور عوام الناس ترقی معکوس کر رہے ہیں، اسلام کو ترک کر کے فرنگی تہذیب کو یہ لوگ ترقی سمجھتے ہیں۔ گھروں سے محمدیت نکال کر عیسائیت لا رہے ہیں۔ ؎

ہوئے نیکی سے بیگانہ ترقی اس کو کہتے ہیں　　فرشتے ہو گئے رخصت فقط شیطان باقی ہے

یاد رکھیں۔ کہ دین اسلام سے نکل کر کہیں امن نہیں ہے۔ ترقی نہیں ہے۔ خوشحالی نہیں ہے، دین اسلام ہر قسم امن و سلامتی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے، یہ جامع دین ہے۔ اس میں کسی طرح کمی یا نقص نہیں ہے کیونکہ اس کا بھیجنے والا خدا تعالیٰ احکم الحاکمین ہے وہ ہر قسم عیوب و نقائص سے مبرا ہے اور اس دین کے پہنچانے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام کمالات مخلوقات کے جامع تھے۔ اعلم خلق ہیں۔ افضل خلق اللہ ہیں۔ جامع الصفات تھے۔ ؎

آنچہ اسباب جمال است رخ خوب ترا　　ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفی

نوع انسانی دو اصناف پر مشتمل ہے ایک مردوں کا صنف، اور ایک عورتوں کا صنف، دین اسلام میں دونوں صنفوں کے حقوق واضح کر دئے گئے ہیں۔ کسی کی حق تلفی نہیں کی گئی۔ نیز دونوں کے احکام و فرائض بھی

بتائے گئے ہیں ۔ ان فرائض کی بجاآوری ہی سے نوع انسانی خوشحالی اور ترقی سے ہمکنار ہو سکتی ہے، عورت کو پردہ کا حکم ہے ، خاوند کی اطاعت کا حکم ہے ۔ اسے گھر کی ملکہ بنا دی گئی ہے ، مرد کو گھر کا حاکم اور نگران قرار دیا گیا ہے اور عورت کو اس کی محکوم ۔ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ ۔ اب اگر کوئی شخص یا قبیلہ عورت کو حاکم اور مرد کو محکوم ٹھہرا دے ، مرد کو پردہ کا حکم دے اور عورت کو آزاد کر دے ، یا دونوں کو مساوی درجہ دے دے تو اس سے بڑی تباہی آئیگی ۔ سکون ختم ہو گا ۔ پریشانیاں بڑھینگی ۔ خاوند اور بیوی کا رشتہ محبت ٹوٹ جائیگا ۔ یورپ میں آج کل گھروں کا ۔ دلوں کا سکون مفقود ہے ۔ کیونکہ وہاں پر عورت اصل مستقر یعنی گھر سے نکل کر آزاد ہو چکی ہے ، مرد بھی ملازم اور عورت بھی ملازم ۔ اولاد تربیت اور نگرانی سے محروم ہیں ۔ ایک اخبار میں پڑھا کہ یورپ میں بعض والدین ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے چھوٹے بچوں کو گھر کے کمروں میں بند کر دیتے ہیں کمروں اور گھر کو باہر کی طرف سے تالے لگا دیتے ہیں ۔ بچوں کے پاس کھانے پینے کی چیزیں رکھ دیتے ہیں ۔ بچے سارے دن روتے ہیں ۔ لڑتے ہیں ، درندوں کی طرح چلاتے ہیں ۔ کوئی انہیں تسلی دینے والا نہیں ہوتا ۔ بعض یورپی والدین بچوں کو پنجروں میں بند کر کے ملازمت پر یا سیر و تفریح پر چلے جاتے ہیں ۔ اس اخبار میں تحریر تھا کہ وہاں پر ایک عدالت میں ایک جوڑے (والدین) کے خلاف اس بات پر مقدمہ چلا کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ملازمت یا سیر پر جاتے وقت چھوٹے سے پنجرے میں بند کر دیتے تھے ۔

یہ ہے معکوس ترقی ۔ اور یہ ہے محمدی قانون کی خلاف ورزی کا نتیجہ ۔ عورت گھر سے آزاد ہوئی ، کیونکہ گھر میں رہنا اور پابندی کرنا اس کی آزادی کے خلاف ہے ۔ لیکن بچوں کو پنجرے میں محبوس کر دیا ۔ بچے سارے دن تڑپتے رہیں مگر ماں آزاد ہو ۔ اولاد کا تڑپنا اور تباہ ہونا منظور ہے لیکن والدہ کا گھر کی ملکہ بننا گوارا نہیں ہے ، یہ ہے یورپی آزادی ۔ یورپی تہذیب کے جان لیوا لوگ مسلمانوں کو بھی اس نہج پر چلانا چاہتے ہیں ۔ یہ احمق غمگسار یہ نہیں جانتے کہ مسلمان قوم کی منزل اور ہے اور یورپی اقوام کی منزل اور ، ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے ۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر ۔۔۔ خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی
انکی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار ۔۔۔ قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں ۔۔۔ اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

ابھی ماہ شوال ۱۳۹۶ھ میں حکومت کی طرف سے ہفتہ حقوق خواتین منایا گیا ۔ اس میں حکومت کی سرپرستی میں وہ مناظر دیکھے گئے ۔ وہ واقعات درپیش ہوئے کہ الامان والحفیظ ۔ عورتیں بے پردہ ہو کر ننگے سر دں بازاروں میں جلوس نکالنے لگیں ۔ اسلام کے خلاف تقریریں ہوئیں ۔ عورتوں کے حقوق کا رٹ لگایا گیا ۔ اخبارات میں ان کے بیانات شائع ہوئے ۔ کہ ہمیں مردوں کے برابر حقوق ملنے چاہئیں ، اور عورتوں کو مردوں کا شانہ بشانہ چلنا چاہئے ،

پردے کے خلاف تقریریں ہوئیں اور کہا گیا کہ چار دیواری میں عورتوں کو محبوس کرنا ان کی آزادی کے خلاف ہے یاد رکھیں۔ عورت جب مرد کے نقش قدم پر چلنے لگی۔ تو اپنی ذمہ داریاں اور فرائض بھولتی چلی گئی، آج کل کی عورتیں تو مردوں سے بھی آگے نکل گئی ہیں اور اس کی مثال تو کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ کوا جب ہنس کی چال چلتا ہے تو اپنی بھی بھول جاتا ہے۔

جب عورت شمع خانہ سے شمع محفل بن گئی تو مرد کی غیرت کا جنازہ نکل گیا۔ باپ اپنی اس بیٹی کو ڈھونڈ رہا ہے جو سر پر آنچل ڈالے نگاہیں نیچی کئے اس کے حکم کی منتظر رہتی تھی۔ بھائی اپنی اس بہن کو تلاش کرنے لگا جو اس کی سلامتی اور پاکدامنی کا پیکر تھی۔ خاوند ایسی بیوی کی جستجو کرتا ہے جو اس کے ہر حکم کو ماننا اپنا اولین فرض سمجھتی ہے۔ عورت کے حقوق کیلئے عورتوں کے جلوس و مظاہروں کا کیا مطلب؟ آخر یہ حقوق حقوق کی رٹ ہے کیا؟ کیا یہ لادین اشخاص اس سے بے خبر ہیں کہ محمد عربی فداہ بارواحنا وانفسنا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ سے پہلے عورت محض ایک کھلونا تھی۔ وہ بکتی تھی۔ سرمایہ کے طور منتقل ہوتی تھی۔ مال وراثت کا ایک حصہ تھی۔ اور اس دور کے معاشرہ میں اس کا اتنا مقام بھی نہ تھا، جو اسلام کی برکت سے حیوانات کو ملا۔ لیکن اس سراپا رحمت نے دکھی اور پچھتی انسانیت کے دکھوں اور مصائب کا جس طرح علاج کیا۔ اور ان کی اصلاح کی۔ اس کی مثال تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ اور جب وہ نوع انسانی سے باہر جانوروں اور حیوانوں کیلئے رحمت تھا تو عورت ان کی نگاہ رحمت سے کیوں محروم رہ سکتی تھی۔

افسوس کہ اِس دور میں بعض مسلم لیڈر اور دانشوری کے دعویدار دین اسلام کے اُن احکام سے بالکل بے خبر ہیں جو حقوق نسواں سے متعلق ہیں۔ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

یہ فتنوں کا دور ہے، بے دینی کا زمانہ ہے۔ فحاشی اور عریانیت کا دور دورہ ہے۔ اس زمانہ میں مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے امتحان و آزمائش کے بڑے سخت مراحل ہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ کون اپنے ایمان کو قول و عمل کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ ؎

نبی کے باغ میں عہد کہن کا امتحاں ہوگا چمن میں خوشنوایان چمن کا امتحان ہوگا
صحابہ نے لہو سے آبیاری کی تھی گلشن کی ہماری باری ہے اب جان و تن کا امتحان ہوگا
بڑی مدت سے ہیں مخمور "یاران" بزم میں ساقی اب ان کا رزم میں دار و رسن کا امتحان ہوگا

اس دور میں احکام اسلام مثلاً پردہ نسواں پر عمل کرنا، اور ان پر عمل کرنے کی تبلیغ کرنا، اور زبان و قلم سے دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اور قرب خدا تعالیٰ کا بہت بڑا ذریعہ۔

سیادت اس کو ملتی ہے وہی سردار ہوتا ہے — کہ جو اعدائے دیں سے برسرِ پیکار ہوتا ہے
ہوا کرتا ہے وصلِ شاہدِ مقصد اسے حاصل — کہ جس کا دل حریصِ لذتِ آزار ہوتا ہے
علَم نَصرٌ مِّنَ اللّٰہ کا جو لے کر ہاتھ میں نکلا — تو اس پر سحرِ باطل بالیقیں بیکار ہوتا ہے
گرج سے لرزہ براندام ہوتا ہے عدو جس کی — مبارک ہو وہ ہی شیرِ خدا اتبار ہوتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ عورت کا سب سے بڑا محسن اسلام ہی ہے۔ اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے اور اس کے حقوق کی وضاحت اور تاکید کی ہے۔ وہ مقام عورت کو کسی قوم نے کسی معاشرہ نے اور کسی دین نے نہیں دیا۔

ظہورِ اسلام سے قبل عورت ذلیل تھی۔ اسلام نے اسے عزت کا مقام دیا۔ وہ ظلمت میں تھی۔ اسلام نے اسے روشنی سے نوازا۔ وہ جانوروں سے بھی بدتر تھی۔ حقیر تھی۔ اسلام نے اسے دائرۂ انسانیت میں بلند و بالا مرتبہ دیا۔

مذکورہ صدر دعوی کے اثبات کے لئے اب ہم چند شواہد، چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

مثالِ اول:۔ ظہورِ اسلام سے قبل کسی گھرانہ میں لڑکی کی پیدائش موجب ذلت و رسوائی تھی۔ کوئی باپ یہ گوارا نہیں کرتا تھا کہ اس کے گھر میں لڑکی کا تولد ہو جائے۔ چنانچہ لڑکی پیدا ہو جاتی تھی تو وہ یا تو آلہ قتل سے قتل کر دی جاتی تھی۔ یا زندہ دفنا دی جاتی تھی۔ یہ کتنی سنگدلی ہے۔ ذرہ اس بھیانک منظر کا تصور تو کریں، باپ گڑھا کھود رہا ہے۔ پھر وہ اس میں اپنی معصوم بچی کو بٹھا رہا ہے۔ پھر اس پر مٹی ڈال کر اسے زندہ درگور کرتا ہے، بچی روتی ہے۔ چیختی ہے۔ مگر سنگدل باپ کو اس پر ترس نہیں آرہا۔ وہ اپنے جذبہ عزت کو تسکین پہنچاتا ہے، صرف جذبہ غیرت اس کے سامنے ہے اور بس۔ باقی تمام تعلقات رحم و شفقت سے وہ اندھا ہے۔ بچے معصوم ہوتے ہیں۔ بچہ خواہ اجنبی ہو لیکن اس کی معصومیت نہایت سنگدل انسان کو بھی شفقت پر آمادہ کر لیتی ہے۔ اپنی اولاد سے محبت کا مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے۔ یہ مضبوط رشتہ باپ کو اپنی اولاد پر ظلم سے روکتا ہے۔ لیکن عرب میں قبل از اسلام سنگدل باپ کو بچی کے قتل سے نہ اولاد کی محبت روک سکی۔ اور نہ بچی کی معصومیت اسے متاثر کر سکی گویا کہ وہ بڑی مجرم تھی۔ اس کا جرم ایک تھا اور بس۔ وہ یہ کہ وہ عورت تھی۔ صنف نازک کا ایک فرد تھی۔ اور یہ باپ کو گوارا نہ تھا۔ کہ عورت اس کے گھر میں پلے۔ بڑھے۔ اور جوان ہو کر اس کی شادی کسی مرد سے ہو جائے۔ اسلام سے قبل عورت اتنی مظلوم تھی۔ حقیر و ذلیل تھی۔

لیکن اسلام نے اہل جاہلیت کے اس فعل کو حرام ٹھہرایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ، وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ۔ پ ۳۰ تکویر۔

ترجمہ:۔ اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو پوچھا جائیگا کہ وہ کس گناہ پر قتل کر دی گئی۔ اور جب عملوں کے رجسٹر کھولے جائیں گے، اور جب آسمان کی کھال کھینچ لی جائیگی۔ یعنی آسمان کی موجودہ حالت بدل دی جائیگی۔ اور جب دوزخ کی آگ بھڑکائی جائیگی۔ اور جب بہشت قریب لائی جائیگی۔ تب ہر شخص معلوم کریگا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے،،

ان آیات میں بتایا گیا۔ کہ معصوم و مظلوم لڑکی سے اللہ تعالےٰ بروز قیامت سوال فرمائیں گے کہ تیرا جرم کیا تھا جس کی پاداش میں تجھے قتل کیا گیا۔ تو لامحالہ وہ یہی جواب دیگی کہ میں بے گناہ ہوں، مظلوم ہوں، پھر خدا اس ظالم والد کو پکڑیگا اور وہی سزا دیگا جو وہ چاہے۔

ایک قرارت میں سئلت مجہول کی بجائے "سَاَلَتْ" ہے۔ ای سالت الموٴدۃ بایّ ذنب قُتِلَت، یہ قرارت ابن مسعودؓ و ابیؓ کی ہے۔ یعنی لڑکی خود سوال کریگی۔ کہ اے اللہ مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے دربار میں اپنے قاتل باپ پر مقدمہ قائم کر کے انصاف کا مطالبہ کرے گی۔

برادران اسلام ! یہ تھی عورت کی اسلام سے قبل حالت۔ تو جانور سے مکتے سے بھی اس کی حالت بدتر تھی۔ کتے کا وجود تو گوارا تھا۔ مگر باپ اپنے نطفے سے پیدا ہونے والی لڑکی کا وجود برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

حافظ سیوطیؒ نے درمنثور ج۶ ص۳۱۸ میں لکھا ہے وکان اھلُ الجاھلیۃِ یقتل احدھم ابنتہ و یغذو کلبہ۔ فعاب اللہ ذلک علیھم "یعنی اسلام سے قبل اہل جاہلیت اپنی بیٹیوں کو قتل کرتے تھے، اور کتوں کو کھلاتے اور پالتے تھے۔ تو اللہ تعالےٰ نے بطور طعنہ ان کے اس عیب کا ذکر فرمایا"

اسلام کتنا عظیم محسن ہے عورت کا۔ مغرب یعنی یورپ والوں نے عورت کو کچھ بھی نہیں دیا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں احکام اسلام کے پیروکار کر دے۔ اور دنیائے رنگ و بو میں الجھنے سے بچائے سرمد کہتے ہیں؎

از وہم و خیال و فکر دنیا بگزر	چوں باد صبا ز باغ و صحرا بگزر
دیوانہ مشو، برنگ و بوئے گل و مُل	ہشیار بشو، ازیں ہوا ہا بگزر

سب سے بڑا نیک بخت وہ ہے جو آخرت کی فکر کرے۔ ؎

ہاں وہم و خیال و فکر دنیا سے گزر	مانند صبا تو باغ و صحرا سے گزر
دیوانۂ رنگ و بوئے گل ہو نہ کبھی	آہوش میں اس حرص و تمنا سے گذر

مغرب نے عورت کو اصل مقام سے ہٹا دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا سکون ختم، خاوند کی راحت مفقود، اولاد کی تعلیم و تربیت مفقود۔ جو لوگ بصیرت و نگاہ فطرت سے عاری ہیں۔ انہیں شاید اسلام کے دیئے

ہوئے حقوق نسواں میں خوبی نظر نہ آتی ہو، لیکن صحیح غور و فکر اور فطرت سلیمہ کی نگاہ سے دیکھیں تو آپ کو حقیقت حال صحیح طور پر معلوم ہو جائیگی ۔ ایسے دانشوروں سے اسلام کا مطالبہ ہے کہ وہ نگاہ فطرت سے اس کے پیغام و پیام کا مطالعہ کریں ۔ گویا اسلام کہتا ہے ، کہ سے

اے دوست مرا بعلم و فطرت بنگر — در مہر و وفا و در محبت بنگر

من صاحب معنیم و صوت تعظیم — در من چو کتاب ہر دو صورت بنگر

لیکن افسوس صد افسوس کہ دشمن تو دشمن ہی ہیں خود کئی مسلمان بھی اسلام کی اس صدا پر لبیک نہیں کہتے،

اے دوست مجھے دیکھ بعلم و فطرت — رکھ مجھ پہ نگاہ لطف و مہر و الفت

میں صاحب معنی ہوں صدائے تعظیم — ہیں مثل کتاب مجھ میں ہر دو صورت

بروز قیامت لڑکی سے قتل کی وجہ پوچھنے میں راز یہ ہے کہ اس سے وائد (قاتل) پر خدا تعالے کے کمال غیظ و غضب کی طرف اشارہ ہو جائے کہ وہ قاتل گویا خطاب اللہ کا قابل ہی نہیں ۔ نیز اس سے مقتول موؤدہ کی تسلی بھی مطلوب ہے کہ اس کے احوال کی طرف توجہ کر کے اس سے ہی تفصیل پوچھی جائے ۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ عرب میں اس برے رواج یعنی بیٹیوں کے قتل کے اسباب کیا تھے؟ اس سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ عرب میں اس رواج کے متعدد اسباب علماء تاریخ و تفسیر نے لکھے ہیں ۔

(۱) بعض قبائل اس لئے وأد یعنی لڑکی کو زندہ درگور کرتے تھے کہ کہیں ان کی وجہ سے انہیں طعنے نہ مل جائیں یا ان کی وجہ سے انہیں عار نہ ہو جائے ۔ عرب انتہائی غیرت والے تھے ۔ قتل و غارتگری میں مصروف ہوتے تھے ۔ جنگ و غارتگری میں ایک دشمن کی نگاہ دوسرے دشمن کی دولت، جان اور عورتوں پر لگی رہتی تھی غلبہ کی صورت میں مغلوب قوم کی نہ جان محفوظ تھی اور نہ مال اور نہ عورت کی آبرو ، اسی وجہ سے ہر محارب قبیلہ کی خواہش ہوتی تھی کہ اس کی عورتوں کی تعداد کم ہو ۔ اور ضرورت سے زیادہ نہ ہو ۔

(۲) اور بعض قبیلے غربت و افلاس کی وجہ سے لڑکیوں کو قتل کرتے تھے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ ان ربک یبسط الرزق لمن یشاءُ و یقدر ۔ انہ کان بعبادہ خبیرًا م بصیرًا ۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق ۔ نحن نرزقھم و ایاکم ، ان قتلھم کان خطأً کبیرًا ، ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ و ساء سبیلًا ۔ پ ۱۵ اسراء آیت ۳۱ ۔

" بیشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے ۔ وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے ۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ

کرنا، کیونکہ ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے، اور زنا کے بھی پاس نہ جانا، کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔“

مفسرین لکھتے ہیں۔ اگر ان آیات میں قتل سے مراد وأد بنات ہو تو اولاد سے بنات (لڑکیاں) ہی مراد ہیں۔

رُوِیَ ان من اھل الجاھلیۃ من کان یئد البنات مخافۃ العجز عن النفقۃ علیھن فنھی فی الآیۃ عن ذلک فیکون المراد بالاولاد البنات وبالقتل الوأد۔ روح المعانی ج ۵ ص ۶۶۔

” یعنی روایت ہے کہ بعض اہل جاہلیت اس لئے لڑکیاں زندہ در گور دفن کرتے تھے کہ وہ ان کے نان و نفقہ سے عاجز تھے۔ یا عاجز ہونے کا خطرہ تھا۔ تو آیت مذکورہ میں اس فعل سے منع کیا گیا۔ بنا بریں اولاد سے لڑکیاں اور قتل سے وأد یعنی زندہ در گور کرنا مراد ہے۔

سورت انعام میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے فرماتے ہیں۔ قل تعالوا اتل ما حرّم ربّکم علیکم ان لا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احساناً۔ ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرّم اللہ الا بالحق ذلکم وصّکم بہ لعلکم تعقلون۔ پ ۸ رکوع ۶

” کہو کہ لوگو! آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں، ان کی نسبت اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا۔ اور ماں باپ سے بدسلوکی نہ کرنا، بلکہ اچھا سلوک کرتے رہنا۔ اور ناداری کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بیحیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا۔ اور کسی جان والے کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہو قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر جس کا شریعت حکم دے۔ ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے۔ تاکہ تم سمجھو۔“

روح المعانی میں ہے کہ عرب میں سب سے پہلے وأد بنات یعنی لڑکیوں کے زندہ دفنانے کا عمل قبیلہ ربیعہ نے شروع کیا تھا۔

(۲) بعض عرب اس وجہ سے وأد بنات کرتے تھے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے خدا تعالٰی کی بیٹیاں ہیں تو وہ اپنی بیٹیاں قربانی کے طور پر قتل کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ اسی طرح قتل کے بعد ہماری بیٹیاں خدا تعالٰی کے ہاں پہنچ جاتی ہیں تو خدا خوش ہوتا ہے کذا فی کتب التفسیر۔

لڑکیوں کے قتل کے عرب میں مختلف طریقے رائج تھے۔

مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ بعض عرب میں یہ طریقہ رائج تھا کہ لڑکی کی پیدائش کے بعد اگر والد

اسے زندہ چھوڑنا چاہتا، تو ہوش سنبھالنے کے بعد اون کے موٹے کپڑے اور اون کا جبہ پہنا کر اسے اونٹ اور بکریاں چرانے پر لگا دیتے تھے۔ اور اگر قتل کا ارادہ ہوتا تو اسے چھ سال تک کچھ نہ کہتے۔ جب وہ چھ سال کی عمر کو پہنچ جاتی تو نہلا دھلا کر خوشبو لگا کر جنگل میں پہلے سے تیار کردہ غار کے پاس لے جاتے۔ پھر وہ لڑکی کو کہتا کہ گڑھے میں جھانک کر دیکھو، وہ دیکھنے لگتی تو سنگدل باپ پیچھے سے اسے دھکا دیکر اس پر جلد جلد مٹی ڈال کر دفنا دیتے۔ قتل بنات میں ان کے طریقے مختلف تھے۔

(۲) بعض خانہ بدوشوں کا طریقہ یہ تھا کہ حاملہ عورت کو بچے کی پیدائش کے وقت ایک گہرے گڑھے کے کنارے بٹھا دیا جاتا۔ پھر اگر لڑکا تولد ہوتا تو اس پر وہ خوشی کا اظہار کرتی تھی۔ اور اگر لڑکی کا تولد ہوتا تو اس لڑکی کو فوراً اس گڑھے میں پھینک دیتی تھی۔ یہ تھی معصوم لڑکیوں کی حالت زار اسلام سے قبل۔ پیدا ہوتے ہی وہ قتل کر دی جاتی تھی۔ عرب کے نزدیک گویا لڑکی چند دن بھی اس دنیا میں رہنے کے قابل نہ تھی۔

ے
واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل — اڑتے ہی پڑ گئی صیاد کے پالے بلبل

اگر مظلوم لڑکی بول سکتی تو کہتی کہ اس حالت بد سے تو یہ بہتر تھا کہ میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

ے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہمیں توڑینگے — تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتا

لیکن کسی کو اللہ تعالے نے یہ اختیار نہیں دیا۔ دنیا میں بچے پیدا ہوتے ہیں خواہ کوئی چاہے یا نہ چاہے بس مرضی خدا تعالی کی ہے وہی مختار مطلق ہے۔

ے
لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے — اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہو عمر خضر بھی، تو ہو معلوم وقت مرگ — ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

مکہ مکرمہ کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کا نام ابو دلامہ ہے۔ قریش مکہ اس میں اپنی لڑکیوں کو زندہ دفنایا کرتے تھے، وبمکۃ جبل یقال لہ ابو دلامۃ کانت قریش تئد فیہ البنات۔ المستطرف ج۲ ص۷۳

ظہور اسلام سے قبل عرب میں قتل و خونریزی کے بازار گرم تھے۔ اخلاق انسانی کے شاداب پھول تباہ و تاراج ہو چکے تھے۔ اور دنیا اس نازک گھڑی سے ہم آغوش تھی۔ جس میں لوٹ مار شیوۂ انسانیت تھا، طاقتور کمزور کو فنا کر رہا تھا۔ دولتمند مفلسوں کو۔ ذی اختیار لاچار کو۔ اور تندرست بیمار کو ستا رہا تھا۔ دبا رہا تھا، مٹا رہا تھا۔ عورت لونڈی بلکہ حیوانات سے ذلیل تر تھی۔ اس پر ظلم و ستم کی انتہا تھی، یہاں تک کہ مظلوم عورت کی رگ رگ سے مرد کے ستم کی فریادیں بلند ہونے لگیں معصوم بچیاں جیتی جاگتی اور ہنستی بولتی زمین کا پیوند ہو رہی تھیں اور کوئی اتنا نہیں تھا کہ ان زندہ روحوں کی خونریزی پر اُف کر کے ظالم کا ہاتھ روک دے۔

اندھے کنوئیں اور گہرے گڑھے ان بدنصیب بچیوں کی زندہ ہڈیاں گود میں لئے ان کی

بیکسی ولاچاری کا ابھی تک مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ جبل ابو دلامہ اور اس طرح بہت سے پہاڑ اور صحرا معصوم بچیوں کی ہڈیوں سے پر ہیں۔

انصاف لٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا — الطاف و مہر کیسی رحم و کرم کہاں کا
مفلس کی تھی مصیبت کمزور پٹ رہا تھا — ظلم و ستم کا شیوہ، اندھیر مچ رہا تھا
الٹی چھری سے ذبح انسانیت ہوئی تھی — نفسانیت، شرارت گھٹی میں پڑ گئی تھی
عیاشی، بدمعاشی، معمولی دل لگی تھی — دن رات کا جوا تھا، ہر وقت مے کشی تھی

عرب میں واد بنات کا ظلم اگرچہ عام تھا تاہم بعض لوگ اس ظلم سے بچے ہوئے تھے۔ اور بعض لوگ بچی کے والد کو کچھ مال دیکر اس کی جان بچا لیتے تھے اور پھر اپنی نگرانی میں اسے پالتے تھے۔

ان رحم دل انسانوں میں سے ایک حضرت صعصعۃ بن ناجیہ مجاشعی تھے۔ حضرت صعصعہ جلیل القدر صحابی ہیں وہ اسلام سے قبل بھی اور اسلام لانے کے بعد بھی اپنی قوم (قبیلہ مجاشع) کے سردار تھے قبیلہ تمیم میں سے اس قسم کی بچیوں کا فدیہ دیکر انہیں آزاد کر دیتے تھے۔ وکان فی الجاھلیۃ یفتدی الموؤدات من بنی تمیم استیعاب لابن عبد البر ج ۲ ص ۱۹۵۔

سنن نسائی میں حضرت صعصعہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے۔ قال قَدِمتُ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتُہ یقولُ مَن یَّعمَل مِثقالَ ذَرّۃٍ خیرًا یَّرَہ قلت حسبی حسبی۔ "یعنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے یہ سنا کہ جو شخص ذرے کے برابر نیک عمل کرے وہ اسے قیامت کے دن دیکھ لیگا۔ صعصعہ رض فرماتے ہیں کہ اتنی جامع حدیث سن کر میں نے کہا۔ بس بس میری کامیابی کے لئے یہ کافی ہے۔

طبرانی میں حضرت صعصعہ کی یہ روایت ہے۔ قال قلتُ یا رسول اللہ اِنی عَمِلتُ اعمالًا فی الجاھلیۃ فھل فیھا مِن اجرٍ اَحییتُ ثلثمائۃ وستین من الموؤدۃ اشتری کل واحدۃ منھن بناقتین عشراوین وجملٍ فھل لی فی ذلک من اجرٍ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکَ اجرُہ اذ مَنَّ اللہ تعالٰی علیک بالاسلامِ۔ "یعنی حضرت صعصعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ: اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں میں نے کچھ نیک اعمال کئے ہیں کیا مجھے ان کا ثواب ملیگا؟ میں نے تین سو ساٹھ لڑکیوں کو زندہ کیا ہے یعنی انہیں قتل سے بچایا ہے، میں ہر ایک لڑکی اس کے والد سے جب وہ اسے قتل کرنے کا ارادہ کرتا تھا دو حاملہ اونٹنیوں (جن کے حمل پر دس ماہ گذرے ہوئے ہوتے تھے) اور ایک اونٹ کے بدلے خرید کر پھر اسے پالتا رہا۔ کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے اجر ملیگا، اور اسی نیک عمل کے طفیل اللہ تعالےٰ نے تجھے اسلام لانے کی توفیق بخشی "

کتاب اصابہ ج ۲ ص۱۸۶ "، میں ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل بھی قریش سے ایسی لڑکیوں کا بڑا فدیہ دیکر چھڑاتے تھے۔

صعصعہ رضی اللہ عنہ مشہور شاعر اسلام فرزدق کے جد یعنی دادا ہیں، اسلئے فرزدق بطور فخر کہتے ہیں۔

وَجَدِّی الَّذِی مَنَعَ الوَائِدَاتِ   وَاَحْیَی الوَئِیدَ فَلَمْ تُوْءَدِ

یعنی میرا دادا وہ ہے جس نے بچیوں کو زندہ دفنانے والوں کو اس گناہ سے منع کر کے بچیوں کی حیات کا سبب ہے، پھر وہ قتل سے بچ گئیں "

کتاب مستطرف ج ۲ ص۷۷ میں تحریر ہے۔ وفاخر الفرزدق رجلاً عند بعض خلفاءِ بنی اُمیّۃَ فقال اَنا ابن محی الموتیٰ فانکر الرَّجُلُ ذٰلک فقال اِنَّ اللہ تعالیٰ یقول ومَن اَحیاھا فکانّما احیا النّاس جمیعاً "یعنی فرزدق شاعر نے ایک شخص سے خلفاء بنو امیہ کی مجلس میں بطور فخر کے کہا۔ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو مردوں کو زندہ کرتے تھے اس شخص نے اس بات کو برا مانا کیونکہ یہ توصرف خدا تعالیٰ کا وصف ہے۔ تو فرزدق نے اپنے دعوے کی تائید کیلئے یہ آیت پڑھی " اور جس نے اسے زندہ کیا تو گویا کہ اس نے سب لوگوں کو زندہ کیا " معلوم ہوا کہ غیر اللہ پر بھی مجازاً محی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یہ مختصر بیان تھا صرف ایک نوع ستم کا، یہ قصہ بڑا اندوہگین ہے۔ عورتوں پر اسلام سے قبل ظلم وستم کا قصہ بڑا طویل ہے۔

اندھے کنوئیں عرب کے دامان کوہ وصحرا   شاہد ہیں اس ستم کے جو لڑکیوں پہ ٹوٹا
صورت کی بھولی بھالی، باتوں کی جیسی مینا   زندہ دبیں گڑھوں میں دم تک مگر نہ مارا
عورت کی سر حقارت تھی مرد کو گوارا   گلے کا جانور تھی دانہ تھا اور نہ چارا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال جاء قیس بن عاصم التمیمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فقال انی وأدتُ ثمانِ بناتٍ لی فی الجاھلیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتق عن کل واحدۃ رقبۃً قال انی صاحب ابلٍ قال فاھد عن کل واحدۃ بدنۃً ، اخرجہ البزار والحاکم فی الکنی والبیھقی " حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ قیس بن عاصم تمیمی نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ میں نے اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں آٹھ بیٹیاں زندہ دفنائی ہیں (تو یہ گناہ کس طرح معاف ہو سکتا ہے؟)، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ہر ایک لڑکی کے بدلے میں ایک غلام آزاد کر دینا۔ اس نے عرض کیا کہ میں اونٹوں کا مالک

ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک لڑکی کے بدلے میں ایک اونٹنی بطور صدقہ دے دینا، غلام آزاد کرنے یا اونٹنی صدقہ کرنے کا حکم استحباباً دیا گیا نہ وجوباً۔ کیونکہ اسلام لانے سے یہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تاہم اس حکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ وأد بنات بہت بڑا گناہ ہے۔ یہاں تک کہ اس کے وبال سے پوری طرح بچنے کیلئے اسلام لانے کے بعد کچھ صدقہ کرنا چاہیے۔

اسلام میں عورت پر اس قسم ظلم کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند کر دیے گئے۔ اپنی معصوم بچی کیا، بلکہ دشمن اور مسلمانوں کو ہر قسم ایذا دینے والے متحارب لوگوں کی نابالغ لڑکیوں اور لڑکوں کا قتل بھی حرام قرار دیا گیا۔ اس پر مستزاد بالغ عورتوں کا قتل بھی ممنوع کر دیا گیا۔

مثال دوم = عرب میں رجعی طلاق محدود نہ تھی، اس کی وجہ سے بعض لوگ ناجائز طور پر بیویوں کو تنگ کرتے تھے۔ بعض ایسے شرپسند خاوند تھے کہ جب وہ بیوی سے ناراض ہو جاتے، اور ناراضگی زیادہ ہو جاتی، اور بیوی کو رکھنے کا خیال نہ ہوتا تو بیوی کو معلق رکھتے تھے، جس سے اس عورت بیچاری کی زندگی تباہ ہو جاتی تھی، خاوند نہ اسے پوری طرح بیوی بناتا تھا، اور نہ اسے چھوڑتا تھا تاکہ وہ کسی اور جگہ شریف انسان کی طرح زندگی گزارے یا کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ ذرہ اس مسکین و مظلوم عورت کی بیچارگی پر غور کریں، نہ انسانوں کی طرح پیٹ بھر کر روٹی ملتی نہ کپڑا۔ نہ رات گزارنے کیلئے مناسب جگہ اور بستره، نہ اس کے حقوق کی بجا آوری، بد ترمزدور کی طرح شب و روز گھر والوں کی خدمت کرنا۔ قوم عرب جانوروں کے گلے رکھتے تھے۔ ان سینکڑوں جانوروں کی خدمت کرنا، ان کی گندگی صاف کرنا، دودھ دوہنا۔ بلکہ بسا اوقات ان کا چرانا بھی ان کے ذمہ ہوتا تھا، پھر یہ ذلت و رسوائی ایک ماہ نہیں، ایک دو سال تک نہیں بلکہ عمر بھر تھی۔ ان امور پر مستزاد ڈانٹ ڈپٹ گالی گلوچ اور مارنا پیٹنا وغیرہ سزا بھی اس کا حصہ تھی۔ یہ اتنی ذلت ہے۔ اور اتنا بڑا ستم ہے کہ اس کے تصور سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے، عورت کو معلق کرنا ہی اس ستم کا باعث تھا معلق کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق دے دیتا۔ رجعی طلاق کی صورت میں خاوند عدت کے اندر عورت کی طرف رجوع کرکے اسے پھر اپنی زوجیت میں لا سکتا ہے، البتہ عدت گزر جانے کے بعد رشتہ زوجیت منقطع ہو جاتا ہے، اور عورت کسی اور سے نکاح کر سکتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں رجعی طلاق دینے کے بعد جب عورت کی عدت گزرنے کو ہوتی اور قریب تھا کہ اب عورت اس کے پنجہ ظلم سے چھوٹ جائیگی تو وہ ظالم خاوند پھر رجوع کر لیتا، پھر چند دن کے بعد طلاق دے دیتا، اور اختتام عدت پر رجوع کرکے عورت کو دوبارہ پھنسا دیتا، اسی طرح طلاق و رجوع کا سلسلہ سالہا سال تک جاری رہتا۔ زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اگر سو مرتبہ بھی طلاق دی جاتی، تو بھی خاوند کو حق رجوع حاصل تھا۔ رجعی طلاقوں کی کوئی خاص تعداد ان کے رواج میں مقرر نہ تھی۔ یہ تو زمانہ جاہلیت

میں عورت کا حال تھا۔
اب آیئے۔ معلوم کریں کہ اسلام کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے، اسلام میں اولاً تو عورت پر ہر قسم ظلم حرام قرار دیا گیا۔ ثانیاً یہ حکم دیا کہ اذیت دینے کی غرض سے اسے معلق کرنا بڑا جرم ہے۔ اسلام کا حکم میاں بیوی کو یہ ہے۔ کہ تاقیام رشتۂ زوجیت محبت سے رہو، اور اگر بوجہ ناچاقی کسی طرح بھی رشتۂ زوجیت ومحبت قائم نہ رکھ سکو تو خاوند طلاق دیکر عورت کو چھوڑ دے تاکہ عدت گزرنے کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کر سکے
ثالثاً رجعی طلاق کی حد بندی کر دی گئی اور بتایا کہ صرف دو طلاقوں تک رجوع کر سکتے ہو۔ یعنی اگر ایک رجعی طلاق دی تو عدت کے اندر رجوع کر سکتے ہو، پھر کسی وقت اگر دوبارہ ایک رجعی طلاق دی تو بھی رجوع کر سکتے ہو۔ بعد ازیں رجوع کا حق اسلام نے ختم کر دیا۔ رجوع کا حق خاوند کو صرف دو طلاق تک ہے، چنانچہ اگر کسی وقت اس نے پھر ایک یعنی تیسری طلاق دی۔ تو سابقہ طلاقوں کے ساتھ طلاقوں کی تعداد تین ہوئی اور رجوع کا حق ختم ہو کر عورت اس خاوند سے مغلظہ بائنہ ہوئی۔ یعنی مکمل جدا ہوئی۔ اور جب تک یہ عورت عدت گزرنے کے بعد کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے، اور وہ اسے اپنی مرضی سے طلاق دیکر اس کی عدت نہ گزر جائے۔ اس وقت تک یہ عورت پہلے خاوند کی زوجیت میں کسی طرح بھی نہیں آسکتی۔ قرآن میں ہے۔
اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔
حضرات کرام! غور فرمائیں اسلام نے کس طرح ان تمام طریقوں کا سدباب کر دیا۔ اور کس طرح ہر اس ذریعہ کو ممنوع قرار دیا جس کی وجہ سے عورت پر ظلم کیا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے باہر کوئی معاشرہ، کوئی تہذیب عورت کو وہ مقام وہ منزلت نہیں دے سکتی۔ جو دین اسلام نے دی ہے، دائرہ اسلام کے اندر دیئے ہوئے حقوق موجب اطمینان وراحتِ قلب وجگر ہیں۔ باعث رشد وہدی ہیں۔ یہاں نور ہے۔ اس سے باہر ظلمت ہے۔ یہاں مسرت ہے اس سے باہر غم وآفت، یہاں سکون نصیب ہوتا ہے اس سے باہر بے قراری اور بے اطمینانی ہے۔ ؎

ہے وجہ راحت قلب وجگر خیال رسول — جبینِ دہر کی تابندگی جمال رسول
قدم قدم پہ ہیں اک نور شمع رشد وہدی — رہ خدا میں غلامانِ خوش خصال رسول
ہمارے در پہ جھکیں آکے سروران جہاں — نصیب ہو جو ہمیں جذبۂ بلال رض رسول
بہ فیض لطف خداوند باغ ہستی میں — رہے گا تا بہ ابد پُرثمر نہال رسول
ہے دینِ پاک نبی جامع جمیع کمال — نہ پوچھ کیفیت جلوۂ جمال رسول

ایک حدیث شریف میں اس واقعہ کا مختصر تذکرہ موجود ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا

قالت كان الناس والرجل يطلق امرأته ما شاء ان يطلقها وهي امرأته اذا ارتجعها وهي في العدة وان طلقها مائة مرة او اكثر حتى قال رجل لامرأته والله لا اطلقك فتبينين مني ولا آويك ابدا قالت وكيف ذلك قال اطلقك فكلما همت عدتك ان تنقضي راجعتك فذهبت المرأة حتى دخلت على عائشة رضي الله عنها فاخبرتها فسكتت عائشة حتى جاء النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته فسكت النبي صلى الله عليه وسلم حتى نزل القرآن - الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان. قالت عائشة فاستأنف الناس الطلاق مستقبلا من كان طلق ومن لم يكن طلق - اخرجه الترمذي ج ۱ ص ۱۴۲ -

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ حال تھا کہ ہر شخص اپنی بیوی طلاق دینے کے بعد جب بھی چاہتا وہ عدت کے اندر اس کی طرف رجوع کر سکتا تھا اگرچہ وہ اپنی بیوی کو سو یا سو سے بھی زیادہ طلاق دے چکا ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے ناراض ہو کر حسب رواج مذکور اپنی بیوی سے کہا واللہ میں تجھے طلاق دینے کے بعد نہ تو تجھے جدا ہونے دونگا۔ اور نہ تجھے بساؤنگا۔ عورت نے پوچھا وہ کیسے؟ خاوند نے کہا میں تجھے رجعی طلاق دیتا رہونگا۔ پھر جب تمہاری عدت ختم ہونے کو ہو تو میں رجوع کر لونگا۔ اسی طرح پھر طلاق دونگا اور اختتام عدت سے پہلے پھر رجوع کرونگا۔ وہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور اسے یہ قصہ سنایا۔ حضرت عائشہ اس وقت تو خاموش ہوئی۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہیں یہ سب کچھ بتا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ حکم نازل فرمایا کہ رجعی طلاقیں صرف دو ہیں۔ دو طلاقوں سے زائد کے بعد خاوند کو رجوع کا حق نہیں ہے۔ ان دو طلاقوں کے بعد صرف دو ہی راستے ہیں۔ یا تو خاوند بیوی کو نیک اور بہتر طریقہ سے زوجیت میں رکھے یا بہتر طریقہ سے اسے چھوڑ دے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس کے بعد لوگوں نے آئندہ کیلئے طلاق کا حساب نئے سرے سے شروع کر دیا۔ خواہ کسی نے پہلے طلاق دی تھی یا نہیں دی تھی"

پس صرف دو طلاق تک خاوند کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ پوری آیت سننے سے حقوق نسواں کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ یہ سورت بقرہ کی آیت ۲۲۹ ہے۔ ارشاد ہے۔ الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسريح باحسان ولا يحل لكم ان تاخذوا مما اتيتموهن شيئا الا ان يخافا الا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به. تلك حدود الله فلا تعتدوها ومن يتعد

حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ پ ۲ ع ۵۷ ۔ ترجمہ :۔ طلاق رجعی صرف دو بار ہے یعنی جب دو دفعہ ایک ایک طلاق دیدی جائے تو پھر عورتوں کو یا تو بطریق احسن نکاح میں رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ تو اگر عورت رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے۔ تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ خدا کی مقررہ حدیں ہیں، ان سے تجاوز نہ کرنا۔ اور جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔"

اس آیت سے مزید چند امور متعلقہ حقوق نسواں معلوم ہوئے۔ اوّل یہ کہ عورت کو تنگ کرنے کی نیت سے رجوع جائز نہیں ہے بلکہ رجوع جب جائز ہے کہ اس کے کل حقوق کی بجا آوری کا جذبہ ہو اسلئے فرمایا۔ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ۔ یعنی معروف و احسن طریقے سے رکھنے کے ارادے سے رجوع کرو۔

دوم یہ کہ اگر رجوع کا ارادہ نہ ہو تو عورت کو خوش اسلوبی سے رخصت کرو۔ اسے تنگ کر کے گھر سے نہ نکالو بلکہ اس کی تمام چیزیں زیور کپڑے وغیرہ سامان دیدو۔ ارشاد ہے اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ۔ یعنی خوش اسلوبی سے اسے چھوڑنا ہے۔ ہٰذا علٰی قول واحد فی معناہٗ۔

سوم خاوند نے جو مہر یا عطیہ دیا ہو وہ عورت سے واپس نہ لے، یہ عورت پر ظلم ہے۔ وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا۔

چہارم البتہ خلع کی صورت میں عورت کچھ مال دیدے تو جائز ہے اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ الآیۃ

پنجم :۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقوق متعین کر دئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں۔ پس کسی کی حق تلفی کر کے ان حدوں سے تجاوز کرنا ناجائز ہے اور ایسے لوگ بڑے ظالم ہیں۔

اس آیت کے بعد اللہ تعالےٰ نے تیسری اور آخری طلاق کا ذکر کر کے فرمایا کہ تیسری طلاق کے بعد مرد رجوع نہیں کر سکتا۔ ارشاد ہے فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ۔ یعنی پھر اگر شوہر دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق عورت کو دیدے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اس پر یعنی پہلے شوہر پر وہ حلال نہ ہو گی۔

شریعت اسلامیہ نے عورت کو لاتعداد رجعی طلاقوں کے ظلم سے نجات دیکر رجعی طلاقوں کو بہت محدود کر دیا۔ شریعت اسلامیہ نے عورت پر اتنے احسانات کئے کہ عورتیں ان کا شکریہ بجا نہیں لا سکتیں، اسلام کا ہر حکم عورت کیلئے عزت و تکریم کا پیغام ہے اسے پردہ کا حکم دیا تا کہ اس کی عزت و آبرو محفوظ ہو، اس کا حسن داغدار نہ ہو۔ اس کے اخلاق شستہ ہوں۔ اس کی آزادی کے برے نتائج سے معاشرہ تباہ نہ ہو جائے

اور مردوں میں جنگ وجدال برپا نہ ہو۔ پردہ عورت کیلئے انتہائی راحت وسکون کا باعث ہے، کیونکہ اس صورت میں گھر سے باہر کسی کام کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ وہ آرام سے بیٹھی ہوگی، اور خاوند باہر کے ہر کام کو خود سنبھالیگا۔

لیکن آہ! آج رحمۃ للعالمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اور بزعم خود غلط نام لیوا، اور منافقانہ طور پر اسلام کا نام لینے والوں نے اس کائنات کی محسنہ کو تشہیر وہوس کا ذریعہ بنالیا۔ مغربی تہذیب نے ان کو اسلام سے دور کر دیا۔ مغربی تعلیم جو اس وقت رائج ہے نے مسلمان طلبہ وطالبات کے ذہنوں کو بگاڑ دیا۔ ؎

نہیں محفوظ ناموس گلستاں ہم نہ کہتے تھے — چمن کی تاک میں ہے برق سوزاں ہم نہ کہتے تھے
یہ افرنگی تمدن یہ ہوس کاری یہ عریانی — پیام موت ہے بہر مسلماں ہم نہ کہتے تھے
خرد کی فتنہ کاری سے پریشاں ہو کے اے مسلم — لہو روئیگی آخر چشم انساں ہم نہ کہتے تھے

اللہ سبحانہ ہمیں مغربیت کے تاریک طوفان سے بچائے، مغربیت ایمان مسلم کیلئے ڈاکو کی حیثیت رکھتی ہے۔ سرمد رح کہتے ہیں۔ ؎

باز آ، باز آ، زفکر باطل باز آ — از وہم وخیال خام اے دل باز آ
خوشنود مشو زفکر دنیا ہرگز — نہ وصل نماید ونہ واصل، باز آ

خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سوا سب کچھ باطل ہے، بے فائدہ ہے بے کار ہے۔

مت کرمت کر تو فکر باطل باز آ — ان خام خیالوں سے اے دل باز آ
فکر دنیا سے شادمانی کیسی — ہوگا نہ کبھی وصل نہ واصل باز آ

نیک وبد، نور وظلمت، حسن وقبح، انصاف وظلم، اچھے اور برے۔ ترقی وانحطاط، علم وجہل تعلیم وتربیت کی جو توضیح وتشریح اسلام نے کی ہے، مغربی عقول اس سے بڑی حد تک ناواقف ہیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے — بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے — خرد بیزار دل سے میں خرد سے

دینی تعلیم وتربیت کے سوا کسی تعلیم سے عورتوں کو خوشحالی نصیب نہیں ہوسکتی۔ دینی تعلیم وتہذیب کا آغاز بھی اچھا اور انجام بھی اچھا۔ اور انگریزی تہذیب کا آغاز بھی برا اور انجام بھی برا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

انگریز نے تہذیب سے لڑکے کو ابھارا — انگریز نے تعلیم سے لڑکی کو سنوارا
پتلون میں وہ تن گیا یہ سائے میں پھیلی — پاجامہ غرض یہ ہے کہ دونوں نے اتارا

کچھ جوڑ تو ان میں کے ہوئے ہال میں رقصاں | باقی جو تھے گھران کا تھا افلاس کا مارا
بہرادہ بنا کمپ میں یہ بن گئیں آپا | بی بی نہ رہیں جب تو میاں پن بھی سدھارا
دونوں جو کبھی ملتے ہیں گاتے ہیں یہ مصرعہ | آغاز سے بدتر ہے سرانجام ہمارا

تیسری مثال

تیسری مثال :۔ زمانہ جاہلیت میں خاوند کی وفات کے بعد عورت پورے بارہ ماہ یعنی ایک سال تک عدت میں رہتی تھی۔ اور وہ بھی بڑی ذلت میں۔ مؤرخ ابن قتیبہؒ لکھتے ہیں کہ ایام عدت میں یعنی سارے سال عورت کیلئے نہانا۔ بلکہ مطلقاً پانی کو ہاتھ لگانا یعنی ہاتھ دھونا۔ ناخن کترنا عرب کے عقیدے کے مطابق ممنوع تھا۔ اور اختتام عدت پر اس پر یہ ضروری تھا کہ بدترین شکل و لباس میں نکل کر ایک ذلیل رواج کو انجام دے۔ ابن قتیبہ کے الفاظ یہ ہیں۔ ذکروا اَنَّ المعتدَّةَ کانتْ لا تغتسِل ولا تمسُّ ماءً ولا تقلم ظفراً ثُمَّ تخرج بعد الحَوْل باقبحِ منظرٍ ثم تفتضُّ ای تکسر ما ھی فیہ من العدة بطائرٍ تمسح بہ قُبلھا و تنبذہ فلا یکاد یعیش ما یفتض بہ۔ اھ شرح نووی لمسلم ج ۱ صـ ۴۸۷۔

اسلام نے ایسی عورت کو صرف چار ماہ دس دن عدت گذارنے کا حکم دیا۔ اسی طرح مظلوم عورت کو طویل انتظار سے نجات دی۔ چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْہُرٍ وَّعَشْراً فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَہُنَّ فَلَا جُنَاحَ علیکم فیما فَعَلْنَ فِی انفسہِنَّ بالمعروفِ واللّٰہُ بما تعملُوْنَ خبیرٌ۔ پ ۲ رکوع ۱۴۔ آیت ۲۳۴۔

ترجمہ :۔ اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو عورتیں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں اور جب یہ عدت پوری کر چکیں۔ اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کرلیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔"

عورت پر اسلام کا یہ بہت بڑا انعام ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس عظیم انعام کی طرف عورتوں کو متوجہ فرمایا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت موجود ہے، فرماتی ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ عرض کیا کہ میری جوان بیٹی کا خاوند مر گیا ہے وہ عدت میں ہے آنکھ میں چند دن سے تکلیف ہے کیا وہ آنکھ میں سرمہ لگا سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں سرمہ نہ لگائے۔ اس عورت نے دو تین مرتبہ سوال دہرایا۔ نبی پاک ہر مرتبہ انکار فرماتے رہے، آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی برکت و انعام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ انما ھی اربعة اشھرٍ وعشرٌ وقد کانتْ احداکن فی الجاھلیة ترمی بالبعرة علی رأسِ الحَوْلِ۔ یعنی اسلام میں اس عورت کی جس کا خاوند مر گیا ہو عدت چار ماہ دس دن ہیں۔ اور جاہلیت میں ایسی عورت پورے ایک سال

عدت گزارنے کے بعد مینگنی پھینکنے کا رواج ادا کرتی تھی "

راوی حمید بن نافع نے زینب بنت ام سلمہ رضی سے ترمی بالبعرۃ الخ مینگنی پھینکنے کا مطلب پوچھا۔ فقالت زینب کانت المرأۃ اذا توفی عنہا زوجہا دخلت حفشاً ولبست شر ثیابہا ولم تمس طیباً ولا شیئاً حتی تمر بہا سنۃ ثم تؤتی بدابۃ حمار او شاۃ او طیر فتفتض بہ فقل ما تفتض بشیء الا مات ثم تخرج فتعطی بعرۃ فترمی بہا۔ صحیح مسلم ج ا ص۴۸۶۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب میں فرمایا۔ جب عورت کا خاوند مرجاتا۔ تو وہ ایک جھونپڑی میں داخل ہوجاتی تھی۔ اور برے کپڑے پہن لیتی تھی۔ خوشبو وغیرہ اشیائے زینت کا استعمال اس کے لئے ایک سال تک ممنوع ہوتا تھا۔ سال گزرنے کے بعد ایک جانور سے اپنی شرمگاہ مس کر لیتی تھی۔ ان کے عقیدے کے مطابق وہ جانور عموماً مر جاتا تھا۔ اس رسم کی ادائیگی کے بعد وہ ایک اور رسم ادا کرتی وہ یہ کہ مینگنی اسے دی جاتی تھی پھر وہ اس مینگنی کو پھینک دیتی تھی۔ بس یہ اس کی عدت کے اختتام کی علامت تھی۔

افسوس کا مقام ہے کہ آج بعض مسلمان عورتیں یورپی عریانی و آزادی و بے راہ روی کو دیکھ کر کہتی ہیں کہ ہمیں بھی آزادی ملنی چاہیے۔ حقوق ملنے چاہیے۔ یورپ والے خود آجکل اس آزادی سے پریشان ہیں یورپی آزادی، آزادی نہیں ہے بلکہ نری حیوانیت ہے۔ جس طرح حیوان اپنے حقوق یعنی کھانے پینے کی چیزوں کے حصول کیلئے لڑتا ہے اس میں نہ باپ کی تمیز نہ ماں کا امتیاز۔ اسی طرح حال ہے اہل یورپ کا۔ ان میں کسی کے حقوق کا کوئی خیال نہیں ہے۔ پھر حیوانوں کا مطلوب اعلیٰ صرف یہ ہے کہ وہ کھائیں اور پئیں۔ اس کے علاوہ وہ اور کوئی منزل مراد نہیں جانتے۔ بس اہل یورپ کا حال بھی یہی ہے۔ انکا مقصود اعلیٰ یہ ہے کہ خوراک و پوشاک کی ہمہ قسم سہولتیں حاصل کرنا ہی انسان کی انسانیت کی منزل آخرین ہے حیوانوں میں وہ گویا خوش قسمت ہے جسے اچھی طرح چارہ ملے اور وہ حیوان بڑا بدقسمت ہے جو اچھی خوراک سے محروم ہو۔ اہل یورپ کو تہذیب کی منزل آخرین بھی یہی ہے جو حیوانوں کی ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں سہولتیں حاصل ہوں۔ اور تکالیف سے محفوظ ہوں۔ بس یہ ان کی آزادی، ان کی ترقی اور ان کی تمناؤں کی آخری حد ہے۔ لیکن کامل اہل ایمان کے نزدیک صرف یہ دنیاوی چیزیں مطلوب اعلےٰ نہیں ہیں صرف کھانا پینا پہننا منزل مراد نہیں۔ اور صرف دنیاوی راحتیں حاصل ہونا خوش نصیبی کی علامتیں نہیں ہیں۔ کامل مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی بھی ہے اس حیات کے بعد ایک اور حیات بھی ہے۔ اہل ایمان کے نزدیک موت کے بعد آنے والی زندگی ہی مطلوب اعلیٰ ہے، اور اس میں حصول مسرت ہی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ اور اس دوسری زندگی میں عزت و بلند مرتبہ

حاصل ہونا ہی سب سے بڑی ترقی ہے اور اس دوسری زندگی کی مسرتیں اسلامی اصول پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ ؎

زندگی آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

اہل یورپ اس دنیاوی زندگی کا مقصد نہیں سمجھتے۔ درحقیقت یہ زندگی کھانے پینے کیلئے نہیں ہے بلکہ موت کے بعد آنے والی زندگی کی مسرتیں حاصل کرنے کیلئے ہے۔ حدیث ہے، الدنیا مزرعۃ الآخرۃ یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی — نے برائے خوردنی است ایں زندگی
زندگی با بندگی تابندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

برادران کرام! آپ اس زمانہ میں دیکھتے ہیں کہ بہت سے مسلمان مغربی تہذیب کی راہ پر آنکھ بند کئے چلے جا رہے ہیں۔ جناب ظفر علی خاں مرحوم ایسے مسلمانوں کے بارے کہتے ہیں۔

دکھائی ہے ہمیں تہذیب مغربی نے جو راہ — ہم آنکھ بند کئے اس پہ چلتے جاتے ہیں
بھڑک رہا ہے کچھ اس جوش سے تنور فرنگ — کہ دیں کے برف کے تودے پگھلتے جاتے ہیں
اُگل رہے ہیں جنہیں ریزہ چین خوانِ مسیح — مزے سے ہم وہی ٹکڑے نگلتے جاتے ہیں
جب اپنے عہد پہ قائم نہ رہ سکے بندے — خدائے پاک کے وعدے بھی ٹلتے جاتے ہیں

چوتھی مثال

چوتھی مثال:۔ اسلام نے مرد کو حاکم اور عورت کو محکوم بنایا ہے، الرجال قوامون علے النساء، اور طلاق کا مختار مرد بنایا ہے۔ عورت کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار نہیں دیا۔ یہ سب باتیں درست ہیں لیکن ان سے غلط مطلب اخذ نہیں کرنا چاہیئے۔ یورپ زدہ عورتیں ان سے یہ مطلب لیتی ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ ان کی حق تلفی ہوئی ہے۔ ان کی آزادی سلب کر لی گئی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں اور مغرب زدہ دماغ والے مردوں کی کم فہمی ہے۔ ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً — وآفتہ من الفہم السقیم
یعنی کئی لوگ صحیح بات پر عیب لگاتے ہیں — حالانکہ اس کی آفت اپنا فہم مستقیم ہے۔

میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اسلامی احکام پر عمل کرنے ہی میں مرد و زن کی خوشی مستور ہے، اس دنیا کا طبعی اور فطرتی نظام ایسا ہے کہ وہ حاکم کی برتری کے بغیر چل نہیں سکتا۔ دیکھئے کسی مملکت کا نظام آپ کو اگر بہتر نظر آرہا ہو مثلاً رعایا خوش ہوں۔ ان میں کسی طرح جھگڑے نہ ہوں تو اس حسین نظام کا سبب یہ نہیں ہے کہ اس میں سب باشندے حاکم ہیں بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے بعض کو حاکم اور بعض کو محکوم

تسلیم کیا ہے۔ ان میں بعض افسر ہیں اور بعض ان کے ماتحت چھوٹے بڑے، حاکم و محکوم، افسر و ماتحت آمر و مامور کے سلسلہ کا قیام ہی اس مملکت کی ترقی و خوشی کا ضامن ہے اگر اس کے باشندے سب کے سب اس طرح آزاد ہو جائیں کہ کوئی ان پر حاکم نہ ہو ان سے باز پرس کرنے والا نہ ہو تو ایک ہفتہ میں سارا ملک تباہ ہو جائیگا۔ ظلم و ستم کے طوفان سے شہروں کا سکون ختم ہو جائیگا اور مرغوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ لڑ کر طاقتور کمزور کو تباہ کر دیگا۔ کسی کی عزت محفوظ نہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ حاکم و محکوم، آمر و مامور کا سلسلہ خوشی اور مسرت کا سبب ہے۔ بشرطیکہ وہ انصاف پر مبنی ہو۔

ہر گھر بھی ایک مختصر سی مملکت ہے اس کے انتظام و انصرام کے لئے بھی حاکم چاہیئے تاکہ اس کے انتظام میں تصادم واقع نہ ہو۔ اور وہ گھر خوشی سے ہمکنار ہو سکے۔ تو اسلام نے اس فطرتی سلسلہ کو یوں برقرار رکھا ہے کہ مرد کو حاکم اور عورت کو اور اسی طرح اس کی اولاد کو محکوم ٹھہرایا ہے۔ عورت چونکہ صنف نازک ہے، اس کو وہ شجاعت۔ قوت، طاقت اور رعب حاصل نہیں ہے جو مرد کو حاصل ہے اسی واسطے حاکمیت کے قابل مرد ہے نہ عورت، لہذا اس گھر کا حاکم اعلےٰ اللہ تعالےٰ نے مرد کو مقرر فرمایا۔ تو گھر بھی ایک مملکت ہے۔ ایک حدیث شریف میں اس کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔ حدیث ہے۔ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ

کسی معاشرہ یا دین میں خواتین کو اتنے حقوق حاصل نہیں ہیں جتنے اسلام نے عورت کو دیے ہیں اسلام میں جو حقوق عورت کو دیے ہیں وہ عین فطرت کے مطابق ہیں۔ اور وہ نام نہاد ترقی یافتہ اور مغرب زدہ بیگمات جو حقوق نسواں کا کھوکھلا نعرہ لگا کر یا حقوق نسواں کی آڑ لیکر نوجوان عورتوں اور نوعمر لڑکیوں کو سڑکوں پر لے آتی ہیں۔ اگر وہ اسلام کا مطالعہ کریں اور شریعت میں دیے گئے اپنے حقوق کا جائزہ لیں تو انہیں خود ہی تسلیم کرنا پڑیگا کہ حقوق نسواں کے بارے میں اسلام نے کسی پہلو کو بھی نظرانداز نہیں کیا اور زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کو مکمل حقوق دے رکھے ہیں۔ ؎

اے خدا! خیرالامم اور اس کی دربانی تو دیکھ	دین مٹتا جا رہا ہے اس کی ویرانی تو دیکھ
پڑ گئے پرچ کے دلوں پر اور جگر زخمی ہوئے	عورتوں کی بے حیائی اور گل افشانی تو دیکھ
اینٹ سے اینٹ آج بجتی ہے نبی کے دین کی	ناقصات العقل والایمان کی نادانی تو دیکھ
ملک میں تھیں غیرت و دیں کی بہار آرائیاں	لیکن اب بے دینی تہذیب نصرانی تو دیکھ

بہر حال اسلام نے اگرچہ مرد کو حاکم قرار دیا ہے، اور عورت کو محکوم۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت بے دست و پا ہوئی اور اس کی آزادی بھی سلب ہوئی۔ بلکہ اولاً تو ہر ناجائز کام میں عورت خاوند کی بات کو رد کر سکتی ہے۔ حدیث ہے۔ لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی

طاعت ممنوع ہے۔ اس بارے میں عورت آزاد ہے۔
ثانیاً مرد کو انصاف و عدل کرنے کا حکم ہے۔ عورت سے محبت سے پیش آنے کا حکم دیا، دائرہ محبت کے اندر اگر میاں بیوی میں ایک حاکم اور دوسرا محکوم ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ طرفین کے حقوق کے بارے میں چند حدیثیں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ عورتوں کو اپنے حقوق معلوم ہو کر اپنی ذمہ داریوں کا بھی پتہ چلے۔ ان احادیث سے معلوم ہو جائیگا کہ عورت کو چاہیئے کہ خاوند کی تعظیم و خدمت کرے، اور جب وہ خاوند کی عزت کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور آخرت کی دائمی مسرتیں۔
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنتُ آمراً احداً ان یسجُدَ لاحدٍ لَامرتُ الزوجۃ ان تسجُدَ لزوجھا۔ اخرجہ الترمذی "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ اگر میں کسی انسان کو انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ تو عورت کو خاوند کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا"
مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رضی کی روایت ہے۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطاً فجاء بعیر فسجد لہ فقالوا نحنُ احق اَنْ نَسْجُدَ لک فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لو کنتُ امراً احداً اَنْ یسجد لاحدٍ لامرت الزوجۃ اَن تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا "یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے تو ایک اونٹ نے آکر آپ کے سامنے سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم پر زیادہ حق ہے اس بات کا کہ آپ کے سامنے سجدہ کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا امر کرتا تو عورت کو امر کرتا کہ وہ خاوند کے سامنے سجدہ کرے"
قزوینی نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ جب ملک شام سے واپس مدینہ منورہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرنے لگے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ملک شام میں لوگ اپنے بڑوں کے سامنے آتے ہوئے سجدہ کرتے تھے۔ میں نے انہیں دیکھ کر عزم کر لیا کہ اس تعظیم کے زیادہ مستحق تو ہمارے نبی علیہ السلام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کیلئے منع کیا۔ اور فرمایا۔ اگر میں غیر اللہ کے سامنے کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم کرتا مگر اسلام میں غیر اللہ کے لئے ہر قسم سجدہ کرنا حرام ہے۔ پھر فرمایا۔ والذی نفس محمد بیدہ لا تُؤدِّی المرأۃ حق ربّھا حتّٰی تُؤدّی حق زوجھا ولو سألھا نفسھا وھی علی قتب لم تمنعہ۔ اخرجہ القزوینی۔
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی عورت اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کر سکتی جب

تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے اور اگر خاوند اس سے نفس مانگے اور وہ پالان پر یعنی اونٹ پر سوار ہو تو منع نہ کرے۔

عن معاذ رضی اللہ عنہ مرفوعاً لا تؤذی امرأۃ زوجھا فی الدنیا الا قالت زوجتہ من الحور العین لا تؤذیہ قاتلک اللہ فانما ھو دخیل عندک یوشک ان یفارقک الینا۔ اخرجہ الترمذی۔ معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جو عورت نیک خاوند کو دنیا میں ضرر دیتی ہے تو اس شخص کی زوجہ حور کہتی ہے۔ اللہ تجھے تباہ کرے۔ اس شخص کو ضرر مت دینا۔ یہ تیرے نزدیک غیر یعنی اجنبی کی حیثیت رکھتا ہے عنقریب وہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس جنت میں آجائیگا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔ اذا باتت المرأۃ مھاجرۃ فراش زوجھا لعنتھا الملائکۃ حتی ترجع۔ اخرجہ الشیخان وابوداؤد۔ جب عورت بطور ناراضگی کے خاوند کا فراش (چارپائی و بستر) چھوڑ کر رات گزارے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ راضی ہو کر واپس خاوند کے پاس نہ آجائے۔

ایک حدیث میں اچھی عورت کی تین علامتیں بتائی گئی ہیں۔ اول یہ کہ ہنس مکھ ہو۔ دوم یہ کہ خاوند کا ہر حکم بجالائے سوم یہ کہ نفس و مال کے سلسلہ میں اس کی مخالفت نہ کرے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ عن ابی ھریرۃ قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسھا و مالھا بما یکرہ۔ اخرجہ النسائی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ کونسی بیوی بہتر ہے تو فرمایا کہ بہتر بیوی وہ ہے کہ جس میں تین علامتیں ہوں جب اس کی طرف خاوند دیکھے تو وہ اسے خوش کرے یعنی ہنس مکھ ہو اور جب اسے حکم دے تو تعمیل کرے اور نفس و مال میں اس کی مخالفت نہ کرے۔

وعن ابی امامۃ مرفوعاً ما استفاد المومن بعد تقوی اللہ خیراً لہ من زوجۃ صالحۃ ان امرھا اطاعتہ وان نظر الیھا سرتہ وان اقسم علیھا ابرتہ وان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا ومالہ۔ اخرجہ القزوینی بسند ضعیف والطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ مثلہ۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ تقوی کے بعد مومن زوجہ صالحہ سے اعلے نعمت حاصل نہیں کر سکتا ہو اگر اسے امر کرے تو اطاعت کرے اور اگر وہ اس کی طرف نظر کرے تو اسے خوش کرے۔ اور اگر کسی بات کرنے کی قسم کھائے تو وہ اس کی قسم پوری کرے اور اگر خاوند غائب ہو یعنی سفر پر چلا جائے تو وہ عورت اپنے خاوند کی خیر خواہی کا خیال رکھے اپنے نفس کے بارے میں بھی اور خاوند کے مال کے بارے میں بھی۔

حاکم بسند حسن اور ترمذی ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عورت اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا وہ جنت میں جائیگی غور کریں عورت کیلئے اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے۔ گھر میں رہ کر خاوند کی رضامندی کا خیال رکھنا بظاہر ایک تکلیف ہے لیکن اس تھوڑی سی تکلیف کا ثمرہ کتنا بڑا ہے۔ حدیث مذکور میں اس کا ثمرہ جنت بتایا ہے

؎ خود کہ یابی ایں چنیں بازار را ۔۔۔ کہ بیک بوسے خری گلزار را

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں اذا صلّتِ المرأۃُ خمسہا وصامتْ شہرہا وحفظتْ فرجَہا واطاعتْ زوجَہا قیل لہا ادخلی الجنۃَ من ایّ ابوابِ الجنۃِ شئتِ۔ اخرجہ احمد والطبرانی فی الاوسط۔ یعنی جس عورت میں یہ چار خوبیاں موجود ہوں کہ پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی آبرو وعصمت کی حفاظت کرے۔ اور خاوند کی اطاعت کرے تو روز قیامت اسے اللہ تعالیٰ کی طرف کہا جائیگا کہ جنت میں داخل ہو جائیے اس کے جس دروازے سے چاہو"

یہ حدیث بھی سابقہ حدیث کی طرح بہت بڑی خوشخبری پر مشتمل ہے۔ ایک دیندار اور آخرت کی فکر رکھنے والی عورت جب اس قسم کی حدیث سن لیتی ہے تو وہ کبھی بھی خاوند کی خدمت کرنے اس کی رضا حاصل کرنے میں کوتاہی نہیں کریگی۔ اور اس کی حاکمیت کو اپنی آزادی کے خلاف نہیں سمجھ سکتی۔ بلکہ ان امور کو وہ اپنے لئے رحمت سمجھتی ہوگی۔

عن ابن عمر مرفوعاً اِثنانِ لاتجاوِزُ صلاتہما رؤسہما عبدٌ ابقَ من موالیہِ حتی یرجعَ الیہم وامرأۃٌ عصتْ زوجہا حتّٰی ترجِعَ۔ اخرجہ الطبرانی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ دو انسان ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی یعنی قبول نہیں ہوتی۔ اوّل وہ غلام جو مالک سے بھاگ گیا ہو تاآنکہ وہ واپس آجائے۔ دوّم وہ عورت جو خاوند کی نافرمان ہو تاآنکہ وہ اس کے پاس آکر اسے راضی نہ کرے۔

عن ابی ہریرۃ مرفوعاً۔ استوصوا بالنساءِ خیرًا فان المرأۃ خُلقتْ من ضلعٍ اعوجَ وانّ اعوجَ مافی الضلعِ اعلاہ فان ذہبتَ تُقیمہٗ کسرتَہ وانْ ترکتَہ لم یزل اعوجَ فاستوصوا بالنساءِ خیرًا وفی روایۃٍ کسرُہا طلاقُہا۔ اخرجہ الشیخان والترمذی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری یہ نصیحت ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو یعنی خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور ساری پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی وہ پسلی ہے جو سب سے اوپر ہے اور اسی سے عورت کی تخلیق

ہوئی ہے اگر تم اسے بالکل سیدھا کرو تو توڑ دو گے یعنی طلاق تک نوبت پہنچ جائیگی۔ اور اگر اسی طرح چھوڑ دو تو وہ ٹیڑھی ہی رہیگی لہذا تم اسے اسی طرح رہنے دو۔ اور گزارہ کرو۔ تو عورتوں کے بارے میں میری یہ نصیحت قبول کر کے اس پر عمل کرو "

وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ مرفوعاً اِنَّ المرأۃَ خُلِقَتْ من ضِلعٍ فاِنْ تُقِمْھا کسرتَھا فَدَارِھا فان بِھا اَوَداً وبلغۃً۔ اخرجہ الدارمی " ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اگر تم اسے کامل طور پر سیدھا کرنا چاہو تو توڑ دو گے۔ لہذا اسی طرح گزارہ کرو۔ اس میں قدرے کجی کے ساتھ ساتھ فائدے بھی ہیں۔

ان دو حدیثوں میں اشارہ ہے کہ عورت کا مارنا درست نہیں ہے بلکہ محبت سے اس کے ساتھ زندگی گزارو۔ یہ درست ہے کہ بعض اشخاص عورتوں کو مارتے ہیں ان پر ظلم کرتے ہیں۔ ان کے حقوق بجا نہیں لاتے۔ تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے۔ اس سے اسلام پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام ایسے ظلم کی کبھی بھی اجازت نہیں دے سکتا۔

عن عبد اللہ بن زمعۃ مرفوعاً لا یجلِدْ احدُکم امرأتَہ جَلْدَ العبدِ۔ اخرجہ الشیخان والترمذی۔ یعنی عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو اتنا زیادہ نہ مارے۔ جتنا غلام مارا جاتا ہو۔

عن حکیم بن معاویۃ عن ابیہ قُلتُ یارسولَ اللہِ ماحقُّ زوجۃِ احدِنا علیہ قال اَنْ تُطعِمَھا اِذا طَعِمْتَ وتکسوھا اذا اکتسیتَ ولا تضرِبِ الوجہَ ولا تُقَبِّحْ ولا تھجر الا فی البیت۔ اخرجہ ابوداؤد۔ وقال لا تُقَبِّحْ اَنْ تقولَ قبّحکَ اللہُ۔ یعنی حکیم بن معاویہ اپنے باپ معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے (یعنی معاویہ نے) عرض کیا۔ یارسول اللہ! بیوی کا حق کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیوی کا حق یہ ہے کہ تم اسے وہ کھلائیں جو خود کھاتے ہو اور وہ پہنائیں جو خود پہنتے ہو۔ اور مارتے وقت چہرے پر نہ ماریں۔ اور نہ بد دعا دیں۔ اور نہ اس سے قطع تعلق کریں۔ البتہ گھر کے اندر قطع تعلق برائے اصلاح میں کوئی حرج نہیں ہے "

مذکورہ صدر احادیث میں غور فرمائیں اسلام نے عورتوں کے حقوق کو اور اس کی تعظیم کرنے کو کتنی زیادہ توجہ دلائی ہے۔ اسلام کے سوا کسی اور دین میں عورت کو اتنا محترم مقام نہیں دیا گیا۔ مگر افسوس صد افسوس دشمنان اسلام کی طرح خود مسلمان بھی اسلام کے خلاف نام نہاد ترقی کی تدبیریں کر رہے ہیں، یہ پرفتن لوگ بہار کی بجائے خزاں لانے کی سوچ رہے ہیں۔ اسلام سے دوری کی وجہ سے ہر گھر ہر محلہ ہر شہر اور ہر علاقہ پریشانیوں

مثال پنجم

کے چکر میں ہیں۔ ؎

ہر چند با اثر ہے تدبیر باغبان بھی — لیکن بہار بھی ہے اک چیز اور خزاں بھی
دوران سر کی اپنی ہیں کیا کروں شکایت — گردش میں ہے زمیں بھی چکر میں آسمان بھی

مثال پنجم۔ حاضرین کرام:۔ تمام راستوں سے قوی تر اسلام کا راستہ ہے۔ یہی وہ شاہراہ حق ہے کہ اپنے سالک کو دنیا و آخرت کی ترقیوں سے بہرہ ور کرتا ہے۔ یہی وہ جادۂ مستقیم ہے جو خدا تعالیٰ علام و خبیر نے اپنے اولیاء اللہ اور انبیاء و رسل کے لئے منتخب فرمایا ہے، اس جادۂ حق میں عورت کی حق تلفی کیونکر ممکن ہے جبکہ اس میں جانور چرند پرند اور ہر خسیس و کمزور جاندار کے حقوق بتائے گئے ہیں۔ ان پر ترس کرنے رحم کرنے کا حکم ہے۔ ان پر ادنےٰ ظلم و ستم کو حرام بتایا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے۔ اِن احسنتم فلکم جمالہٗ وان اسأتم فلکم وبالہٗ۔ یعنی جانوروں سے اگر اچھا برتاؤ کروگے تو وہ تمہارے لئے زینت کا سبب ہیں۔ اور اگر برا برتاؤ کروگے تو وہ تمہارے لئے وبال ہونگے۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے پر ہے۔

نخشبی سر زحکم دوست متاب — کار نابالغاں است شور و خروش
ہیچ دانی کہ صدق چیست بحق — اَرّہ بر سر نہند و تو خاموش

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ نور عطا فرمائے جس سے حق و باطل صحیح و خطا کی شناخت ہو، مغربی تہذیب کے نام لیوا اس نور حق سے محروم ہیں۔

نخشبی نور دل قوی نور بست — شو واز دل خراب آبادی
تن و جاں ماندہ بدبتاریکی — شمع دل نور گر نمیدادی

مسلمانوں کی حالت پر افسوس ہو رہا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔ ؎

کوئی ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے — کوئی پا رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
کوئی تاک میں ہے کسی کو ہے غفلت — کوئی جاگتا ہے کوئی سو رہا ہے
کہیں ناامیدی نے بجلی گرائی — کوئی بیج امید کے بو رہا ہے
اسی سوچ میں میں تو رہتا ہوں اکبر — یہ کیا ہو رہا ہے یہ کیوں ہو رہا ہے

کتاب سلک السلوک میں عارف کبیر امام نخشبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک چیونٹی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم تلے آگئی۔ اس چیونٹی کو تکلیف پہنچی۔ وہ تڑپنے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور معذرت کی۔ کہ غلطی سے، بے خبری سے ایسا ہوا۔ خدا سے بھی معافی مانگی کہ مجھ سے اس چیونٹی کو تکلیف پہنچ گئی۔ اس بیچارے پر ظلم ہوا۔ لیکن بے خبری سے ایسا ہوا۔ اے اللہ میری یہ غلطی

معاف فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بار بار کبھی چیونٹی سے اور کبھی خدا سے معافی مانگ رہے ہیں۔ اندازہ لگائیے اسلام کا راستہ کتنا شستہ ہے۔ کتنا منصفانہ ہے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کتنے رحم دل تھے نخششی لکھتے ہیں۔ اسی رات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قدم ہوش و فکر سے کیوں نہیں رکھتے۔ کہ آج آپ کے اس ظلم سے عالم بالا یعنی ملأ اعلیٰ میں کہرام مچا ہوا ہے۔ کیونکہ چیونٹی جو آپ کے قدم تلے روندی گئی وہ اپنی جنس کی رہبر اور اس جنس کے صدیقین و مقربان حق تعالیٰ سے تھی۔ وہ چیونٹی کسی وقت بھی یاد خدا تعالیٰ سے غافل نہ ہوئی تھی سوائے اس وقت کے جبکہ وہ آپ کے قدم تلے آگئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پریشان ہو کر پوچھنے لگے کہ اب قیامت میں میرا کیا حال ہو گا۔ اس غلطی کے وبال سے رہائی کس طرح حاصل ہو سکیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھیں۔ وہی چیونٹی آپ کے لئے شفاعت کر رہی ہے کیونکہ آپ نے غلطی کے بعد اس سے اور خدا تعالیٰ سے معافی مانگی۔

اس حکایت سے ایک اور اہم بات بھی معلوم ہوئی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان کو آفات سے بچاتا ہے اور غفلت کی وجہ سے انسان مصائب میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ دیکھئے یہ چیونٹی اس وقت آفت میں مبتلا ہوئی اور پاؤں تلے آگئی جب وہ ذکر اللہ سے غافل ہوئی۔ اس سلسلے میں ایک عجیب حدیث شریف ہے۔

ففی الحلیۃ ج ۷ ص ۲۴۱ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اُصِیدَ من صیدٍ ولا قُطِعَ مِن شجرٍ الا بتضییعہ التسبیح۔

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جانور یا پرندہ شکار نہیں کیا جاتا۔ اور نہ کوئی درخت کاٹا جاتا ہے مگر اس وقت جب کہ وہ جانور پرندہ اور درخت اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے غافل ہو۔

ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مشہور زمانہ بزرگ حضرت شبلی قدس سرہ کو وفات کے بعد اس کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ شبلیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بخش دیا۔ اس نے پوچھا کس عمل کی برکت سے۔ شبلیؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قریب کھڑا کر کے فرمایا۔ اے ابوبکر شبلی! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کے طفیل تجھے بخش دیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ فلاں نیک اعمال کی برکت سے۔ فرمایا نہیں۔ عرض کیا اخلاص فی العبادات کی برکت سے۔ فرمایا نہیں۔ عرض کیا حج روزہ نماز نوافل کی برکت سے۔ فرمایا نہیں۔ عرض کیا نیک لوگوں کی زیارت اور طلب علم کیلئے دور دراز سفر کرنے کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو انہی اعمال خیر کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہوئے انہی کے وسیلے

سے آپ کے عفو کو حاصل کرنے کا حسن ظن کئے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ سب نیک اعمال ہیں مگر مغفرت ان کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ عرض کیا اے مولا۔ پھر کس عمل کے طفیل بخشش ہوئی۔ فرمایا کیا تجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ بغداد کی ایک گلی میں جا رہے تھے۔ ایک چھوٹی بلی مل گئی۔ جو زیادہ سردی کی وجہ سے حرکت سے عاجز ہو چکی تھی۔ برف اور سردی کی شدت سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی تو نے اس پر ترس کر کے اس کو اپنی پوستین میں چھپایا تاکہ وہ گرم ہو جائے۔ اور دیر تک چھپائے رکھا۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں اے رب! مجھے یہ واقعہ یاد آیا۔ فرمایا۔ اس بلی پر شفقت کی برکت کی وجہ سے میں نے آپ پر رحم کیا۔ اور اُس وقت آپ کے لئے مغفرت کاملہ لکھ دی گئی۔ ابن عساکر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَتذکُرُ حین کنتَ تمشِی علی دُرُبِ بغداد فوجدتَ ھِرۃً صغیرۃً قد اَضْعَفَھا البردُ وھی تَتَزَوّی الی الجدارِ مِنْ شدّۃ البرد والثلجِ فاخذْتَھا رحمۃً فادْخلتَھا فی فروٍ کان علیک وقایۃً لھا من اَلمِ البَرْدِ فقلت نعم قال برحمتک لِتلک الھرۃ رحمتُک۔

اسلام میں عورتوں پر ظلم کس طرح روا رکھا جا سکتا ہے۔ اور ان کی حق تلفی کیونکر ممکن ہو سکتی ہے یہ تو بہت بڑا ظلم ہے۔ اسلام چھوٹے ظلم کو بھی انتہائی خطرناک بتاتا ہے۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

خلِّ الذنوبَ صغیرھا وکبیرھا فھو التقی
چھوٹے اور بڑے سب گناہ چھوڑ دینا۔ بس یہی تقوی ہے

واصنع کماشٍ فوق ار ض الشوک یحذر مایری
اور ایسا کر جس طرح کوئی چلتا ہو اس زمین پر جو کانٹوں والی ہو اور وہ احتیاط سے چلتا ہو

لا تحقرنّ صغیرۃً انّ الجبال من الحصی
چھوٹے گناہ کو چھوٹا مت سمجھنا بیشک پہاڑ کنکریوں سے بنے ہیں۔

اسلام میں جانوروں، کتوں، بلیوں پر رحم کرنا موجب دخول جنت ہے اور ان پر ظلم سبب دخول نار ہے تو عورت پر ظلم اسلام میں کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

عن ابن عمر مرفوعاً دخلتْ امراۃٌ النارَ فی ھرۃٍ ربطتْھا فلم تُطعِمھا ولم تدعھا تأکل من خُشاشِ الارضِ۔ اخرجہ الشیخان۔ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت سابقہ امتوں میں سے صرف اس وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ تو خود اسے کچھ کھلاتا۔ اور نہ اسے چھوڑتا۔ تاکہ وہ شکار کر کے کچھ کھالے۔

وعن ابی ھریرۃ مرفوعاً بینما رجلٌ یمشی بطریقٍ اشتدّ علیہ العطشُ فوجد بئراً فنزل

فیھا فشرب ثم خرج فاذا کلبٌ یلھثُ یأکلُ الثری من العطش فقال الرجل لقد بلغ
ھذا الکلب مثل الذی کان بلغ منّی فنزل البئر فملأ خفّہٗ ماءً ثمّ امسکہٗ بفیہٖ حتّی
رقی فسقی الکلب فشکر اللّٰہُ لہٗ فغفر لہٗ فقالوا یا رسول اللّٰہِ اِنّ لنا فی البھائم اجرًا فقال
فی کل کبدٍ رطبۃٍ اجرٌ ۔ اخرجہ الشیخان وابوداؤد ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سابقہ امتوں میں ایک شخص دِ جنگل میں، چلتے چلتے پیاسا ہوا۔ ایک کنواں ملا۔ اس نے سیڑھیوں کے ذریعہ اتر کر پانی پیا، باہر نکل کر اس نے اس کے کنارے پر دیکھا کہ ایک کتا زیادہ پیاس کی وجہ سے تر مٹی کھا رہا تھا۔ اس شخص نے کہا، یہ بھی میری طرح پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ چنانچہ کتے پر رحم کرتے ہوئے وہ کنویں میں داخل ہوا جوتا یا موزہ پانی سے بھر کر منہ میں پکڑا۔ اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل و رحم کو قبول فرما کر اس کے گناہ بخش دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کیا جانوروں کے ساتھ احسان کرنے میں بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ ہر تر جگر والے کے ساتھ حسن سلوک موجب اجر ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے جیسے حقیر و نجس حیوان کو اذیت سے، پیاس سے نجات دلانا اس شخص کی بخشش کا سبب ہوا۔ حدیث شریف کے آخری جملہ سے مزید تشریح ہوئی۔ فرمایا کہ ہر تر جگر والے یعنی ہر جاندار کے ساتھ بھلائی موجب اجر و ثواب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی چھوٹی نیکی ذریعہ نجات بن جاتی ہے۔ اس واسطے کسی نیکی کو حقیر سمجھتے ہوئے اسے ترک نہ کرو، کیا پتہ یہی مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔

تو سمجھتا ہے جو ذرہ یہ وہ ذرہ تو نہیں ۔۔۔ تو سمجھتا ہے جو قطرہ یہ وہ قطرہ تو نہیں
یہ وہ ذرہ ہے جو طوفان بھی لا سکتا ہے ۔۔۔ یہ وہ قطرہ ہے جو دریا بھی بہا سکتا ہے
اس کی برکت سے جوانوں کا چلن بدلیگا ۔۔۔ اس کے جذبہ سے چمن رنگ چمن بدلیگا

مذکورہ بالا حدیث کی ایک روایت یوں ہے۔ انّ امرأۃً بغیًا رأت کلبًا فی یومٍ یطیف ببئرٍ قد ادلع لسانہ من العطش فنزعت لہ موقھا فغفر لھا۔ اخرجہ مالک والشیخان وابوداؤد

ایک اور حدیث میں آنحضرت سے اونٹ نے شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالک کو نصیحت کی۔ اور اس کو پیٹ بھر کر کھلانے کی تاکید کی، حدیث یہ ہے، عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں
اردفنی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خلفہ ذات یوم وفیہ۔ فدخل حائطًا لرجلٍ من الانصار فاذا فیہ جملٌ فلمّا رأی النبی صلی اللّٰہُ علیہ وسلم حنّ وذرفت عیناہ فاتاہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمسح ذفراہ فسکت فقال من ربُّ ھذا الجملِ۔ لمن ھذا الجمل فجاء

فتیً من الانصار فقال لی یا رسول اللہ فقال لہ افلا تتقی اللہ فی ھٰذہ البھیمۃ التی ملّکک اللہ ایاہ فانہ شکیٰ الیّ انّک تجیعہ وتدئبہ - اخرجہ ابوداؤد -

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (عبداللہ بن جعفر کو) ایک دن سواری پر اپنے ساتھ پیچھے سوار کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے - اس میں ایک اونٹ تھا اونٹ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ڈاڑیں مارنے لگا - اور اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگا - تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے - اور اس کے دونوں کانوں کے پچھلے حصہ پر ہاتھ مبارک پھیرا - تو اونٹ خاموش ہوا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس اونٹ کا مالک کون ہے ؟ ایک جوان انصاری آیا - اور عرض کیا یہ میرا اونٹ ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو اس جانور کے بارے میں جس کا مالک اللہ تعالیٰ نے تجھے بنایا ہے - اس اونٹ نے ابھی میرے پاس آکر یہ شکایت کی کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اسے زیادہ تھکا دیتے ہو -

میرے دوستو - جس دین میں حقوق کی اتنی حفاظت کی گئی ہو - جانوروں پر ادنے ظلم حرام اور موجب سزا ہو اس دین میں عورت کے بارے میں یہ تصور کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس کے حقوق ضائع کر دئے گئے ہیں - آج کل مغرب زدہ خواتین جن حقوق کے نعرے لگا رہی ہیں اور مطالبہ کر رہی ہیں - درحقیقت وہ فحاشی وعریانی کا مطالبہ ہے - آزادانہ بدکاری کا مطالبہ ہے - اس قسم کی آزادی کا مطالبہ اپنے ایمان اور اپنے اسلامی معاشرہ کی تباہی کا مطالبہ ہے - اس قسم مغرب نواز عورتوں اور مردوں کے الحاد کا ذکر اکبر الہ آبادی نے ان اشعار میں کیا ہے -

یکے ذی علم در اسکول روزے — فتاد از جانب پبلک بدستم
بدو گفتم کہ کفری یا بلائی — کہ پیش اعتقادات تو پستم
بگفتا مسلم مقبول بودم — ولے یک عمر با ملحد نشستم
جمال نیچری در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں شیخم کہ ہستم

اہل یورپ اور کفار کی منزل اور ہے اور مسلمانوں کی منزل اور - ان میں بڑا فرق ہے - ایک منزل باطل ہے اور دوسری حق - ایک ظلمت ہے اور ایک نور، ایک دوزخ ہے اور دوسری جنت، ان دین دشمنوں کو دل آگاہ حاصل نہیں ہے - نور بصیرت سے وہ محروم ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دل آگاہ نصیب فرمائے - جامیؒ فرماتے ہیں

یارب دل پاک و جان آگاہم دہ — آہ شب و گریۂ سحرگاہم دہ
در راہ خود اول ز خودم بیخود کن — آنگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ

اسی ہفتہ یعنی ۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء کے بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ واشنگٹن (امریکہ) میں گذشتہ سال کے اعداد وشمار کے مطابق جائز بچوں کے مقابلہ میں ناجائز بچے (اولادِ زنا) زیادہ پیدا ہوئے یہ ہے یورپی آزادی اور وہ شیطانی راہ جس کا مطالبہ بعض منافق عورتیں کر رہی ہیں۔

کوئے ہستی کے رہنے والوں میں — آدمیت کی خو نہیں ملتی

آدمیت کا رنگ ملتا ہے — آدمیت کی بو نہیں ملتی

مثال ششم

مثال ششم :- دین اسلام میں والدین کے بہت زیادہ حقوق بتائے گئے ہیں اور ان کی خدمت کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ جنت ان کے قدموں تلے بتائی گئی۔ ان کی خدمت موجب رضائے خدا تعالیٰ ہے اور ان کی رضامندی دنیا و آخرت کی خوشیوں کی ضامن اور درازیٔ عمر کا وسیلہ ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رضا الرب فی رضا الوالِدِ وسخط الربِ فی سخط الوالِدِ۔ اخرجہ الترمذی۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

محدثین کے نزدیک اس حدیث میں والد سے مراد والدین ہیں کیونکہ ایک کا ذکر دوسرے کیلئے بھی ضمناً ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ والدین کا عقوق (نافرمانی) گناہ کبیرہ ہے۔ بہرحال والدین اس قسم کے بیسوں حقوق میں مشترک ہیں۔ لیکن کل احادیث پر نظر کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ والدین کے مشترکہ حقوق میں ماں کا مرتبہ بہت آگے ہے۔ ماں کے حقوق باپ کی بنسبت زیادہ ہیں۔ کئی احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی اصبت ذنباً عظیماً فہل لی من توبۃٍ قال ہل لک من امٍ قال لا قال ہل لک من خالۃٍ قال نعم قال فبرہا۔ اخرجہ الترمذی۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ۔ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ اس نے کہا نہیں وہ وفات پا چکی ہے۔ تو فرمایا کیا تیری خالہ موجود ہے ؟ عرض کیا ہاں وہ موجود ہے۔ فرمایا بس آپ کی توبہ یہ ہے کہ خالہ کے ساتھ احسان کیا کر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے گناہ کے وبال سے بچنے کا اسلامی طریقہ ماں کی خدمت ہے اور ماں نہ ہو تو خالہ کی خدمت ہے۔ باپ کی خدمت کا اس حدیث میں ذکر نہیں ہے۔

وفی جامع الترمذی عن بہز بن حکیم قال حدثنی ابی عن جدی قال قلتُ یا رسول اللہ من ابرّ قال امّك قال قلتُ ثم من قال اُمّكَ قال قلت ثم من قال اُمّك قال قلتُ ثم من قال ثم اباك ثم الاقرب فالاقرب۔ بہز بن حکیم کے دادے کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا یا رسول اللہ! کہ میں کس سے احسان کروں۔ تو فرمایا۔ سب سے پہلے ماں سے احسان کرو، میں نے عرض کیا۔ اس کے بعد پھر کس کا حق ہے؟ فرمایا ماں کا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت! تیسرے درجے پر کس کا حق ہے؟ فرمایا۔ ماں کا۔ میں نے عرض کیا۔ چوتھے نمبر پر کس کا حق ہے؟ فرمایا۔ باپ کا۔ اور پھر ان کا جو درجہ بدرجہ قریب ہوں"

اس حدیث میں ماں کی باپ پر افضلیتِ مرتبہ کا اشارہ موجود ہے۔ بلکہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ماں کا حق خدمت تین درجے باپ کے حق خدمت پر مقدم ہے

وعن ابی ھریرۃ قال جاء رجلٌ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ من احق الناس بحُسنِ صحابتی قال اُمّكَ قال ثم مَنْ قال ثم اُمّكَ قال ثم مَنْ قال ثم امك قال ثم من قال ثم ابوكَ اخرجه الشیخان۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ میرے حسن سلوک واحسان کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا تیری والدہ سب سے زیادہ اس کی مستحق ہے۔ اس نے عرض کیا پھر کون زیادہ حقدار ہے؟ فرمایا ماں۔ عرض کیا تیسرے درجے میں کون ہے فرمایا ماں۔ عرض کیا چوتھے مرتبہ پر کون حقدار ہے۔ فرمایا۔ باپ۔

عن معاویۃ بن جاھمۃ ان جاھمۃ قال یا رسول اللہ اردتُ ان اَغزُوَ وقد جئتُ استشیرك فقال ھل لك من امٍ قال نعم قال الزمھا فانّ الجنۃ عند رجلیھا۔ اخرجه النسائی۔

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کرنے لگا کہ میرا جہاد پر جانے کا ارادہ ہے آپکی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں وہ زندہ ہے۔ فرمایا بس ماں کے پاس رہ کر اس کی خدمت کر، کیونکہ جنت والدہ کے قدموں کے پاس ہے"

اس حدیث میں ماں کی خدمت کو جہاد سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔ ان احادیث میں غور فرمائیں اسلام نے عورت کو مرد پر مقدم کیا۔ ماں کا حق خدمت باپ سے زیادہ ہے والد اور والدہ کے حقوق میں کہیں تقابل آئے تو والدہ کا حق مقدم ہے۔ مغربی تہذیب کے نام لیوا کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں

کے حقوق کا خیال نہیں رکھا گیا۔ یہ بڑا بہتان ہے اسلام پر، اور اسلامی اصولوں سے بے خبری کی دلیل ہے
مذکورہ صدر احادیث میں عورت یعنی ماں کو جو مقام اسلام نے دیا ہے کیا مغربی تہذیب میں والدہ
کو یہ مقام یا اس کے قریب کوئی مقام و مرتبہ حاصل ہے؟ یاد رکھئے اسلام سے باہر مسلمان کو راحت
نہیں مل سکتی، ترقی نہیں مل سکتی۔ مسلمان خلیفہ خدا ہے۔ خلافت الٰہیہ کی صحیح ترجمانی ہی میں اس کی ترقی
وراحت مضمر ہے۔

دہر کو حق کے نام پر زیر نگیں بنائے جا ۔۔۔ تو ہے خلیفہ خدا حکم خدا سنائے جا۔
لالۂ باغ مصطفےٰ تیرا دل حزیں ہے ۔۔۔ نور چراغ عشق سے روح کو جگمگائے جا
اپنے چمن کو چھوڑ کر اور کہیں گیا تو کیا ۔۔۔ لطف ہے جب ہر قدم تازہ چمن بنائے جا
مدرسۂ خودی سے لے درس حیات جاوداں ۔۔۔ اپنے پہ اعتماد رکھ غیر کو آزمائے جا

یہ ماں باپ کے حقوق کا تقابل تھا۔ اور ثابت ہوا کہ اس سلسلے میں عورت کے حقوق کی اہمیت مرد کے
حقوق کی بنسبت زیادہ ہے۔

اب آئیے: میاں بیوی کے حقوق پر غور کریں کہ اس حیثیت سے بیوی کی تکریم اور اس کی ہمت
افزائی کے بارے میں اسلام نے کیا بتایا ہے۔

عن ابی امامۃ مرفوعاً ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ خیرًا لہ من زوجۃ صالحۃ
ان امرھا اطاعتہ وان نظر الیھا سرتہ وان اقسم علیھا ابرتہ وان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا
ومالھا۔ اخرجہ القزوینی والطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ۔

یعنی تقوی کے بعد مسلمان نے زوجۂ صالحہ سے بہتر چیز حاصل نہیں کی۔ اگر وہ اسے حکم دے تو اطاعت
کرے۔ اور اگر اسے دیکھے تو خوش کرے اور اگر کسی بات کے بارے میں قسم کھائے تو وہ اس کی قسم
پوری کرے، اور غائب ہو تو وہ نفس و مال کی حفاظت کرے"۔

اس حدیث میں نیک عورت کو کتنا بلند مرتبہ دیا گیا۔ یعنی تقوی کے بعد سب سے بڑھ کر مکرم و محترم
چیز عورت ہے۔ تقوی کی حیثیت تو آپ جانتے ہیں۔ تقوی قرب خدا کا ذریعہ ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
تقوی محبوبیت عند اللہ و عند رسول اللہ کا سبب ہے، تقوی مطلوب مؤمن ہے۔ اور عورت کا مقام تقوی
کے بعد ہے۔ کیا یورپ والے عورت کو یہ مقام دے سکتے ہیں۔ ایک اور حدیث ہے

اذا صلت المرأۃ خمسھا وصامت شھرھا وحفظت فرجھا واطاعت زوجھا قیل لھا ادخلی
الجنۃ من ای ابواب الجنۃ شئتِ۔ اخرجہ احمد عن عبد الرحمن بن عوف مرفوعاً۔

جب عورت پانچ نمازیں پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے، اور اپنی شرمگاہ گناہ سے محفوظ رکھے، اور خاوند کی فرمانبرداری کرے۔ تو قیامت کے روز اس سے کہا جائیگا کہ جنت میں جس دروازے سے تیری مرضی ہو داخل ہو جا۔“

اس حدیث میں عورت کی وہ ممتاز خصوصیت بتائی گئی ہے جس سے خاوند محروم ہے، دیکھئے خاوند کی چند روزہ خدمت سے اسے قیامت کے روز کیا کچھ نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا۔ کہ جنت کے کل دروازے (اے عورت) تیرے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے　　ہزاروں سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

بچہ تا وقت پیدائش ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ پھر دودھ چھڑانے تک ماں دودھ پلاتی ہے ماں کا سینہ اس کے لئے ذریعہ غذا ہوتا ہے۔ اس تمام مدت میں عورت کو یقیناً کچھ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن اس تکلیف کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ خصوصیت سے جو ثواب اسے دیتے ہیں وہ بہت بڑا ثواب ہے اور مرد اس سے محروم ہے ایک حدیث شریف ہے۔ المرأۃ فی حملھا الی وضعھا الی فصالھا کالمرابط فی سبیل اللہ فان ماتت فیما بین ذلک فلھا اجر شھید۔ اخرجہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔

حاملہ عورت بچہ جننے تک اور پھر بچہ کے دودھ چھڑانے تک کی مثال اس غازی کی سی ہے جو راہ خدا میں غزا کی تیاری میں مصروف ہو۔ اگر یہ عورت حمل یا بچہ کی شیر خواری کے زمانے میں وفات پا گئی تو اسے شہید کا اجر ملیگا۔“

غازی اور شہید کے درجے کتنے بلند ہیں۔ عورت کو گھر ہی میں یہ درجے حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام نے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عورت کو بلند مقام دیا ہے مگر افسوس کہ پھر بھی بعض لوگ اسلام کو طعنے دیتے ہیں۔

اس عہد میں بھی ہے بس داخل نکوتی　　مذہب پہ نکتہ چینی ملت پہ عیب جوئی
شوق عمل نہیں ہے فکر اجل نہیں ہے　　ناصح بنے ہیں اکثر عابد نہیں ہے کوئی

یہ نام نہاد لیڈر اسلامی اصولوں سے بالکل بے خبر ہیں۔ یہ عورتوں کو گھروں سے نکال کر بازاروں میں گلیوں میں عریانی کا مظاہرہ کرنے کی دعوت دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان زعماء کی خیر خواہی سے خدا قوم کو محفوظ رکھے

کل ایک شوریدہ خوابگاہ نبی پہ رو رو کے کہہ رہا تھا　　کہ مصر و ہندوستاں کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں
یہ زائران حرم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے　　ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں
غضب ہے یہ مرشدان خود بیں خدا تری قوم کو بچائے　　بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

مثال ہفتم

مثال ہفتم:۔ اسلام نے عورت و مرد کے حقوق متعین کر دیتے ہیں۔ ان کی بجا آوری کا حکم دیا اور سخت تاکید کی۔ مرد کو گھر کا نگران مقرر کیا۔ لیکن اس کو یہ اجازت ہرگز نہیں دی، کہ وہ عورت پر ادنےٰ ظلم کرے، اور

جب وہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال نہ رکھ سکیں اور محبت کا رشتہ ٹوٹنے کا خطرہ ہو تو عورت خلع کر سکتی ہے۔ مرد بے جا عورت کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔ یہ درست ہے کہ عورت طلاق نہیں دے سکتی مگر خلع کا اسے اختیار ہے۔ خلع کی صورت میں عورت مرد کو کچھ مال دے کر اپنی گلو خلاصی کر لیتی ہے۔ خلع میں خاوند عورت سے مال لے سکتا ہے لیکن یہ مال لینا اس صورت میں خاوند کیلئے درست ہے جبکہ عورت ہی رہائی اور جدائی کا مطالبہ کرے یا وہ نافرمان ہو، حقوق بجا نہ لائے۔ اور اگر فساد کی ابتدا مرد کی طرف سے ہو تو ایسی صورت میں خاوند کو عورت پر دہرا ظلم کر کے مال لینا درست نہیں ہے انصاف کے خلاف ہے۔ اس صورت میں مال کے بغیر طلاق دیکر چھوڑنا قرین انصاف ہے۔ جواز خلع میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ خاوند عورت سے صرف اس مال کا مطالبہ کر سکتا ہے جو اس نے بطور مہر عورت کو دیا ہو دیئے ہوئے مہر سے زیادہ مال نہ لے۔ مسئلہ خلع کے اس مختصر بیان پر غور فرمائیں کس طرح اسلام نے ہر مقام پر عورت کے حقوق کا خیال رکھا۔ افسوس کہ با ایں ہمہ خوبیوں کے اسلامی احکام ان کج رو حضرات کے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں اور یورپی تہذیب جملہ فسادات سمیت مقبول ہے۔ ؎

ہے بروں کو عیش اور اچھوں کو ہے دنیا میں رنج — توڑتا ہے گل کو گلچیں چھوڑتا ہے خار کو

آہ ان کو پتہ نہیں کہ تہذیب یورپ ایمان کیلئے ڈاکو ہے۔ ؎

مرغ دل کوچۂ سفاک کو گلشن سمجھا — تیغ کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا

انگریزی قانون کے مطابق عورت اگر عدالت میں خاوند کے خلاف مقدمہ دائر کر دے تو فیصلے تک سالہا سال لگتے ہیں۔ تاریخوں اور پیشی کے چکر میں پس کر کئی عورتیں مقدمہ واپس لینے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ وکیل مقرر کرنا رقم خرچ کرنا۔ دور دراز علاقوں سے عدالت میں حاضری۔ لاتعداد پیشیوں کے لئے مصائب برداشت کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہے انگریزی اور یورپی انصاف کی قیمت، اس کے برخلاف اسلام میں صرف پہلی پیشی پر فیصلہ کرنے کا حکم ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان امرأۃ ثابت بن قیس بن شماس اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لہ ما اعیب علی ثابت فی خلق ولا دین ولکن اکرہ الکفر فی الاسلام فقال اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃ اخرجہ البخاری والنسائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (اپنے خاوند سے جدائی مانگنے کے لئے) کہنے لگی کہ ثابت بن قیس سے مجھے اخلاقی یا دینی اعتبار سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ لیکن میں اسلام لا چکنے کے بعد ناشکری اور نافرمانی پسند نہیں کرتی (یعنی ثابت کے پاس رہتے ہوئے اس سے محبت نہ کرنا اور خدمت نہ کرنا بڑی ناشکری اور گناہ ہے

جس سے بچنے کے لئے طلاق لینا ضروری ہے ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت نے بطور مہر جو باغ آپ کو دیا تھا وہ تو واپس کر سکتی ہو ؟ اس نے کہا۔ ہاں ۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا۔ باغ واپس لے کر اسے دو طلاقیں دے دو ۔،،

برادران کرام ۔ اس حدیث سے اور اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عورت اگر چاہے تو خاوند سے جدائی اختیار کر سکتی ہے خلع کر کے اور کچھ مال دے کر ۔ نیز معلوم ہوا کہ اسلام میں فیصلے ایک ہی پیشی میں ہو جاتے ہیں ۔ نہ اس میں زیادہ بحث کی ضرورت ہوتی ہے نہ وکیل پکڑنے کی اور نہ دیگر معاونین کی ۔

مثال ہشتم

مثال ہشتم ؛ ۔ آپ کو معلوم ہے کہ بہت سے والدین نرینہ اولاد کی پیدائش پر خوش ہوتے ہیں ۔ اور لڑکیوں کی ولادت پر ناخوش ۔ میں نے خود ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ جب عورت کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی تو خاوند نے اس کا حال پوچھنا تک گوارا نہ کیا ۔ بچے کی پیدائش کے وقت عورت کرب و بلا میں مبتلا ہوتی ہے موت سامنے ہوتی ہے مگر خاوند اس لئے اس کا حال تک پوچھنا مناسب نہیں سمجھتا ۔ کہ اس کی لڑکی کیوں پیدا ہوئی ۔ یہ مصیبت اگرچہ عام ہے لیکن ان مغرب زدہ عورتوں اور مردوں کے نزدیک بھی لڑکی کی پیدائش کا حال یہی ہے بلکہ ان کے گھروں میں تو لڑکی کی ولادت بڑی مصیبت کا باعث ہوتی ہے ۔ عوام کی گھروں میں لڑکی کی ولادت سے اتنے غم و حسرت کا اظہار نہیں ہوتا جتنا غم ان مغرب نواز گھرانوں میں ہوتا ہے ۔ میں علی وجہ الیقین یہ کہہ رہا ہوں ۔ یہ صرف سنی سنائی باتیں نہیں ہیں یقین اس لئے کہ میرے پاس بڑے گھرانوں کے بہت سے دوست اور ملنے والے دعا کے لئے آتے ہیں ۔ اور اپنے احوال سناتے ہیں ۔ ان دولتمند گھرانوں کی مغرب زدہ خواتین اور مرد گھر میں لڑکی کے تولد سے بہت گھبراتے ہیں ۔ ان کے ہاں دو تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اور سارا گھر ماتم کدہ بن گیا ۔ یہی عورتیں جو حقوق خواتین ، حقوق خواتین کی رٹ لگاتی ہیں اور اس کے لئے مظاہرے کرتی اور کراتی ہیں ۔ وہ خود سب سے زیادہ عورت کی حق تلفی پر تلی ہوتی ہیں ۔ یہاں تک کہ لڑکی اس دنیا میں ان کے نزدیک آنے کی قابل ہی نہیں ۔ عوام لڑکی کی پیدائش سے یا گھر میں لڑکیوں کی کثرت سے اتنے پریشان نہیں ہوتے ۔ جتنی پریشان یہ مغرب زدہ خواتین ہوتی ہیں ۔ یہ مغربی تعلیم کا نتیجہ ہے جو روح اور درد سے خالی ہے اور شرارت سے پُر ہے ۔

ایک مغرب زدہ عورت کی یکے بعد دیگرے تین لڑکیاں ہوئیں ۔ خاوند کی بھی اور اس کی بھی خواہش تھی کہ لڑکا ہو جائے مگر لڑکی پیدا ہوئی ۔ پھر حمل ہوا ان کا خیال تھا کہ اب تو لڑکا ہوگا ۔ مگر لڑکی کا تولد ہوا تیسرے حمل پر بھی لڑکی ہوئی ۔ اب انہوں نے غصے سے مصنوعی طریقے سے بچے بند کئے ہیں ۔ چھوٹی بچی کی عمر تقریباً ۹ ، ۱۰ سال ہے ۔ لڑکے کے والدین نے اور ان کے اعزہ نے میرے پاس آکر شکایت کی

کہ ہماری بہو کہتی ہے کہ جب تک مجھے یہ یقین نہ ہو جائے کہ لڑکا ہی پیدا ہو گا۔ میں مانع حمل ادویہ ترک نہیں کر سکتی اور یہ یقین تو کسی وقت بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رحم مادر پر تو صرف خدا تعالیٰ کا قبضۂ تصرف ہے۔ خدا ہی مختار ہے کہ لڑکی دے یا لڑکا۔ اندازہ کریں کہ لڑکی کا بھوت کتنا ان پر سوار ہے۔ اسلام کو ایسی عورتیں طعنے دیتی ہیں لیکن خود عورت ہو کر حقوق نسواں کی مدعیہ ہو کر لڑکی کے حقوق تو کجا نئی لڑکی کا وجود زمین پر گوارا نہیں کرتیں۔ غیر اسلامی تعلیم و تربیت نے ان کے ذہنوں کو بگاڑ دیا ہے۔ اکبر الہ آبادی فرماتے ہیں۔

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے ... لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

حسن معاشرت میں سراسر فتور ہے ... اور اس میں والدین کا بیشک قصور ہے

ان پر یہ فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست ... چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شادوست

آزادیاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت ... ہو وہ طریق جس میں ہو نیکی و مصلحت

ہرچند ہو علوم ضروری کی عالمہ ... شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی خادمہ

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت کا حال بہت ابتر تھا۔ اس میں تو لڑکی بہت مظلوم تھی جب کسی کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے گھر میں لڑکی کا تولد ہوا تو غمزدہ ہوتا گویا پہاڑ سر پہ ٹوٹ پڑا ہے بلکہ اگر عام احباب کی مجلس میں اسے گھر میں لڑکی کے تولد کی اطلاع ملتی تو غمگین ہونے کے علاوہ بہت شرمندہ بھی ہوتا۔ گویا لڑکی کا تولد باعث غم بھی تھا۔ اور موجب ننگ بھی۔ ان مشرکین عرب میں سے بعض کا عقیدہ تھا کہ فرشتے خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ان کا یہ عقیدہ انتہائی گندہ اور غلط تھا۔ خدا تعالیٰ کا نہ بیٹا ہے اور نہ بیٹی۔ غلط ہونے کے علاوہ موجب تعجب بھی ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ کے لئے ان ظالموں نے اولاد میں سے وہ صنف ثابت کیا جس کا وجود وہ لوگ اپنے لئے باعث غم و ننگ سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں اس کی طرف کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے اشارے کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ عجیب انصاف ہے کہ اپنے لئے تو لڑکیوں کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے لڑکیاں تجویز کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ۔ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ پ ۱۴ نحل آیت ۵۷

اور یہ لوگ خدا کے لئے تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور وہ ان سے پاک ہے۔ اور اپنے لئے بیٹے جو انہیں مرغوب ہیں۔ حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ غم کے سبب کالا پڑ جاتا ہے اور وہ اندوہناک ہو جاتا ہے اور اس خبر بد سے جو وہ سنتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ اور

سوچتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کرکے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بری ہے۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ انہی کے لئے بری باتیں شایاں ہیں اور خدا کو صفت اعلیٰ زیب دیتی ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے" سورۂ نجم میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی پ۲۷ (مشرکو) کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہوں۔ اور خدا کے لئے بیٹیاں۔ یہ تقسیم تو بہت بے انصافی کی ہے۔

ان آیات میں تو اللہ تعالیٰ نے کفار عرب کے مذکورہ صدر برے خیالات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور تعجب کے طور پر فرمایا کہ اپنے لئے تو بیٹیاں باعث ننگ و عار سمجھتے ہو، اور خدا تعالیٰ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہو اور کہتے ہو کہ فرشتے اللہ جل جلالہ کی بیٹیاں ہیں، یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔

؎ داستانِ غم ہے کچھ اتنی عجیب — رہگذر بھی بن گئے میرے حبیب

ایک عربی شاعر نے اسی عقیدہ کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے۔ ؎

مَا بَقِیَ اللّٰہُ والرسولُ معاً — مِنْ لِسانِ الورٰی فکیف اَنَا

اللہ تعالیٰ اور رسول دونوں لوگوں کے طعنوں — سے نہ بچے۔ تو میں کس طرح بچ سکتا ہوں

قِیلَ اِنَّ الالٰہَ ذو وَلَدٍ — قیلَ ان الرسولَ قد کہنا

کہا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاہن ہیں

زمانہ جاہلیت میں عورت کتنی مظلوم تھی۔ عرب کی حالت بڑی ابتر تھی۔ ؎

عورت حقیر بن کر دنیا میں جی رہی تھی — خونِ جگر کے قطرے خاموش پی رہی تھی

انصاف لٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا — الطاف و مہر کیسی رحم و کرم کہاں کا

مفلس کی تھی مصیبت کمزور پٹ رہا تھا — ظالم کے ظلم و شر سے اندھیر مچ رہا تھا

ظلم و ستم کے جھنڈے ہر سمت گڑ رہے تھے — حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ رہے تھے

برادران اسلام! اسلام سے پہلے عورت اتنی مظلوم تھی کہ اس کی پیدائش اپنے مشفق والدین کے لئے بڑی مصیبت تھی۔ کوئی اس کی پرورش کے لئے پوری طرح تیار نہ تھا۔ ہمارے آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر ہر قسم ظلم و ستم کا قلع قمع کرکے لڑکی کی پیدائش کو موجب رحمت قرار دیا۔ اور اس کی پرورش اور تربیت کی سخت تاکید کی۔ اس امر پر اتنے اجر و ثواب کا ذکر فرمایا کہ ادنےٰ عقل رکھنے والا بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دخلتْ امرأۃٌ ومعہا ابنتان لہا تسألُ فلم تجدْ عندی شیئاً

غیر تمرۃٍ فاعطیتُہا ایاھا فقسمتہا بین ابنتیہا ولم تأکل منہا ثم خرجت فدخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فقال من ابتُلی بشیءٍ من ھذہ البنات فاحسن الیھن کُنّ لہٗ ستراً من النار۔ اخرجہ الشیخان والترمذی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس کچھ مانگنے کے لئے آئی۔ اس کے ساتھ دو بچیاں بھی تھیں۔ میرے پاس کھجور کا صرف ایک دانہ تھا۔ میں نے وہ اسے دیدیا۔ اس عورت نے وہ دانہ دونوں بیٹیوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا اور خود کچھ بھی اس سے نہ کھایا۔ پھر وہ نکل گئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے سارا قصہ سنا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان بچیوں کی پرورش میں مبتلا ہوا۔ اور پھر ان سے اچھا برتاؤ کیا تو وہ عورتیں اس کے لئے دوزخ کی آگ سے پردہ یعنی بچانے والی بنے گی۔"

اس حدیث میں کتنے بڑے اجر کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ لڑکیوں کی اچھی پرورش و تربیت دوزخ سے بچاتی ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ثلاث بناتٍ او ثلاث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتھن واتقی اللہ فیھن فلہ الجنۃ۔ اخرجہ الترمذی ص۲/۲۲ وفی روایۃ لابی داؤد فادبھن واحسن الیھن وزوجھن فلہ الجنۃ۔ جمع الفوائد ج۱ ص۲۹۶۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں۔ پھر اس نے اس کی اچھی طرح نگہداشت کی۔ اور ان کے بارے میں خدا تعالٰے سے ڈرتا رہا۔ اور ان کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کیا۔ اور پھر ان کی شادیاں کردیں تو اسے جنت ملے گی۔"

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتُلی بشیءٍ من البنات فصبر علیھن کُنّ لہ حجاباً من النار۔ اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسنٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیٹیوں سے مبتلا ہوا یعنی اس کے ہاں بیٹیوں کا تولد زیادہ ہوا۔ پھر اس نے صبر اختیار کیا تو یہ بیٹیاں اس شخص کے لئے دوزخ سے حجاب ہونگی یعنی اسے بچائینگی۔

عن انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال جاریتین دخلت انا وھو الجنۃ کھاتین واشار باصبعیہ وفی روایۃ مسلم من عال جاریتین حتی تبلغا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو بیٹیاں پال لے۔ میں اور وہ اسی طرح اکھٹے جنت میں داخل ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ایک دوسرے سے متصل ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً من کانت لہ انثیٰ فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر ولدہ یعنی الذکور علیھا ادخلہ اللہ الجنۃ - اخرجہ ابوداؤد -

ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں۔ جس شخص کے حصہ میں بیٹی آئے یعنی اس کے گھر میں بیٹی کا تولد ہوا۔ پھر اس نے اسے زندہ درگور نہ کیا۔ جیسا کہ جاہلیت میں عرب کا رواج تھا۔ اور نہ اس کی اہانت کی اور نہ نرینہ اولاد کو اس پر وراثت یا دیگر امور میں ترجیح دی۔ اللہ تعالےٰ اسے جنت میں داخل فرمادیں گے۔

عن سراقۃ بن مالک مرفوعاً الا ادلک علی افضل الصدقۃ؟ ابنتک مردودۃ الیک لیس لہا کاسب غیرک۔ اخرجہ القزوینی۔ حضرت سراقۃ بن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کیا میں تمہیں سب سے اعلےٰ وافضل صدقہ نہ بتاؤں۔ وہ ہے آپ کی بیٹی یعنی بیٹی کو کھلانا پلانا۔ اور اس پر خرچ کرنا جو آپ ہی سے خرچ لیتی رہتی ہے۔ اس کیلئے آپ کے سوا اور کوئی کمانے والا نہیں ہے" ممکن ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہو کہ خود بیٹی آپ کے لئے بہترین صدقہ ہے کیونکہ آپ ہی کے کسب سے پیدا ہوئی ہے اور آپ ہی اس کے کاسب ہیں۔ اس ضمن میں ایک اور حدیث بھی سن لیں۔ عن عوف بن مالک الاشجعی مرفوعاً انا وامرأۃ سفعاء الخدین کہاتین یوم القیامۃ واومأ یزید بن زریع بالوسطیٰ والسبابۃ امرأۃ امت من زوجہا ذات منصب وجمال حبست نفسہا علی یتاماھا حتیٰ بانوا اوماتوا۔ اخرجہ ابوداؤد۔

عوف ابن مالک اشجعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسار بسبب غم سیاہ و سرخ ہوں۔ قیامت کے دن ان دو انگلیوں (وسطی و مسبحہ) کی طرح قریب ہوں گے۔ یعنی وہ عورت ذات جمال و منصب ہو (حسن و بڑے مرتبہ والی ہو) اور جوانی میں بیوہ ہو جائے اور پھر اس عورت نے اپنے آپ کو اپنے یتیم بچوں کی نگرانی، تربیت و پرورش کے لئے وقف کیا تاآنکہ وہ جوان ہو کر اس سے جدائی کے قابل ہوئے یا مر گئے"

عورتوں کے حقوق کے بارے میں ایک اور حدیث ہے جس کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ وہ یہ ہے۔

عن ابی ھریرۃ مرفوعاً الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ واحسبہ قال وکالقائم لایفتر وکالصائم لایفطر۔ اخرجہ الشیخان والترمذی والنسائی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں کہ بیواؤں اور مسکینوں کی خدمت کرنے والا خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص، اور ساری رات عبادت کرنے والے شخص، اور ہمیشہ

روزے رکھنے والے شخص کی مانند ہے۔" یہ ہیں عورتوں کے حقوق اور ان کا مقام جو انہیں اسلام کی برکت سے ملا ہے۔ اسلام کے سوا کہیں بھی عورتیں انصاف حاصل نہیں کر سکتیں۔ اپنا وقار و تعظیم پا نہیں سکتیں، مغرب تہذیب کی رنگینی سے فریب نہیں کھانا چاہئے۔ یہ رنگینی یہ عیش ناپائدار ہے۔ سرمد کہتا ہے۔ ؎

اعتبار وعدہائے مردم دنیا غلط — ہاں غلط، آرے غلط، امشب غلط، فردا غلط
نسخہ بینائی دیوان عمر ما، مپرس — خط غلط، معنی غلط، انشار غلط، املا غلط

جو شئی فانی ہے وہ مطلوب اعلیٰ نہیں ہو سکتی۔ اس کی طرف دعوت دینے والا غلطی پر ہے۔ ؎

قول و فعل و اعتبار مردم دنیا غلط — وعدۂ امروز جھوٹا امشب و فردا غلط
مجھ سے تو کیا پوچھتا ہے حالِ دیوانِ عمر — خط غلط معنی غلط، انشا غلط املا غلط

افسوس کہ مسلمانوں کی مغرب نوازی کے سبب گلشن اسلام تباہ ہو رہا ہے۔ ؎

نہ چھوڑا ایک دن بھی چین سے صیاد و گلچیں نے — خوشی سے رہنے دیتے تو چمن میں آشیاں رکھتے

انگریزی تعلیم نے عورتوں کو دین سے بیزار بنا دیا ہے۔ اب تو علماء دین کی پھر بھی کثرت ہے۔ بے دین لوگوں کی اگرچہ کثرت ہے تاہم دیندار لوگ بھی بکثرت موجود ہیں معلوم نہیں کہ مغرب تعلیم و تربیت کا یہ طوفان آگے کتنی شدت اختیار کرتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں۔ ؎

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی — ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر — وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین — پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

مثال نہم

مثال نہم:۔ حدیث پاک ہے۔ حُبِّبَ اِلَیَّ النساءُ والطیبُ وجُعِل قُرّۃُ عینی فی الصلاۃ۔ اخرجہ النسائی عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔ یعنی مجھے تین چیزیں زیادہ پسند ہیں۔ عورتوں کی خیر خواہی اور خیال رکھنا، خوشبو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز بنادی گئی ہے۔" بعض کتابوں میں یوں درج ہے حُبِّبَ اِلیّ من دنیاکم ثلاثٌ الطیبُ والنساءُ وقرۃُ عینی فی الصلاۃِ۔ نزہۃ المجالس ص۵۲۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں۔ نسائی کی روایت میں عورتوں کا ذکر سب سے پہلے ہے۔ تو عورتوں کی تعظیم کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً امت کو لطیف طریقہ سے متوجہ فرمایا۔ اس حدیث شریف سے عورتوں کے بارے میں چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل یہ کہ عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھیں۔ دوئم یہ کہ امت کو بھی ان سے محبت یعنی دائرۂ شریعت کے اندر اندر محبت کرنی چاہئے، کیونکہ اس قسم احادیث کا مقصد امت کو ترغیب دلانا ہوتا ہے

سوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اور ان کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے، کیونکہ محبوب کی محبت کا مقتضیٰ یہی ہے۔

چہارم یہ کہ اس میں امت کو عورتوں کی تعظیم اور ان کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی کیونکہ کامل ایمان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت کا یہ تقاضا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر محبوب مؤمنوں کا بھی محبوب ہوگا، اور وہ اس کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

ما الخِلُّ اِلَّا من اَوَدُّ بقلبِہٖ　　　واَرٰی بطرفٍ لَا یَرٰی بسوائہٖ

پنجم یہ کہ عورتوں کو نماز کے ساتھ ذکر فرمایا۔ کیونکہ ان تین امور میں آخری نماز ہے۔ اس سے عورت کے عظیم مرتبہ ومقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس دعوی کی دلیل کی طرف بھی لطیف ایما رہے وہ یہ کہ جس طرح نماز واجب التعظیم ہے۔ اسی طرح عورت بھی واجب التعظیم ہے۔ اور جس طرح نماز کے حقوق وآداب کی بجاآوری شرعاً ضروری ہے اسی طرح عورت کے حقوق کی بجاآوری بھی ضروری ہے۔

ششم :۔ بلکہ ایک حیثیت سے عورتوں کے حقوق نماز کے حقوق وآداب سے بھی اہم ہیں۔ کیونکہ نماز حق اللہ ہے اور یہ مسئلہ مسلم ہے کہ حقوق العباد حقوق اللہ سے زیادہ اہم ہیں۔ حقوق اللہ تو عفو ومغفرت کی دعا سے اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری سے اللہ تعالےٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ توبہ کرنے سے بشرطیکہ توبہ قبول ہوجائے ان پر عذاب قیامت کے روز واقع نہ ہوگا۔ لیکن حقوق العباد صرف توبہ سے گریہ وزاری سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کے معاف ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ حق والے بندے کو راضی کیا جاوے۔ جس پر ظلم کیا ہو، جس کا مال کھایا ہو، جس کا حق ضائع کیا ہو۔ اس سے معافی مانگ کر راضی کیا جاوے۔ ایک حدیث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہوجائے۔ اس کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ الا الدّین فانّ جبرئیل الآن اخبرنی او کما قال علیہ السلام۔ یعنی قرض معاف نہیں ہوتا۔ (کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے) فرمایا کہ ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ حکم پہنچایا"۔ تو اس حیثیت سے عورتوں کے حقوق نہایت اہم ہیں۔ شاید اسی نکتہ کے پیش نظر عورتوں کا ذکر نماز سے پہلے فرمایا۔

ہفتم :۔ حدیث میں لفظ النساء ہے جس کا معنے ہے عورتیں۔ یعنی صنف نسواں۔ لفظ ازواج نہیں لایا۔ ازواج کا معنے ہے بیویاں۔ اگر لفظ ازواج حدیث میں ہوتا۔ پھر تو حدیث میں اپنی بیویوں کی محبت کا ذکر ہوتا۔ مطلب یہ ہوتا کہ مجھے اپنی بیویاں محبوب ہیں۔ اپنی بیوی سے محبت کی بنیاد اور غرض سب کو معلوم ہے کہ کیا ہے۔ بنابریں یہ حدیث خواہش نفسانی کی محبت کے ذکر پر مشتمل ہوتی۔ اور محبت نفسانی بھی دائرۂ شرع کے اندر

مستحسن اور موجب اجر وثواب ہے ۔ یہی محبت ہی بقائے نوع انسانی کا ذریعہ ہے اور اسی محبت کے پیش نظر شادی کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ اور بتایا گیا ۔ فانہٗ اَغضُّ للبصرِ واحسن للفرجِ ۔ یعنی شادی کے ذریعہ آنکھیں حرام دیکھنے سے نیچی اور بند ہوتی ہیں اور شرمگاہ حرام سے محفوظ ہوتی ہے ۔"

بہرحال اگر مذکورہ صدر حدیث میں لفظ ازواج کا ذکر ہوتا ۔ تو یہ محبت نفسانی کے تذکرے پر مشتمل ہوتی اور حدیث کا دائرہ مقصود کا تعلق محدود طائفہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اپنی بیویوں سے ہوتا ۔ اور یہ حدیث صرف ازواج مطہرات کی محبت سے، ان کے حقوق وتکریم سے اور انفرادی محبت سے متعلق ہوتی ۔ لیکن حدیث میں لفظ النساء ہے یعنی مطلق عورتیں ۔ جنس عورت ۔ تو مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ساری جنس کل نوع محبوب تھی ۔ اور دل سے آپ کو حقوق نسواں کی بجاآوری سے ہمدردی اور محبت تھی، نوع اربہا افراد پر حاوی ہوتی ہے ۔ پس کل نوع من حیث النوع اور کل جنس من حیث الجنس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت درحقیقت اس نوع وجنس کی تکریم وتعظیم بلندی مرتبہ اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی اہمیت کی طرف اپنی امت کو متوجہ کرنا ہے ۔ بنابریں حدیث مذکور کا ترجمہ یوں ہوگا " کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں ۔ خوشبو، عورتوں کو حقوق دلانا ۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔" لہٰذا اس حدیث کا دائرہ ترغیب وسیع ہوگا ۔ صرف اپنی بیویوں کے حقوق کا تذکرہ نہیں بلکہ کل عورتوں کے حقوق کا تذکرہ ہے اور محبت نفسانی ومحبت شہوت مراد نہیں ہے کیونکہ اس کا دائرہ تو صرف اپنی ازواج تک محدود ہے ۔

بلکہ محبتِ انصاف وہمدردی مراد ہے جس کا دائرہ کل نوع نساء پر حاوی ہے تو اس میں اشارہ ہے کہ عورتوں کے حقوق عدل وانصاف سے دلادو، اور اشارہ ہے کہ عورتیں قبل از اسلام مظلوم تھیں ۔ ان سے ہمدردی کرو جس طرح مظلوم سے ہمدردی کی جاتی ہے ۔ تو اس حدیث میں محبت عدل وانصاف ہی مقصود ہے اس بیان سے بعض مخالفین کا یہ اعتراض بھی دفع ہوا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہوت پرست تھے ۔ العیاذ باللہ ۔

حاصل دفع یہ ہے کہ حدیث مذکور میں محبتِ انصاف وہمدردی کا تذکرہ ہے اور کوئی ذی عقل محبتِ عدل و انصاف کے مستحسن ہونے میں شک نہیں کرسکتا ۔

اس حدیث کے مفہوم ومطلب کی وضاحت کے لئے میں یہاں پر محبت کی چند قسمیں ذکر کرنا چاہتا ہوں محبت کی بارہ قسمیں ہیں ۔ اوّل محبت خواہش نفسانی ومحبت شہوت ، اس محبت کی علت شہوت وخواہش نفس ہوتی ہے ۔

دوم محبت ہمدردی :۔ اسے محبت عدل وانصاف بھی کہا جاسکتا ہے ۔ دیکھئے ہر مظلوم سے محبت ہوتی ہے

اور ظالم سے نفرت۔ مظلوم خواہ انسان ہو، خواہ جانور، انسان خواہ مسلم ہو خواہ کافر ہر سلیم الطبع عاقل کی طبعاً اس سے ہمدردی و محبت ہوتی ہے۔

سوم محبت قرابت یعنی محبت رشتہ۔ اس قسم کا سبب رشتہ ہی ہوتا ہے۔ ہر شخص عموماً اپنے اعزہ ماں باپ اولاد، بہن بھائی اور رشتہ داروں سے محبت کرتا ہے۔

چہارم محبت لسانی :۔ اس کا باعث اتحاد لغت و لسان ہے۔ دیکھئے ہر شخص کی طبعاً دوسرے ہم زبان شخص سے خاص محبت ہوتی ہے۔ عربی کی عربی سے، سندھی کی سندھی سے۔ پٹھان کی پٹھان سے ہندی کی ہندی سے خاص محبت اس لئے ہوتی ہے کہ دونوں کی زبان ایک ہے۔ اگرچہ رشتہ دار نہ ہو۔ اپنے وطن سے دور کسی ملک میں اگر کوئی ہمزبان نظر آئے۔ تو فطرۃً اس کی طرف دل میں کشش پیدا ہو جاتی ہے، محبت رشتہ کی بنسبت محبت لسانی کا دائرہ وسیع ہے۔ یہ محبت لسانی اگر بگڑ جائے تو اس سے قومی تعصب جنم لیتا ہے۔ جو بڑے بڑے فسادات کا باعث ہے۔ بس قومی تعصب محبت لسانی کی بگڑی ہوئی شکل و صورت کا نام ہے۔

پنجم محبت وطنی :۔ اس کی بنیاد زمین یعنی مسکن کی وحدت ہے۔ وحدت مسکن و وطن فطرۃً کشش قلب کا سبب ہے۔ بنگالی کو بنگالی سے۔ ہندی کو ہندی سے۔ امریکی کو امریکی سے۔ پاکستانی کو پاکستانی سے اتحاد ملک و وطن کی وجہ سے محبت ہوتی ہے۔ آزادی ملنے سے قبل برصغیر کے کل باشندے انگریزوں کے خلاف اس لئے لڑ رہے تھے، کہ انگریز ان کا ہم وطن نہ تھا۔ اور ہندوستان کے باشندے اس مقصد میں متحد تھے کیونکہ ان کا وطن متحد تھا۔ اگرچہ ان باشندوں کی زبان متحد نہ تھی۔ بلکہ ان کا دین بھی ایک نہ تھا۔ کوئی مسلم تھا، کوئی سکھ کوئی ہندو وغیرہ وغیرہ۔

ششم محبت نوعی :۔ اتحاد نوع ہی اس کی بنیاد ہے۔ ہر ذی روح کی طبعاً اپنی نوع سے محبت ہوتی ہے۔ مثلاً انسان انسان ہی سے محبت کرتا ہے، وہ مدنی الطبع ہے۔ مل جل کر رہنے ہی سے وہ مسرت محسوس کرتا ہے۔ بیل بیل سے محبت کرتا ہے نہ اونٹ سے، اور اونٹ اونٹ سے محبت کرتا ہے نہ گدھے سے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

ہفتم محبت صداقت و دوستی :۔ اس کا مدار نہ تو وطن ہے نہ رشتہ، نہ مظلومیت، نہ اتحاد لسانی، بلکہ اس کا مدار دونوں کا وہ قرب ہے۔ جسے دوستی کہتے ہیں۔

ہشتم محبتِ احسانی :۔ اس کا موجب احسان و انعام ہوتا ہے، فطرۃً ہر محسن کے لئے دل میں محبت

کے خصوصی جذبات ابھرتے ہیں۔ احسان جتنا بڑا ہوتا ہے محبت اتنی بڑی اور قوی ہوتی ہے۔

نہم محبت توقیری :۔ توقیر بڑوں کی تکریم و تعظیم کو کہا جاتا ہے۔ استاد کی توقیر، بڑوں کی تعظیم، بوڑھوں کی تکریم کا مدار یہی محبت ہے۔ اس حدیث میں اس قسم محبت کی طرف اشارہ ہے، من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔ یعنی جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم سے یعنی کامل مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔" ہر معمر مرد اور عورت مستحق عزت ہیں۔ ان کی عزت و محبت کی بنیاد احسان، وطن قرابت، زبان وغیرہ امور نہیں ہیں، بلکہ بوڑھاپن یا معمر ہونا ہے۔

دہم محبت کمالی، محبت ہنر :۔ ہر صاحب کمال محبوب ہوتا ہے۔ دل میں اسکی ملاقات کی تمنا ہوتی ہے خواہ وہ رشتہ دار ہو یا اجنبی معمر ہو یا غیر معمر، ہموطن ہو یا نہ۔ فرض کریں۔ اگر آج رستم ایران کا لاہور میں آنے کا اعلان ہو جائے۔ تو ہر شخص ایک نظر اسے دیکھنے کی خواہش کریگا۔ کیونکہ اس کے کمال یعنی بہادری اور قوت کی داستانوں سے کتابیں بھری ہیں۔ اگرچہ رستم ایران مسلمان نہ تھا بلکہ کافر تھا۔ لیکن قوت و شجاعت بہرحال محبوب وصف ہے۔

یازدہم محبت عبادت :۔ اس محبت کا تعلق صرف عابد و معبود کے ساتھ ہے معبود کی محبوبیت کا مدار بھی یہی محبت ہے، خدا تعالیٰ معبود ہے اور معبود عابد کا محبوب ہوتا ہے۔ عابد کو رضائے معبود مطلوب ہوتی ہے، عبادت حصول رضائے خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اسی طرح ایک مخلص عابد کو عبادت سے محبت تامہ ہوتی ہے۔ حدیث مذکور میں محبت نماز اسی قسم میں داخل ہے۔

دوازدہم محبت ایمانی :۔ محبت کی یہ قسم ایمان کی مرہون ہے۔ اسی ایمان کے مطابق مؤمن مؤمن سے محبت کرتا ہے، اور کافر کو مبغوض سمجھتا ہے۔ قرآن مجید میں خدا کا حکم ہے کہ کافروں کو دوست و ہمراز نہ بناؤ۔ اسی طرح قرآن میں ایمان کو مؤمنوں کے مابین محبت و اخوت کا مدار بتایا ہے۔ ارشاد ہے، انما المؤمنون اخوۃ، بنابریں ایمان جتنا کامل ہوگا، محبوبیت اتنی زیادہ ہوگی، اسی وجہ سے اولیاء سے عام مؤمنوں کی بنسبت زیادہ محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور نبی علیہ السلام کی محبوبیت تو سب سے اعلیٰ و اقوی ہے۔ حدیث پاک ہے لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے والد اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے	اگر ہو اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
جسے بھی عشق محمد نصیب ہوتا ہے	حقیقتاً وہ خدا کے قریب ہوتا ہے
نبی کے عشق میں گزری ہو زندگی جس کی	وہی تو شخص خدا کے قریب ہوتا ہے
جو شخص عشق محمد میں ڈوب جاتا ہے	نئے جہان کا وہی تو طبیب ہوتا ہے

محبت ایمانی ہی کی برکت سے مسلمان متحد ہوتے ہیں۔ اور اس کے فقدان سے افتراق واختلاف کا شکار ہوتے ہیں۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم کسی سے محبت کریں تو حکم خدا سے کریں اور بغض وعناد رکھیں، تو خدا تعالیٰ کے حکم سے۔ البغض للہ والحب للہ۔ اکبر فرماتے ہیں۔ ؎

ایمان سے الفت رکھتا ہوں شیطاں کو دشمن جانتا ہوں — الفت بھی خدا کے حکم سے ہے پینا بھی خدا کے حکم سے ہے

رہتا ہوں میں مست عہد ازل اور شیشۂ دل ہے زیر بغل — مستی بھی خدا کے حکم سے ہے پینا بھی خدا کے حکم سے ہے

کھانے سے اگر جینا ہوتا مرتے نہ کبھی کھانے والے — کھانا بھی خدا کے حکم سے ہے جینا بھی خدا کے حکم سے ہے

یہ محبت کی چند اقسام کا اجمالی بیان تھا جو آپ حضرات نے سن لیا۔ اس بیان کے بعد میں کہتا ہوں کہ حدیث مذکور یعنی حبب الیّ النساء والطیب وجعل قرۃ عینی فی الصلاۃ میں تین چیزوں کی محبت کا ذکر ہے، نماز کی، خوشبو کی اور عورتوں کی محبت کا تذکرہ۔ تو عورتوں کی محبت سے دوسری قسم محبت یعنی محبت ہمدردی مراد ہے، مقصد یہ ہے کہ اس حدیث میں اپنی امت کو عورت کی تعظیم اور ان کے حقوق کے خیال رکھنے کی طرف متوجہ فرمایا۔ اسی وجہ سے لفظ النساء کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث میں محبت نفسانی مراد نہیں ہے۔ اسی واسطے لفظ ازواج کا ذکر نہیں کیا۔ تاہم اگر محبت نفسانی مراد ہو۔ اور "النساء" سے اپنی ازواج کا ذکر ہو من قبیل ذکر العام وارادۃ الخاص۔ یا الف لام عہد خارجی کے معنی کے لئے ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، دائرہ شریعت کے اندر اندر محبت ومودت خوبی ہی خوبی ہے۔ بلکہ بنابریں معنی بھی عورتوں کے حقوق کی اہمیت کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات (اس لئے کہ وہ آپ کی بیویاں تھیں) کو محبوب سمجھتے ہیں۔ تو ہر مسلمان کو بھی نبی علیہ السلام کا اتباع کرتے ہوئے اپنی بیوی سے محبت کرنا اور محبت سے پیش آنا چاہئے اور ظاہر ہے کہ ہر محب محبوب کے حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ اور اس پر کسی طرح ظلم وتعدی کو روا نہیں رکھتا۔ تو اس حدیث کے مفہوم کا مآل یہ ہوا کہ ہر شخص اپنی زوجہ کے جائز حقوق کا خیال رکھے اور اس پر کسی طرح ظلم نہ کرے۔ سبحان اللہ۔ اسلام کی تعلیمات کتنی شستہ اور مبنی بر انصاف ہیں۔

ناظرین کرام: انصاف ومساوات اسلامی ہی ہیں مسلمانوں کی۔ عورتوں کی۔ مردوں کی خوشحالی وترقی مضمر ہے، مغربی تہذیب مستی پر، حیوانیت پر، درندگی اور فحاشی پر مبنی ہے۔ اکبرؒ کہتے ہیں۔

جو بات صاف ہے کہتا ہوں بے دریغ اس کو — نہ مجھ کو کام ہے ٹھکراتی سے نہ شیخی سے

زیادہ زینتِ دنیا بھی ہے فساد انگیز — جنون جنگ ہے پیدا اسی ترقی سے

نیز اکبر الہ آبادی کہتے ہیں کہ مغربی تمدن کی مساوات کا انجام یہ ہے کہ شریر انسان آزاد ہوں اور نیک

پابند سلاسل ہوں۔ ؎

بھائی صاحب تو یہاں فکر مساوات میں ہے　　　شیخ صاحب کو سنا ہے کہ سوالات میں ہیں
سر بسجدہ ہے کوئی اور کوئی تیغ بکف　　　اِک ہمیں اس رزولیوشن کی خرافات میں ہیں
ہوش میں رہ کے کرو دور نقائص اپنے　　　مغربی لوگ تو مست اپنے کمالات میں ہیں

راہ حق کے سوا کسی راہ پر چلنے میں نجات نہیں ہے۔ اسلام سے باہر بظاہر مسحور کن بہاریں درحقیقت ایک تباہ کن خزاں کی داعی ہیں۔ عارف باللہ صوفی کبیر حضرت بخشی کتاب سلک السلوک میں فرماتے ہیں۔ ؎

بخشی یاد حق قوی پیز است　　　گفت بے ذکر جملہ خاموشی است
ہر کہ از یاد حق بروں باشد　　　آں نہ یاد است آں فراموشی است

اسلام ابدی دولت ہے۔ اور مغربی تمدن کی رنگینی فانی۔ اسلام ابدی ترقی دیتا ہے اور مغربیت کی ترقی چند روزہ ترقی۔ ؎

بخشی عون حق کجا یابند　　　تا توانی بکن، رعایت حق
نتواں برد دولت ابدی　　　مگر از دولت عنایت حق

مغربی تمدن ایک شیطانی زندان ہے، اسلامی تعلیمات ہی کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے
بخشی ایں جہاں ست زندانے　　　اے بسا دل کہ از غمش خوں شد
کیست اندر جہاں بگوئے تو　　　کہ ز زنداں بخواست بیروں شد

اسلام دنیا و آخرت کی مسرتیں عنایت کرتا ہے اور مغربیت ولادینیت آخرت کی مسرتوں سے ہٹاتی ہے۔ اسلام کہتا ہے یہ دنیا فانی ہے آخرت کو ترجیح دینی چاہیئے، مگر مغربیت کے نزدیک بس دنیا ہی منزل مقصود ہے

نگاہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں　　　خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں
نہ چھوڑ اے دل فغان صبح گاہی　　　اماں شاید ملے اللہ ہو میں

افسوس کہ لوگ فانی کے حصول کے لئے آج کل بہت کوشاں نظر آتے ہیں مگر باقی کے حصول کی تڑپ بہت کم لوگوں کے دلوں میں ہے۔ ؎

بخشی دل مبند در دنیا　　　طرفہ مرغے کہ دل بہ گل بندد
نیست دنیا مگر کہ خاکی وبس　　　کس بہ خاکے چگونہ دل بندد

مثال ہشتم میں مذکور حدیث کی سلسلے میں ایک اور حدیث بطور تائید ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ حدیث یہ ہے۔ عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قال لم یکن شیءٌ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من الخيل ثم قال غفرانك النساء رواه احمد ورواته ثقات۔ ای اطلب غفرانک اللّٰھم ثم یعقب ذلک بمحبة النساء۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیوانات میں سے گھوڑے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ کیونکہ یہ جہاد و غزوات کے ذرائع ہیں۔ اور پھر یہ بھی ذکر کرتے تھے طلب غفران کے بعد کہ عورتیں بھی سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ یعنی دو چیزیں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ یہ روایت نسائی میں بھی موجود ہے۔ نسائی کی روایت واضح ہے۔ فاخرج النسائی عن انس رضی اللہ عنہ قال لم یکن شیء احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد النساء من الخیل۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے بعد سب سے زیادہ محبوب گھوڑے تھے"

مثال دہم

مثال دہم:۔ اسلام سے قبل عرب میں عورت کی رائے کو کوئی وقعت حاصل نہ تھی۔ قومی جنگوں میں مرد کسی کو امن دے سکتا تھا۔ لیکن عورت کسی کو امن دے دیتی۔ تو قومی طور پر اس کا کوئی اعتبار نہ تھا۔ ایک لڑائی میں سے ایک شخص بھاگ کر فاتح قوم میں اپنی شادی شدہ بہن سے امن کا طالب ہوتا۔ بہن امن دیتی لیکن لوگ اس کا اعتبار نہیں کرتے تھے اور اسے قتل کر دیتے تھے۔ حالانکہ عرب میں یہ قانون و ضابطہ مسلم تھا کہ کسی کے جوار و پناہ و امن میں آنے کے بعد اس دشمن سے تعرض نہیں کرتے تھے۔ مگر یہ کام مردوں کا تھا۔ عورت کو پناہ دینے کا حق حاصل نہ تھا۔

لیکن اسلام نے اس سلسلے میں عورت کو مرد کے برابر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ عورت کی دی ہوئی پناہ کا بھی اسی طرح خیال رکھنا ضروری ہے جس طرح مرد کی پناہ کا خیال رکھا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہمشیرہ ام ہانی "جو فتح مکہ تک مکہ میں مقیم رہی" نے ایک کافر کو جو اس کا رشتہ دار تھا پناہ دی تھی۔ وہ بھاگا ہوا اس کے گھر مسلمانوں سے چھپ گیا تھا۔ اس کے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنا چاہا۔ ام ہانی نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا۔ تو آپ نے ام ہانی کو تسلی دی۔ اور فرمایا۔ جسے تو نے پناہ دی ہے ہم بھی اسے پناہ دے رہے ہیں۔ یہ شخص حارث بن ہشام بن المغیرہ تھا یہ ابو جہل بن ہشام کا بھائی تھا۔ بعد میں مسلمان ہوا۔ اور فضلائے صحابہ میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال حدثتنی ام ھانیٔ بنت ابی طالب انھا اجارت رجلا من المشرکین یوم الفتح فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال قد اجرنا من اجرت و آمنا من آمنت اخرجہ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما ام ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اس (ام ہانی) نے فتح مکہ کے وقت ایک مشرک کو پناہ دی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس کا ذکر کیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہم نے پناہ دی ہے ہر اس شخص کو جسے تو نے پناہ دی۔ اور ہم امان دیتے ہیں اسے جسے تو نے امان دی ہو"۔ ایک حدیث ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان کانت المرأۃ لتجیر علی المؤمنین فیجوز۔ اخرجہ ابوداؤد۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی عورت مسلمانوں کے خلاف کسی کو اگر پناہ دیتی تو وہ نافذ و جائز شمار کی جاتی تھی۔"

دین اسلام میں عورت کو بہت بڑا مقام و مرتبہ دیا گیا ہے۔ یہی مقام پائدار ہے۔ اسی پر راضی رہنے سے خدا اور رسول خوش ہوتے ہیں۔ اسی میں آخرت و دنیا کی خوشی ہے۔ لذتیں ہیں۔ یہ دنیا دار امتحان ہے یہ دنیاوی لذتیں۔ نمائشیں، آزادیاں بظاہر خوشنما باغ کی طرح ہیں لیکن یہ سب فانی ہیں۔ چند دن کے بعد یہ سب کچھ خراب ہو جائے گا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں صراط مستقیم پر چلتے ہیں۔

دنیا میں لذتیں ہیں نمائش ہے، شان ہے ان کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے

اکبر سے یہ سنو کہ جو اس کا بیان ہے دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے

حد سے جو بڑھ گیا تو ہے اس کا عمل خراب آج اس کا خوشنما ہے مگر ہو گا کل خراب

ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزی کا قصہ بھی اسی سلسلے میں بڑی اہمیت و عبرت کا حامل ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد تھا۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاوند تھا۔ ابوالعاص کا نام لقیط تھا۔ جنگ بدر کے بعد اس نے حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔ اور خود مکہ میں مقیم رہا۔ اس وقت وہ مسلمان بھی نہ ہوا تھا۔ روایت ہے کہ فتح مکہ سے قبل بغرض تجارت ملک شام گیا۔ مشرکین و قریش مکہ کے اموال بھی بطور امانت اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بھی اس سے تجارت کا سامان طلب کیا تھا۔ واپسی پر نبی علیہ السلام کے چھوٹے سے دستے دسریہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس سریہ کا امیر زید بن حارثہ تھا۔ سریہ میں ایک سو ستر صحابہ تھے۔ صحابہ نے ان اموال پر قبضہ کر لیا۔ اور ابوالعاص کے شرکاء سفر کو گرفتار کیا۔ مگر ابوالعاص بچ کر مدینہ منورہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور رات کو چھپ کر اپنی سابقہ بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں گھس کر طالب امان ہوا۔ بیوی نے اسے پناہ دی۔ اس وقت تک ابوالعاص نے اسلام نہیں لایا تھا۔ صبح نماز کے وقت مسجد نبوی میں اقامت کے بعد نماز کی تکبیر تحریمہ ہوئی۔ تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے باآواز بلند فرمایا یا ایہا الناس انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع۔

سلام پھیرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حیرت فرمایا۔ لوگو! مجھے بھی اسی آواز ہی سے پتہ چلا کہ ابوالعاص مدینہ آگیا ہے۔ پہلے علم نہ تھا۔ پھر حضرت زینب کی امان کو کل مسلمانوں پر لازم قرار دیا۔ اسی طرح ابوالعاص بچ گیا۔ بعد میں مکہ مکرمہ جا کر اس نے اسلام قبول کیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں اقبل ابوالعاص

فی اللیل حتی دخل علی زینب رضی اللہ عنہا فاستجار بہا فاجارتہ فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصبح وکبر وکبر الناس معہ صرخت زینب ایہا الناس انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع فلما سلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلاۃ اقبل علی الناس فقال لہم ہل سمعتم ما سمعت فقالوا نعم قال اما والذی نفسی بیدہ ما علمت بشیٔ کان حتیٰ سمعت منہ ما سمعتم انہ یجیر علی المسلمین ادناہم۔ استیعاب ج۴ ص۱۲۷۔

یعنی ابو العاص رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اس سے پناہ مانگنے لگا۔ تو زینب رضؓ نے پناہ دے دی۔ پھر جب صبح نماز کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ اور نماز کے لئے آپ نے اور سب لوگوں نے تکبیر کی۔ تو اس وقت حضرت زینب رضؓ نے باآواز بلند کہا۔ اے لوگو! میں نے اپنے خاوند ابو العاص کو پناہ دی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ کیا تم نے زینب کی یہ آواز سن لی جو میں نے سن لی۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں ہم نے سن لی۔ پھر فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مجھے اس آواز سے قبل اس واقعہ کے بارے میں کسی چیز کا علم نہیں تھا۔ اور پھر فرمایا۔ ایک ادنےٰ مسلمان مسلمانوں کے خلاف کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ "انہ یجیر علی المسلمین ادناہم۔ ایک ادنیٰ مسلمان پناہ وامان دے سکتا ہے" زیادہ قابل غور ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ یہ خصوصیت صرف میری صاحبزادی کی نہیں ہے بلکہ ہر ادنےٰ مسلمان کے دئے ہوئے امن وامان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ ہے عدل وانصاف ومساوات محمدی۔ کیا کسی دوسری قوم نے بھی ادنےٰ واعلےٰ کے مابین اتنے اہم امور میں مساوات کی تعلیم دی ہے۔ لیکن افسوس کہ اس حسن وخوبی کے باوجود بعض مسلمان اسلام سے باہر غیر اسلامی ازموں میں مساوات تلاش کرتے ہیں۔ اسلامی اصولوں ہی میں عورتوں کو راحت، ترقی، خوشی اور مساوات مل سکتی ہے، اسلامی تعلیمات چمنستان روح وریحان ہیں۔ اور ہر مسلمان اس چمن کی بلبل ہے بلبل ہزار داستان کو چمن ہی میں راحت حاصل ہو سکتی ہے۔ عارف باللہ حضرت نخشبی رحؒ فرماتے ہیں۔ ؎

بیا اے زیرک ودانائے عالم — چہ دانا بلکہ مستثنائے عالم

توئی چوں بلبل باغ معانی — ترنمہائے توزن تا توانی

دریں باغ ارم اثمار بنگر — ہزاراں غنچہ بے خار بنگر

دین اسلام کا ہر قانون ہر حکم شگفتہ غنچہ کی طرح ہے۔ نخشبی رحؒ فرماتے ہیں۔

۵ بسے گل ہیں شگفتہ چوں چراغے	کے دارد در جہاں زیں تازہ باغے
ہزاراں میوہ چوں حلوائے بے دود	بدون شاخ و برگے گشت موجود
کسیکو را رطب باید بخروار	در آگو اندریں باغ ارم وار
زہر بابے درو میوہ است صد نو	حلالش باد پیوستہ بخور تو
بصد شاں نزل پر کردیم خواں را	صدائے عام در دادہ جہاں را

دوستو اور بھائیو! ابو العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا قصۂ امان میں ذرہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کو کتنے زیادہ حقوق ملے ہیں۔ مستدرک حاکم و مسند احمد میں اس قصہ کی روایت سے مزید عجیب احوال سامنے آتے ہیں۔ وہ روایت یہ ہے۔ امام حاکم و امام احمد رحمہما اللہ نے بسند صحیح شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت زینب زوجۂ ابو العاص تو ہجرت کرنے لگی اور ابو العاص اپنے سابقہ دین پر مکہ ہی میں رہ گیا۔ ایک مرتبہ وہ قریش کے قافلہ تجارت کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام گئے۔ واپسی پر جب ان کا قافلہ مدینہ منورہ کے قریب گذرنے لگا تو مسلمان مدینہ قافلہ کا سامان چھیننے اور رفقاء قافلہ کو قتل کرنے کی غرض سے تیاری کرنے لگے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو اپنے والد کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگی۔ فقالتْ یا رسولَ اللهِ الَیسَ عقدُ المسلمینَ وعہدُھم واحدًا، قال نعم قالت فاشھد اَنّی اَجرتُ ابا العاصِ۔ یا رسول اللہ کیا سارے مسلمانوں کا عہد ایک نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک سب کا عہد و قول ایک ہے۔ تو اس نے کہا میں آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں نے ابو العاص کو پناہ دی ہے۔ جب صحابہ رضوان اللہ علیہم کو امان زینب رضی اللہ عنہا کا علم ہوا، تو بغیر اسلحہ یعنی خاص جنگی تیاری کے بغیر قافلہ کی طرف نکلے۔ قافلہ پہنچ کر ابو العاص سے صحابہ کہنے لگے، کہ آپ امان میں ہو۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ مسلمان ہو کر قریش کے اس مال کو جو قافلہ میں ہے بطور غنیمت حاصل کرلیں۔ ابو العاص نے انکار کیا۔ کیونکہ وہ قریش میں امانتداری سے مشہور تھا۔ اور یہ صورت اس کے خیال میں امانت کے خلاف تھی۔ لیکن دل کی کایا یہیں پلٹ گئی۔ مکہ پہنچ کر سب قریش کو مال پہنچا کر اسلام کا اعلان کر دیا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فلما رأی ذلک (ای اجارۃ زینب رضی اللہ عنہا) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرجوا الیہ عزلا بغیر سلاح فقالوا لہ یا ابا العاص اِنّکَ فی شرفٍ من قریش وانت ابن عمّ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم وصہرہ فھل لکَ اَن تسلم فتغتنم ما معکَ مِن اَموالِ اھلِ مکۃَ قال بئسما امرتُمونی بہ ان انسخَ دینی بغدرۃٍ فمضی حتی قدِمَ مکۃ فدفع اِلی کل ذی حق حقّہٗ ثم قامَ فقال یا اھلَ مکۃ اوفیتُ ذمّتی قالوا اللّٰھم نعم فقال فانی اشھد

اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اصابۃ لابن حجر ج ۴ ص ۱۲۱ یعنی جب صحابہ نے دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص رضؓ کو امان دی۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم ابوالعاص رضؓ سے غیر مسلح ہو کر ملے۔ اور کہنے لگے۔ اے ابوالعاص آپ قریش کے شرفاء میں سے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اور داماد ہیں کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ اسلام لے آئیں تو اہل مکہ کا یہ سارا مال آپ کو بطور غنیمت مل جائیگا اس نے کہا تم نے بڑی بری بات کی ترغیب دی۔ اہل مکہ کا مال کھا کر خیانت سے میں اپنے اسلام کو داغدار نہیں کرنا چاہتا۔ پھر مکہ مکرمہ جا کر ہر ایک حقدار کا حق اور مال پہنچا کر اعلان کیا۔ اے اہل مکہ! کیا میں نے اپنی ذمہ داری پوری کی؟ سب نے کہا۔ بیشک آپ نے سب کا مال صحیح طور پر پہنچایا۔ پھر ابوالعاص نے کلمہ شہادت پڑھ کر ان کے سامنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

اسلام کے نکھرے ہوئے حقوق جو عورت کو ملے ہیں انہی میں عورتوں کی کامرانی ہے۔ انہی میں دنیا بھی ہے اور آخرت بھی۔ انہی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔ ان کے علاوہ باطل ہی باطل ہے۔

ے
تخمشی دوستی وحق را باش | چند باشی چنیں بباطل کس
دل بدین وبدان مدہ زین بیش | دوستی دوستئ حق دان بس

آہ۔ آہ۔ یہ یورپی عورتوں کی بے پردگی اور عریانی کی طرف دعوت دینے والی۔ اور اسے اپنانے والی مسلمان عورتیں یہ نہیں سمجھتیں کہ وہ دوزخ کی طرف رواں ہیں۔ لادینی تعلیم نے اور حرص دنیا نے عورتوں کے افکار بگاڑ دئے۔ عورتوں کو تعلیم دلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر دینی تعلیم بھی دینی چاہیئے۔ اور تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے۔ ے

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے | لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے
لیکن ضرور ہے کہ مناسب ہو تربیت | جس سے برادری میں بڑھے قدر و منزلت
ہر چند ہو علوم ضروری کی عالمہ | شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی خادمہ
مذہب کے جو اصول ہوں اسکو بتائے جائیں | باقاعدہ طریق عبادت سکھائے جائیں
عصیاں سے محترز ہو خدا سے ڈرا کرے | اور حسن عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے

مثال یازدہم

مثال ۱۱ یازدہم :۔ دین اسلام میں کئی ایسے مسائل ہیں۔ جن میں مردوں پر سخت پابندی ہے۔ اور عورتوں پر پابندی نہیں ہے۔ دنیا کی ہر نعمت سے متمتع ہونے کی مرد و عورت دونوں کو خواہش ہوتی ہے۔ لیکن کئی بہترین نعمتیں ایسی ہیں کہ از روئے شرع ان سے عورت تو متمتع ہو سکتی ہے لیکن مرد اُن سے محروم ہوتا ہے۔ دیکھئے لباس میں اعلیٰ قسم لباس ریشم کا ہوتا ہے۔ ہر شخص ریشمی لباس پسند کرتا ہے۔ بعض سوسائیٹوں

میں لباس کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔ لباس کے حسن و قبح سے بعض محفلوں میں انسان کی قدر و منزلت بڑھتی گھٹتی ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ الناسُ باللباس۔ نو ریشمی لباس طبعاً ہر انسان کیلئے کشش رکھتا ہے لیکن مردوں پر ریشمی کپڑا استعمال کرنا حرام ہے۔ اور عورتوں کے لئے جائز بلکہ مستحسن ہے۔ عورت بے روک ٹوک نرم و نازک ریشمی کپڑا استعمال کر سکتی ہے۔ اور مرد کیلئے ناجائز ہے حتی کہ حدیث شریف ہے کہ میری امت میں سے جو مرد ریشمی کپڑا پہنتا ہو۔ وہ آخرت میں اس سے محروم ہوگا۔ یعنی جنت سے محروم ہوگا، کیونکہ جنتی تو ریشمی کپڑا پہنتے ہوں گے۔ پس اس انعام و احسان خصوصی سے اسلام نے مرد پر عورت کو برتری دی ہے، مرد کو پابند کیا۔ اور اس سے سخت برتاؤ کیا۔ اور عورت کو آزادی دی۔ اور اس سے نرم رویہ اختیار کیا۔ مغربی تمدن و افکار کی دلدادہ عورتیں مساوات مساوات کے نعرے لگاتی ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ دین اسلام نے اس قسم احسانات سے عورتوں کو مخصوص کر کے اس سلسلے میں ان کا مقام مردوں سے بلند تر کر دیا۔ مردوں سے بڑھ کر انہیں آزادی دی ہے۔ مغربی معاشرہ میں عورتیں اس مرتبہ و خصوصیت سے محروم ہیں۔ وہاں پہ اگر عورت ریشم استعمال کرتی ہے، تو مرد بھی اسے استعمال کرتا ہے، وہ اسلام کے پابند تھوڑے ہیں۔

دوستو! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور اسلامی احکام کی محبت دل میں ڈال دے، یہی دنیا و آخرت کی نعمت ہے۔ یورپی افکار انسان کیلئے اور خصوصاً مسلمان کیلئے زحمت و عذاب ہیں۔ عارف بخشیؒ فرماتے ہیں۔

بخشی دوستیِ حق را باش — کہ درو نیست جز ہمہ نعمت
خلق را بہدہ چہ داری دوست — نیست ایں دوستی مگر زحمت

موت کے بعد ان مغربی نام لیواؤں کو معلوم ہوگا۔ کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کے عشق کے سوائے کسی اور ازم و تمدن کا عشق نافع نہیں بلکہ عذاب ہی عذاب ہے۔ اسلامی تعلیمات میں مساوات ہے۔ ترقی ہے، خوشی ہے۔ ؎

سروری در دین ما خدمت گری است — عدلِ فاروقی و فقر حیدری است
در مسلمان شان محبوبی نماند — خالد و فاروق و ایوبی نماند
تازہ کن آئین صدیق و عمر — چوں صبا بر لالہ صحرا گزر
سوز صدیق و عمر از حق طلب — ذرۂ عشق نبی از حق طلب
ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست — بحر و بر در گوشہ دامان اوست

اسی طرح سونا پہننا مرد کیلئے حرام ہے اور عورت کے لئے جائز، عورت سونے کے ہر قسم زیورات سے اپنے آپ کو آراستہ کر سکتی ہے۔ شرعاً اس کے لئے یہ جائز ہے کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ زیورات کی زکاۃ ادا

کیا کریں۔ مرد سونے کی ایک چھوٹی سی انگشتری بھی نہیں پہن سکتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص (مرد) دنیا میں سونا پہنے وہ آخرت میں اس سے محروم ہوگا۔ یعنی جنت میں نہیں جائیگا۔ کیونکہ جنتی لوگ تو سونے ہی کو استعمال کریں گے۔ افسوس کہ آج کل بہت سے مسلمان مرد سونے کی انگشتری استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ حرام ہے۔ مرد کیلئے صرف چاندی کی انگشتری جائز ہے، بشرطیکہ ایک مثقال (ساڑھے چار ماشہ) سے کم ہو۔ البتہ عورت کیلئے سونے چاندی کے زیورات جتنی مقدار میں ہوں جائز ہیں۔

اب چند حدیثیں ذکر کرتا ہوں جن سے معلوم ہوسکیگا کہ ریشم اور سونا عورت استعمال کرسکتی ہے اور مرد کے لئے حرام ہیں۔ امام ابوداؤدؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازار میں مسجد کے قریب ایک خوبصورت ریشمی کپڑے کا جوڑا "حُلّۃٌ سِیَراء" جو فروخت کے لئے رکھا ہوا تھا دیکھکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ مناسب ہے کہ یہ آپ خرید فرمائیں۔ تاکہ بروز جمعہ اور باہر سے آنے والے وفدوں سے ملاقات کے وقت آپ پہنا کریں۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما یلبسُ ھذہ من لاخلاق لہ فی الآخرۃ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی لباس وہ مرد پہنتا ہے جس کا آخرت میں حصہ نہ ہو۔" مدت کے بعد نبی علیہ السلام کے پاس ریشمی کپڑے آئے۔ تو بوقت تقسیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے ایک ریشمی جوڑا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آج آپ مجھے یہ دے رہے ہیں اور اس سے قبل آپ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اکسُکھا لِتلبُسھا فکساھا عمرُ بن الخطاب اخا لہ مشرکاً بمکۃ۔ وفی روایۃٍ ثم ارسل الیہ بجُبۃِ دیباج وقال تبیعُھا وتصیب بھا حاجتک۔ اخرجہ ابوداود ج ۲ ص۲۰۵۔ یعنی نبی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میں نے یہ ریشمی جوڑا آپ کو اس لئے نہیں دیا تاکہ آپ اسے خود پہنا کریں۔ (بلکہ مقصود یہ ہے کہ آپ ضرورت میں صرف کریں۔ یا جسے دینا چاہیں دیدیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اپنے مشرک بھائی کو بطور تحفہ بھیج دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ابن فرقد کے پاس یہ حدیث لکھ کر بھیجی۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الحریر الا ماکان ھکذا وھکذا۔ اصبعین وثلاثۃ واربعۃ۔ اخرجہ ابوداؤد۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کیلئے ریشم کو ممنوع فرمایا ہے۔ بس صرف دو انگل سے لیکر چار انگل تک ریشم مرد استعمال کرسکتا ہے۔" بس شریعت میں مرد بقدر چار انگل ریشمی کپڑا۔ ریشمی نقش ونگار استعمال کرسکتا ہے اگر ایک قبا غیر ریشمی ہو اس کی آستینوں کی کف ریشمی ہوں۔ یا اس کے کناروں پر ریشمی گھنجان کشیدہ کاری ہو یا ریشمی کپڑا لگا ہوا ہو۔ اور چار انگل سے زیادہ نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ اگر چار انگل سے زیادہ ہو تو جائز نہیں ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال اُھدِیَت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُلَّۃُ سِیَراء فارسل بہا الیّ فلبستہا فاتیتُہ فرأیتُ الغضبَ فی وجہہ فقال انی لم اُرسِلْ بہا الیکَ لتلبسہا فامرنی فاطرتہا بین نسائی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ریشمی جوڑا بطور ہدیہ دیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جوڑا مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے اسے پہن لیا۔ اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ کے چہرے میں غصے کے آثار دیکھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے یہ آپ کے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ اسے خود پہن لیں۔ پھر میں نے آپ کے حکم کے مطابق اپنی رشتہ دار عورتوں میں اسے تقسیم کر دیا۔

عن علیٍّ رضی اللہ عنہ یقولُ اِنّ نبیَّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَخذَ حریرًا فجعلہ فی یمینہٖ واخذ ذہبًا فجعلہ فی شمالہ ثمّ قال انّ ھٰذین حرامٌ علیٰ ذکورِ اُمّتی ۔ اخرجہ ابوداؤد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں ریشمی کپڑا اور بائیں ہاتھ میں سونا اٹھا کر فرمانے لگے۔ "یہ دونوں چیزیں میری امت میں مردوں پر حرام ہیں"

عن عمرو بن دینار عن جابر قال کنا ننزعہ (ای الحریر) عن الغِلمان ونترکہ علی الجواری، اخرجہ ابوداؤد۔ عمرو بن دینار حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ "ہم ریشمی کپڑا لڑکوں سے اتارتے تھے اور لڑکیوں پر چھوڑ دیتے تھے۔"

کتب صحاح (ترمذی کے علاوہ) میں ایک حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کا ایک ایک جوڑا حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم کو بھیج دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ وقال شقّقہا خُمُرًا بین نسائِکَ ۔ یعنی یہ رشتہ دار عورتوں میں تقسیم کر۔ فاما اُسامۃ فراحَ فی حُلّتِہٖ فنظر الیہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرًا عرف انّہٗ انکرما صنع فقال یا رسول اللہ ما تنظُرُ الیّ فانت بعثتَ الیّ بھٰذہٖ ۔ فقال انی لمْ اَبعثْ بہا الیکَ لتلبسہا ولکن بعثتُ بہا لِتشقّقہا خمرًا بین نسائک ۔ اخرجہ الستۃ الا الترمذی

اور اسامہ رضی اللہ عنہ وہ جوڑا پہن کر اس میں نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی نگاہ سے دیکھا جس سے اسامہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نے اسے پسند نہیں فرمایا تو عرض کیا حضرت آپ ہی نے تو یہ مجھے عنایت فرمایا تھا۔ تو غصہ کی وجہ کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے تیرے پہننے کیلئے نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ اسلئے بھیجا تھا۔ تاکہ آپ اسے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیں۔

عن البراء قال امرنا النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بسبعٍ ونہانا عن سبعٍ اَمرنا بعیادۃ المریض واتباعِ الجنائزِ وتشمیتِ العاطسِ وابرارِ المُقسِمِ ونصرِ المظلومِ واجابۃِ الداعی وافشاءِ السلام ونہانا عن خواتمِ الذہبِ وعن شربٍ بالفضۃ وعن المیاثرِ الحُمرِ وعن القِسّیِ وعن لُبسِ الحریرِ

والاستبرق والدیباج ۔ اخرجہ الشیخان والترمذی والنسائی ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا امر فرمایا ۔ اور سات چیزوں سے منع فرمایا ۔ آپ نے ہمیں امر فرمایا کہ مریض کی عیادت کریں ۔ جنازہ کی نماز میں شرکت کریں چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہیں ۔ قسم کرنے والے کی قسم پوری کریں ۔ مظلوم کی مدد کریں ۔ کھانے کی دعوت قبول کریں ، اور سلام عام کریں ، اور منع فرمایا ۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے ۔ اور چاندی کے برتن میں پانی پینے سے ۔ اور میاثر وقسی سے (یہ دو قسم کے ریشمی کپڑے کے نام تھے) اور ریشمی کپڑے سے اور استبرق ودیباج سے ۔ (یہ بھی ریشمی کپڑے کے نام ہیں) ۔

وعن ابی موسیٰ مرفوعاً حُرِّم لباسُ الحریرِ والذہبُ علی ذکورِ اُمّتی واُحِلّ لِاناثہم اخرجہ الترمذی

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں ۔ کہ سونا اور ریشمی کپڑا میری امت کے مردوں پر حرام ہے ۔ اور عورتوں کے لئے جائز ہے ۔

تو مرد کیلئے ریشمی کپڑے اور سونے کا استعمال یعنی پہننا شرعاً حرام ہے ۔ البتہ اگر ضرورت ہو تو جائز ہے ۔ روایت ہے ، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما کو مرض خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دے دی تھی ۔ عن انسٍ قال رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعبدِ الرحمٰن بن عوفٍ وللزبیر بن عوامٍ فی قمصِ الحریرِ فی السفرِ من حکّةٍ کانت بہما ۔ (ابوداود ص۲۰۶)

عن عرفجة بن اسعد اُصیب انفی یوم الکلابِ فی الجاہلیةِ فاتخذتُ انفاً من ورقٍ فانتن علیّ فامرنی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتّخذ انفاً من ذہب ۔ اخرجہ اصحاب السنن ۔

عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام سے قبل جنگ کلاب میں میری ناک کٹ گئی تھی ۔ تو میں نے چاندی کی ناک بنالی لیکن وہ بدبو دار ہو جاتی تھی ۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے سے ناک بنانے اور استعمال کرنے کی اجازت دی ۔ "

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی ناک بنا کر استعمال کرنا جائز ہے ۔ سونے کو زنگ نہیں لگتا ۔ نیز وہ بدبودار بھی نہیں ہوتا ۔ اسی واسطے عرفجہ رضی اللہ عنہ کو جس کی ناک جنگ میں کٹ گئی تھی ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ناک بنانے کی تاکید فرمائی ۔

عن عبد اللہ بن عبد اللہِ بن ابیّ ان ثنیتہ اصیبت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرہٗ ان یتخذ ثنیةً من ذہبٍ ۔ اخرجہ البزاز ۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک غزوہ میں میرا سامنے کا ایک دانت گر گیا ۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے دانت بنانے کی اجازت دی ۔

وعن حماد بن ابی سلیمان قال رأیتُ المغیرۃ بن عبد اللہ قد شدّ اسنانہ بالذہب فذکرتُ ذلک لابراھیم فقال لا بأس بہ ۔ اخرجہ ابن احمد ۔ جمع الفوائد ج ۱ صفحہ ۵۳ ۔

حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے سونے کے تار یا سونے کی کیل کے ذریعہ اپنے کمزور دانتوں کو جوڑ لیا تھا۔ تو میں نے ابراہیم رح کے پاس اس کا ذکر کیا۔ تو ابراہیم رح نے فرمایا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مثال دوازدہم

مثال دوازدہم :- اسی طرح عورت کو ہر قسم زینت و تزخرف کی اجازت ہے بلکہ مستحسن ہے، یہاں تک کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو ترک تزین پر ڈانٹ سکتا ہے بلکہ مار بھی سکتا ہے۔ تو عورت کو اسلام نے ہر قسم زینت اختیار کرنے کی اجازت اور آزادی دے رکھی ہے بشرطیکہ اس سے مقصود تفاخر یا اجنبی مردوں کے سامنے نمایش نہ ہو۔ اور مرد کو اس سلسلے میں پابند کر دیا ہے اور اس کا دائرہ تزین عورت کی بنسبت نہایت محدود ہے۔ دیکھئے عورت ہر قسم سرخی و پوڈر وغیرہ استعمال کر سکتی ہے لیکن مرد کیلئے یہ ممنوع ہے وہ سرخی نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ یہ تشبہ بالنساء ہے اور تشبہ بہ زناں مرد کیلئے ناجائز ہے۔ اسی طرح عورت سرخ رنگ بلکہ ہر قسم رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اور مرد کیلئے بعض رنگوں کی تو از روئے شرع اجازت ہے لیکن اس کیلئے بعض رنگ ممنوع بھی ہیں۔ مثلاً سرخ رنگ کی قمیص و شلوار اس کیلئے جائز نہیں ہے۔

عن علیؓ رضی اللہ عنہ انہ قال نُھی عن میاثر الارجوان ۔ ابوداؤد صفحہ ۲۰۶ ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرخ رنگ کا بچھونا منع ہے۔

عن علیؓ رضی اللہ عنہ قال نھانی رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم عن خاتمِ الذھب وعن لُبس القسیّ والمیثرۃ الحمراء ۔ ابوداؤد ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری اور قسیّ (ایک قسم ریشمی کپڑا) اور سرخ رنگ کے کپڑے کے استعمال سے مردوں کو منع فرمایا۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال ھبطنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مِن ثنیۃٍ فالتفت الیّ وعلیّ ریطۃٌ مضرجۃٌ بالعصفر فقال ما ھذہ الریطۃ علیک۔ ابوداؤد

عمرو بن شعیب باپ سے اور وہ اپنے دادے عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چھوٹی سی پہاڑی سے اتر رہے تھے۔ آپ نے میری طرف دیکھا۔ میں سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ آپ نے ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا۔ یہ کیسی چادر ہے "

فعرفتُ ما کرہ فاتیتُ اھلی وھم یسجرون تنوراً لھم فقذفتھا فیھا ثم اتیتہ من الغد فقال

یاعبد اللہ ما فعلت الرَّیطۃ فاخبرتہ فقال افلا کسوتہا بعض اہلک فانہ لاباْس بہ للنساء (ابوداؤد) یعنی میں سمجھ گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا۔ تو میں گھر گیا۔ گھر والے تنور میں آگ جلا رہے تھے۔ میں نے وہ سرخ رنگ کی چادر آگ میں ڈال کر جلوا ڈالی۔ پھر دوسرے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو فرمایا۔ اے عبداللہ اس چادر کا کیا کیا۔ میں نے سارا قصہ بتادیا۔ تو فرمایا جلایا کیوں؟ اپنے گھر میں کسی عورت کو دے دیتے، کیونکہ عورتوں کیلئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن مجاھد عن عبد اللہ بن عمرو قال مرّ علی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم رجلٌ علیہ ثوبان احمران فسلّم علیہ فلم یردّ علیہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوداؤد ص۲۰۸۔

مجاہد عبداللہ بن عمرو سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی علیہ السلام پر ایک شخص جس نے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے تھے گذرا۔ اور السلام علیکم کہا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

معزز ناظرین! مذکورہ صدر بیان اور مثالوں سے آپ پوری طرح سمجھ گئے ہونگے کہ اسلام نے عورت کو انتہائی بلند و بالا مقام دیا ہے اس کی بڑی عزت کی ہے۔ اسے مرد کی طرح پورے حقوق دئے ہیں۔ جس مرتبہ کی وہ مستحق تھی اس سے اسے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ کئی لحاظ سے اسے مرد کی مقابلہ میں زیادہ حقوق دئے ہیں اور زیادہ سہولت دی ہے۔ مغربی تہذیب میں عورت کو عزت و احترام کا وہ مقام حاصل نہیں ہے جو اسے اسلام میں ملا ہے۔ مغربی تمدن عورتوں کو رقص و ناچ کی۔ آوارگی کی، بیحیائی کی ترغیب دیتا ہے، یہ امور اسلام میں حرام ہیں مرد کیلئے بھی اور عورت کیلئے بھی۔ اکبر کہتے ہیں۔ ؎

اکثر یہی ہے حالتِ قانون مغربی	آزادیوں کی قید میں روح ان کی ہے پھنسی
بس ظاہری نمود چمک اور ادا میں ہے	دل کی خبر نہیں ہے کہ وہ کس ہوا میں ہے
کچھ ہے اس طرف تو ادھر بہشتی بھی ہے	اس سمت ناچ ہے تو ادھر خودکشی بھی ہے
تعلیم عورتوں کی ضروری ہے لاکلام	لیکن جو یہ اثر ہے تو بس دور سے سلام
ہم فائدہ اٹھائیں گے مغرب کے رنج سے	لیکن پناہ مانگیں گے ایسے رواج سے

انسان اگر اس زندگی سے خدا کی رضا حاصل کرے تو وہ واقعی اشرف المخلوقات ہے اور یہ جب ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ اسلامی اصولوں کی پابندی کرے۔ اور اگر وہ شیطان کے راستہ پر چلے، دنیا کی ظاہری رنگینی اور رعنائی کا حصول اپنا مقصود بنالے تو وہ مکھی سے بھی خسیس تر ہے۔ مغربی تہذیب کی طرف ترغیب دینے والی عورتوں اور نام نہاد ترقی یافتہ مردوں کی مثال اس پروانے کی سی ہے جو شمع کی روشنی سے متاثر ہوکر اس کی طرف لپکے۔ اور ایک دو لمحے کے بعد جل بھن جائے۔ یہ حسن پرست پروانہ شمع کی پوشیدہ حرارت سے غافل تھا۔

مغربی طرز زندگی باوجود اس ظاہری حسن ورنگینی کے مسلمان کے ایمان کیلئے قاتل وغاصب ہے، جس طرح رات کو مکھیوں کی شوخی اور بھنبھناہٹ سے لوگوں کا سکون ختم ہوجاتا ہے، اور پھر شمع کی طرف بڑھ کر اس میں جل جاتی ہیں۔ پھر نہ وہ شوخی باقی رہی اور نہ وہ بھنبھناہٹ۔ اسی طرح ان مغرب زدہ خواتین اور ان کے خیالات سے ہمدردی رکھنے والوں کا انجام ہوگا۔ یہ لوگ اپنی بے باکیوں اور شوخیوں سے نیک مسلمانوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

دیکھ اے مکھی تو کتنی شوخ اور بے باک ہے — اپنے دل میں تو سمجھتی ہے بڑی چالاک ہے
شمع سے کھیلے گی اے نادان اگر پچھتائے گی — آگ کا شعلہ ہے یہ پھڑکیگی اور جل جائے گی
زندگی کی قدر کر اور بیٹھ کر دیوار پر — رات بھر آرام کر پھر جاگنا وقت سحر
کھیلتی تھی دیر سے نادان کے سر پر قضا — آہ، شعلے نے بھڑک کر پر دئے اس کے جلا

دین سے بیزار مغربی افکار اپنانے والی خواتین اور مردوں کی مثال اس قسم مکھیوں کی سی ہے۔ دعوے تو دانائی کا ہے۔ آزادی اور ترقی کے خواہاں ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ تباہی کے شاہراہ پہ گامزن ہیں، بلکہ ان کا انجام آخرت میں مکھی سے بھی بدتر ہے۔ ایسے انسانوں کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔ ؎

ہو کے خود سر حرص سے وہ کود تا دریا میں ہے — تلوے اپنے چھیدتا کانٹوں سے وہ صحرا میں ہے
گرچہ دنیا میں بہت اس نے مچایا شور ہے — غور سے دیکھو تو مکھی کی طرح کمزور ہے
نام مکھی کا جہاں میں کس قدر بدنام ہے — اس سے بدتر حضرت انسان کا انجام ہے

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان عورت کو بے دین خاوند سے بچائے، اور ہر مسلمان مرد کو بے دین و بدکردار عورت سے محفوظ رکھے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

زن بد در سرائے مرد نکو — ہم دریں عالم است دوزخ او

اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری بہت بڑی نعمت ہے۔ دینداری بہت بڑی سعادت ہے جسے اللہ تعالیٰ نصیب فرماوے، اسے سب کچھ مل گیا۔ دنیا کی محبت میں آج کل کی عورتیں اور مرد گرفتار ہیں، اور حدیث ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ حُبُّ الدنیا رأسُ کُلِّ خطیئۃٍ۔ ان کے دلوں میں خوف خدا تعالیٰ کم ہے۔ اور خوف خدا تعالیٰ اور خوف آخرت ہی انسان کو طاعت پہ آمادہ اور گناہوں سے روکتا ہے، قرآن شریف میں ہے واتقوا اللہ حقَّ تقاتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرا کرو۔ ایک حدیث شریف میں اس کی یہ تفسیر منقول ہے، عن عبد اللہ قال قالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تقاتہ اَنْ یطاع فلا یُعصیٰ واَن یُذکَرُ فلا یُنسیٰ واَنْ یُشکَرَ فلا یُکفَرَ۔ اخرجہ الحافظ ابو نعیم فی الحلیہ ج ۷ ص ۲۳۹

یعنی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرنے کی تین علامتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کی اطاعت کی جائے، اور نافرمانی سے بچے۔ دوّم یہ کہ اس کا ذکر کیا جائے اور بھلایا نہ جائے۔ سوّم یہ کہ اس کا شکر کیا جائے اور ناشکری سے بچے "

حب دنیا اور حب آخرت آپس میں ضدیں ہیں۔ دنیا کی محبت آخرت سے دور کرتی ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتربتِ الساعۃ ولا تزداد الناسُ علی الدنیا الا حرصاً ولا تزدادُ منہم الا بُعدًا۔ اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۲ ص ۲۱۲۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قریب آرہی ہے اور لوگوں میں دنیا و دولت کی حرص بڑھتی جارہی ہے لیکن دنیا و دولت ان لوگوں سے مزید دور ہوتی جائیگی۔ پس آخرت چھوڑنے والے دنیا اور دنیا کی دولت سے بھی محروم ہوتے ہیں۔

نیک اور بری بیوی کے بارے میں ایک موقوف حدیث ہے۔ عن معاویۃ بن قُرّۃ قال قال عمر بن الخطاب ما افاد امرأٌ بعد ایمان باللہ مثل امرأۃٍ حسنۃِ الخُلق ودُودٍ ولُودٍ وما افاد امرأٌ بعد کفرٍ باللہ مثل امرأۃٍ سیّئۃِ الخلق حدیدۃ اللّسانِ وان منہن لغنماً مایجدی منہ وغلاً مایُفدی منہ اخرجہ الحافظ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۲ ص ۲۲۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مرد نے ایمان کے بعد نیک بیوی خوش خلق محبت کرنے والی اور اولاد جننے والی جتنی بڑی سعادت حاصل نہیں کی۔ اور کفر باللہ کے بعد سب سے بری شی وہ عورت ہے جو بدخلق ہو اور تیز زبان ہو۔ بعض عورتیں بکریوں کی طرح بے فائدہ ہوتی ہیں اور بعض مرد کی طرح ہوتی ہیں "

یزید بن میسرہ رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے اولیاء اللہ میں سے گزرے ہیں وہ فرمایا کرتے تھے، المرأۃ الفاجرۃ کألف فاجرٍ والمراۃ الصالحۃ یُکتب لہا عملُ مائۃِ صدیقٍ۔ حلیہ ج ۵ ص ۲۳۶۔ کہ بدکردار عورت ہزار بدکردار مردوں کی برابر ہے، اور نیک عورت کیلئے سو صدیقین کا ثواب لکھا جاتا ہے۔"

حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۸۸ میں ہے۔ عن وائل بن داؤد قال سمعتُ محمد بن سعدٍ یحدث عن ابیہ قال اَربعٌ من السعادۃ واَربعٌ من الشقاء۔ من الشقاءِ الزوجۃ السّوءُ والجارُ السّوءُ وضیقُ المسکنِ والمرکبُ السوء۔ ومن السعادۃِ الزوجۃ الصالحۃُ والجارُ الصالح والمرکبُ الصالحُ وسعۃ المسکنِ

یعنی وائل بن داؤد محمد بن سعد سے اور محمد بن سعد اپنے والد حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ چار چیزیں سعادت یعنی خوش قسمتی کی علامت ہیں۔ اور چار چیزیں شقاوت یعنی بدبختی کی علامت ہیں۔ بدبختی کی چار چیزیں یہ ہیں (۱) بدخلق بیوی۔ (۲) برا ہمسایہ (۳) تنگ اور چھوٹا مکان۔ (۴) اور بری سواری۔ اور سعادت کی چار چیزیں یہ ہیں۔

(۱) نیک بیوی (۲) نیک ہمسایہ۔ (۳) اچھی سواری (۴) اور وسیع گھر۔

خوف خدا تعالیٰ نہ ہونے کی وجہ سے عورتیں اسلام پر اعتراضات کرتی ہیں۔ آخرت کا خیال نہیں رکھتیں۔
خوف آخرت کے بارے میں ایک حکایت یاد آئی۔ جو حلیۃ الاولیاء ج ۸ صفحہ ۱۵۰ میں حافظ ابو نعیم نے ذکر کی ہے۔

قال وهيب بن الورد رح بينا امرأة في الطواف ذات يوم وهي تقول يا ربِّ ذهبتِ اللذاتُ وَ بقيت التبعاتُ يا ربِّ سبحانك وعزّتك انك لارحم الراحمين يا ربِّ مالك عقوبةٌ الا النار فقالت صاحبة لها كانت معها يا اُخيّةُ۔ دخلتِ بيتَ ربكِ اليومَ قالت والله ما اَرى هاتين القدمين واشارت الى قدميها۔ اهلاً للطواف حولَ بيتِ ربي فكيف اراهما اهلاً اَطأ بهما بيت ربي وقد علمت حيث مشتا والى اين مشتا۔

"وہیب بن الورد فرماتے ہیں کہ ایک نیک عورت خانہ کعبہ کا طواف کرتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ اے اللہ خوشیاں ختم ہوگئیں۔ اور ان ناجائز خوشیوں اور لذتوں کے گناہ باقی ہیں۔ اے اللہ آپ ہر قسم عیوب سے پاک ہیں۔ آپ کی عزت کی قسم۔ آپ ارحم الراحمین ہیں۔ اے اللہ آپ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ یعنی آگ ہے۔ اس عورت کی سہیلی نے جو ساتھ تھی کہا۔ اے بہن اللہ تعالیٰ کے گھر میں تو آگئی ہو۔ یعنی اب اتنا غم کیوں کر رہی ہو، اس عورت نے جواب میں کہا۔ واللہ میرے قدم کعبۃ اللہ کے طواف کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ یہ قدم کہاں چلے، اور کس طرف چلے۔ یعنی یہ گناہ کی طرف چلتے رہے۔"

اندازہ کریں کہ اس عورت کے دل میں کتنا زیادہ خوف خدا تعالیٰ تھا۔ اگر اس طرح خوف خدا تعالیٰ دلوں میں آجائے تو کیا مجال کہ کوئی عورت اسلامی احکام پر اعتراض کرے۔ جس شخص کو یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اسے دیکھ رہے ہیں اور یہ یقین ہو کہ مرنے کے بعد ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ اور یہ یقین ہو کہ عمر کا حساب ہوگا۔ ہر بات کا حساب ہوگا۔ اور یہ یقین ہو کہ موت اطلاع دیکر نہیں آتی۔ بلکہ پوشیدہ طور پر آتی ہے۔ وہ شخص اسلام پر، اسلامی احکام پر کبھی اعتراض نہیں کریگا۔ حکایت ہے کہ حاتم اصم جو بڑے بزرگ گزرے ہیں سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے اپنے علم اور اپنی زندگی کی بنیاد کن چیزوں کو بنایا ہے۔ فرمایا کہ میں نے چار چیزوں پر اپنی زندگی قائم کی ہے، اور ان کے مطابق میں اپنی زندگی گذار رہا ہوں۔ اوّل یہ کہ مجھے یقین ہوا کہ میرے ذمہ جو فرائض ہیں وہ میرے سوا کوئی اور ادا نہیں کریگا۔ تو میں خود ان کی بجا آوری پر مشغول ہوں۔ دوّم یہ کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ میرا رزق میرے سوا کسی کو نہیں مل سکتا تو میں نے اس کے ملنے اور حاصل ہونے پر اعتماد کیا۔ سوئم یہ کہ مجھے یقین ہوا کہ میں ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا لہٰذا مجھے ہر وقت خدا تعالیٰ سے حیا آتی ہے۔ اور یہی حیا گناہ سے روکتی ہے چہارم یہ کہ مجھے یہ یقین ہوا کہ میری اجل یعنی موت میری طرف دوڑ کر آرہی ہے تو میں بھی اس کی طرف دوڑ کر جانے لگا یعنی

نیک اعمال کرنے لگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ موت اپنے مقاصد پورا کرنے سے قبل میرے پاس پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے تو میں بھی موت آنے سے قبل نیک اعمال میں کوشش کر رہا ہوں۔ اس حکایت کے عربی الفاظ یہ ہیں جو حلیہ ص ۸۳ ج ۷ میں موجود ہیں۔ عن احمد بن عبد اللہ قال قیل لحاتم غلام شقیق علام بنیت علمك قال علی اربع علیٰ فرض لا یؤدیہ غیری فانا بہ مشغول وعلمت ان رزقی لا یجاوزنی الیٰ غیری فقد وثقت بہ وعلمت انی لا اخلو من عین اللہ طرفۃ عین فانا منہ مستحی وعلمت ان لی اجلا یبادرنی فانا بادرہ۔

یہ جہان فانی ہے اس کے باشندے فانی ہیں۔ ہر روز کئی لوگ مر رہے ہیں۔ دنیا سے جا رہے ہیں۔ ان کی موت سے زندوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ ایک شخص کے چھوٹے بیٹے کی وفات ہوئی۔ اس کے مرثیہ میں اس کے باپ نے کیا خوب کہا۔ ؎

نظر امید کی اک غنچۂ دلکش کو تکتی تھی — فلک نے ناشگفتہ اس کو لیکن کر دیا رخصت
سمجھ میں کچھ نہیں آتا طلسم اس باغ ہستی کا — بہ صد حسرت کہی تاریخ رمز گلشن فطرت

ایک اور شخص کی بیٹی کی وفات پر چند اشعار غم بھی سن لیں۔

چل بسی وہ دختر گل پیرہن — ہو گیا ویراں ہمارا باغ آہ
سال رحلت کیا کہوں، اے دوستو — دیکھتے ہی ہیں جگر میں داغ آہ

موت کے وقت انسان افسوس کریگا اور کہے گا۔ کہ کاش مجھے کچھ زندگی اور مل جائے تاکہ میں توبہ کر کے نیک اعمال کروں لیکن افسوس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت یہ سب غفلتیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ بے دینی کے جذبات کافور ہو جائیں گے۔ یہ غرور و تکبر ٹوٹ جائیگا۔ لیکن بے فائدہ۔ موت سے قبل ہی صراط مستقیم اختیار کرنا چاہیئے

ایک ہی موج قضا میں غفلتیں بہہ جائیں گی — سرکشوں کی گردنیں اپنی جگہ رہ جائیں گی
ساقی بزم فنا کا لب پہ کپ آنے تو دو — کبر کی اڑ جائیگی قلعی وہ تپ آنے تو دو

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن آدم لا تزال قدمك یوم القیامۃ بین یدی اللہ تعالیٰ حتی تسأل عن اربعۃ عن عمرك فیما افنیتہ وعن جسدك فیما ابلیتہ وعن مالك من این اکتسبتہ واین انفقتہ۔ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے انسان آپ کے قدم قیامت کے دن اس وقت ڈگمگانے لگیں گے۔ جب آپ سے چار سوال کئے جائیں۔ پہلا سوال یہ ہوگا کہ آپ نے عمر کس کام میں فنا کی۔ یعنی نیک کام میں یا برے کام میں زندگی گزاری۔ دوسرا سوال بدن کے بارے میں ہوگا کہ آپ نے یہ بدن کس کام میں استعمال کیا۔ تیسرا اور چوتھا سوال یہ ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا، یعنی حلال کمایا یا حرام،

اور کہاں پر خرچ کیا، یعنی نیک کاموں میں خرچ کیا۔ یا گناہ میں خرچ کیا "
عارف باللہ حاتم اصم رحمہ اللہ جس کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ حصول رضائے اللہ تعالیٰ کے بارے میں چار امور کی تاکید فرماتے تھے۔ اول اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا، دوم توکل، سوم اخلاص۔ چہارم معرفۃ اللہ، اور کل اشیاء کی تکمیل معرفۃ اللہ سے ہوتی ہے۔ فعن عبد اللہ بن سہل الرازی رح قال سمعتُ حاتم الاصم یقول مَن اصبح وھو مستقیم فی اربعۃِ اشیاء فھو یتقلب فی رضا اللہ اولھا الثقۃُ باللہِ ثم التوکلُ ثم الاخلاص ثم المعرفۃُ والاشیاءُ کلُّھا تتمّ بالمعرفۃ۔ کذا فی الحلیہ ص۔
مغربی تہذیب میں رنگے ہوئے بعض مسلمانوں کی حالت بڑی عجیب ہے وہ بظاہر اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اسلام پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کو آزادی حاصل نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ عورتوں کو پردے کا پابند کرنا بری بات ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم — کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

تعصِی الالٰہَ وانتَ تُظھِرُ حُبَّہٗ — ھذا لعَمری فی الفِعالِ بدیعٌ
لوکانَ حُبُّکَ صادِقاً لاطعتَہ — انّ المُحِبَّ لِمَن یُحِبُّ مطیعٌ

(۱) تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے اس کی محبت کا اظہار کرتے ہو۔ یہ عمل تو خدا کی قسم بڑا عجیب ہے۔
(۲) اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور اس کی اطاعت کرتے۔ کیونکہ عاشق معشوق کا فرمانبردار ہوتا ہے۔
حاتم اصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ من ادعی ثلاثاً بغیر ثلاثٍ فھو کذابٌ من ادعی حُبَّ اللہ بغیرِ ورعٍ عن محارمِہ فھو کذّاب ومن ادعی حبَّ الجنۃِ من غیر انفاق مالِہ فھو کذابٌ ومن ادّعی حُبَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر حبِّ الفقراء فھو کذابٌ۔
یعنی جس شخص نے تین امور کے بغیر تین چیزوں کا دعویٰ کیا وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اول وہ جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کیا اور گناہوں سے نہیں بچتا رہا تو وہ کذاب ہے۔ دوم وہ جس نے محبت جنت کا دعویٰ کیا خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے بغیر۔ تو وہ کذاب یعنی بڑا جھوٹا ہے، سوم وہ جس نے محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کیا اور فقراء سے محبت نہیں رکھی تو وہ کذاب ہے۔"
اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر چند نیک خداترس و دیندار عورتوں کے واقعات ذکر کروں، بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایات و واقعات سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را — گاہے گاہے باز میخواں قصۂ پارینہ را

(۱) حضرت ماجدہ قرشیہ رحمہا اللہ بڑی بزرگ عورت تھی وہ کہا کرتیں کہ جو قدم رکھتی ہوں یہ سمجھتی ہوں کہ بس اس کے بعد موت ہے۔ اور فرمایا کرتیں۔ تعجب ہے دنیا کے رہنے والوں کو کوچ کی خبر دیدی ہے اور پھر ایسے غافل ہیں جیسے کسی نے کوچ کی خبر سنی ہی نہیں ہے اور یہیں رہیں گے۔ اور فرماتیں کہ نعمت جنت اور خدا تعالیٰ کی رضامندی بے محنت نہیں ملتی۔

(۲) رباح قیسی نامی ایک شخص کی بیوی بڑی پارسا اور عبادت گزار تھیں۔ یہ ساری رات عبادت کرتیں جب ایک پہر رات گزر جاتی تو شوہر سے کہتیں کہ اٹھو اگر وہ نہ اٹھتے تو پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کو اٹھاتیں۔ پھر آخر شب میں کہتیں۔ اے رباح اٹھو! رات گزرتی ہے اور تم سوتے ہو۔ کبھی زمین سے تنکا اٹھا کر کہتیں کہ خدا کی قسم، دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ بیقدر ہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر خاوند سے پوچھتیں کہ تم کو کچھ خواہش ہے اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ کپڑے اتار کر رکھ دیتیں اور صبح تک نوافل میں مشغول رہتیں۔ اندازہ لگائیں۔ یہ عورت اللہ تعالیٰ کی کیسی عبادت کرتی تھیں اور ساتھ ہی خاوند کا کتنا حق ادا کرتی تھیں۔ اور خاوند کو دین کی رغبت دیتی تھیں۔ ؎

زنِ خوب و فرمانبرو پارسا — کند مرد درویش را بادشا

۳ حضرت ام ہارون رحمہا اللہ بڑی نیک و عبادت گزار عورت تھی۔ ان پر خدا تعالیٰ کا خوف غالب تھا۔ اور بہت عبادت کرتیں اور روکھی روٹی کھایا کرتیں اور فرماتیں کہ رات کے آنے سے میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب دن ہوتا ہے غمگین ہوتی ہوں۔ ساری رات جاگتیں۔ اور تیس برس سر میں تیل نہیں ڈالا۔ مگر جب سر کھولتیں تو بال صاف اور چکنے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ باہر نکلیں۔ کسی شخص نے خدا جانے کس کو کہا ہوگا کہ پکڑو۔ ان کو قیامت کا دن یاد آگیا (جس میں فرشتے گنہگاروں کے بارے میں فرمائیں گے۔ پکڑو پکڑو) اور بے ہوش ہو کر گر گئیں۔ ایک دفعہ جنگل میں سامنے سے شیر آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تیرا رزق ہوں تو مجھ کو کھالے۔ شیر پیٹھ پھیر کر چلدیا۔ ؎

گدائے میکدہ ام لیک وقتِ مستی بیں — کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

(۴) بی بی آمنہ رملیہ رحمہا اللہ بڑی نیک و پارسا عورت تھی۔ مشہور زمانہ بزرگ بشر بن الحارثؒ ان کی زیارت کو آتے ایک دفعہ حضرت بشرؒ بیمار ہو گئے۔ آمنہ رملیہؒ ان کی عیادت کے لئے گئیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی پوچھنے آگئے۔ معلوم ہوا کہ یہ آمنہ ہیں۔ شہر رملہ سے آئی ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے بشر سے کہا کہ ان سے ہمارے لئے دعا کراؤ۔ بشر نے دعا کیلئے کہا۔ آمنہ رحؒ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ بشر اور احمد دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں ان دونوں کو پناہ دے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ رات کو غیب سے کاغذ کا ایک پرچہ اوپر سے گرا۔ اس پرچہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا تھا۔ کہ ہم نے منظور کیا۔ یعنی دعا قبول کی۔ اور ہمارے یہاں اور بھی نعمتیں ہیں۔ اندازہ کریں۔ کتنی بڑی بزرگ عورت تھی کہ امام احمدؒ و بشرؒ جیسے محدثین و بزرگ ان سے دعا مانگتے ہیں، اور

پھر رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی دعا کی قبولیت کی تصدیق کیلئے کاغذ کا پرچہ آتا ہے جس پر دست قدرت سے دعا کی منظوری کی اطلاع درج تھی۔

۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں ؟ شاگرد نے کہا ضرور سنادیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت فاطمہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں۔ جس کی وجہ سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے اور دور سے گھر کے لئے خود پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو وغیرہ بھی خود دیتی تھیں۔ جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام۔ باندیاں آئیں۔ میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ تم بھی جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خدمتگار مانگ لو تاکہ کچھ مدد مل جائے، وہ حضور صلی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں مجمع تھا۔ اور حضرت فاطمہؓ کے مزاج میں شرم بہت زیادہ تھی، اس لئے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے کچھ مانگتے ہوئے اسے شرم آئی۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں۔ دوسرے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے، ارشاد فرمایا۔ کہ اے فاطمہ! کل تم کس کام کیلئے گئیں تھیں وہ شرم کی وجہ سے چپ ہوگئیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضرت فاطمہ کی یہ حالت ہے کہ چکی کی وجہ سے ہاتھوں میں زخم پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان ہوگئے۔ ہر وقت کام کرنے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں۔ میں نے ان سے کل کہا تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں۔ ایک یہ بھی مانگ لیں، اس لئے گئی تھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ میرے اور علی کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے، رات کو اسے بچھا کر اس پر ہم سوتے ہیں۔ اور صبح کو اسی پر گھاس و دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیٹی صبر کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا (بستر) تھا۔ وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چوغہ تھا۔ رات کو اسی کو بچھا کر اس پر سوجاتے تھے۔ اے بیٹی: تو تقویٰ حاصل کر، اور اللہ تعالیٰ سے ڈر، اور اپنے پروردگار کا حکم و فریضہ ادا کرتی رہ، اور گھر کے کام کو انجام دیتی رہ، اور رات کو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کر، یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔

(۶) فرعون کی بیٹی کی ایک خادمہ تھی وہ بڑی نیک اور دیندار تھی۔ اس کا قصہ بڑی عبرت والا قصہ ہے، کتاب روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی کی ایک خواص یعنی خاص خادمہ تھی اور اس کی کارمختار تھی، اور اس کی کنگی چوٹی بھی وہی کرتی تھی۔ وہ خادمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتی تھی۔ مگر فرعون کے خوف سے

ظاہر نہ کرتی تھی۔ ایک بار وہ خادمہ فرعون کی بیٹی کے بال سنوار رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگی چھوٹ گئی، اس نے بسم اللہ کہہ کر اٹھائی۔ لڑکی نے پوچھا یہ تو نے کیا کہا۔ یہ کس کا نام ہے۔ خواص نے کہا۔ یہ اسی کا نام ہے جس نے تیرے باپ کو پیدا کیا۔ اور اس کو بادشاہی دی۔ فرعون کی بیٹی کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے باپ سے بھی کوئی بڑا ہے وہ دوڑتی ہوئی اپنے باپ فرعون کے پاس گئی اور سارا قصہ بیان کیا۔ فرعون نہایت غصہ میں آیا۔ اور اس نے خواص کو بلا کر ڈرایا۔ دھمکایا۔ مگر اس نے صاف کہہ دیا کہ جو چاہے سو کر۔ میں ایمان نہیں چھوڑوں گی۔ اول اس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں جڑ کر اس پر انگارے ڈالے۔ جب اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔ تو اس کی گود میں ایک لڑکا تھا۔ یعنی اس کا بیٹا تھا۔ اس کو آگ میں ڈال دیا۔ لڑکا آگ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ رہا۔ اور بولا اے اماں صبر کیجیو۔ خبردار ایمان نہ چھوڑیو، غرض وہ ایمان پر جمی رہی۔ یہاں تک کہ اس بچاری کو بھی پکڑ کر جلتے تنور میں جھونک دیا۔

برادران اسلام: اندازہ کریں اس عورت کا ایمان کتنا مضبوط تھا۔ ایمان کتنی پیاری چیز اور بڑی نعمت ہے اس عورت نے جان دیدی۔ مگر ایمان نہیں چھوڑا۔ کتنی خوش نصیب ہیں ایسی عورتیں۔ مگر افسوس کہ آج کل کی عورتیں اسلام سے دور جا رہی ہیں۔ اسلام و ایمان کیلئے ذرہ قربانی کیلئے تیار نہیں ہوتیں۔ ؎

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

(۷) ایک لڑکی کا نام تحفہ تھا وہ بڑی عبادت گزار اور دین و اسلام کی عاشق تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس کی شکل پاگلوں کی طرح ہو گئی تھی۔ مشہور بزرگ ولی اللہ عارف باللہ سری سقطیؒ کا بیان ہے کہ میں ایک بار شفاخانہ میں گیا۔ کیا دیکھا کہ ایک جوان لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی رو رہی تھی۔ اور محبت کے شعر پڑھ رہی ہے میں نے شفاخانہ کے داروغہ یعنی مختار سے پوچھا تو کہنے لگا یہ لڑکی پاگل ہے اسی وجہ سے ہسپتال میں داخل کی گئی ہے۔ یہ سن کر وہ لڑکی اور روئی۔ اور کہنے لگی میں پاگل نہیں ہوں۔ عاشق ہوں۔ میں نے کہا کس کی عاشق ہو؟ اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی عاشق ہوں جس نے ہم کو نعمتیں دیں۔ اور جو ہر وقت ہمارے پاس ہے۔ اتنے میں اس لڑکی کا مالک آ گیا۔ داروغہ سے پوچھا تحفہ کہاں ہے۔ اس نے کہا اندر ہے۔ اور حضرت سری سقطیؒ اس کے پاس ہیں۔ اس کے مالک نے میری تعظیم کی۔ سریؒ فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے مالک سے کہا۔ مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم کی لائق ہے۔ اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کیا ہے۔ وہ مالک کہنے لگا کہ میری ساری دولت اس لڑکی میں لگ گئی۔ بیس ہزار درہم کی میری خرید ہے مجھ کو امید تھی کہ خوب نفع سے بیچوں گا۔ مگر یہ نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے۔ رات دن رویا کرتی ہے۔ میں نے کہا میرے ہاتھ اس کو بیچ دیں۔ وہ کہنے لگا۔ آپ فقیر آدمی ہیں۔ اتنا روپیہ کہاں سے دیں گے۔ میں نے گھر جا کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر دعا کی۔ دعا کے بعد دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت سے تھیلے روپیوں

کے لئے کھڑا ہے۔ میں نے کہا تو کون ہے۔ کہنے لگا میں احمد بن المثنیٰ ہوں۔ مجھ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپیہ لاؤں۔ میں خوش ہوا۔ اور صبح کو شفا خانہ پہنچا۔ اتنے میں اس لڑکی کا مالک بھی روتا ہوا آیا۔ میں نے اس کے مالک سے کہا۔ فکر مت کر میں روپیہ لایا ہوں۔ دگنے نفع تک اگر تو مانگے گا دوں گا۔ کہنے لگا اگر ساری دنیا بھی ملے تو نہ بیچونگا۔ میں اس لڑکی کو اللہ تعالیٰ کے واسطے آزاد کرتا ہوں سری رح فرماتے ہیں میں نے اس کے مالک سے پوچھا یہ کیا بات ہے آج تو کس طرح بدل کر زم ہو گئے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھ پر خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت خفگی ہوئی ہے۔ پھر اس نے کہا۔ اے سری سقطی تم گواہ رہو۔ میں نے سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے جو دیکھا تو احمد بن المثنیٰ بھی روتا ہوا آیا۔ میں نے اس سے کہا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا۔ میں بھی سب مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! بی بی تحفہ کی برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت ہوئی۔ تحفہ وہاں سے اٹھی اور روتی ہوئی چلی گئی۔ ہم بھی ساتھ چلے۔ تھوڑی دور اکھٹے جا کر خدا جانے وہ کہاں چلی گئیں یعنی بطور کرامت وہ اچانک غائب ہوئیں۔ یہ تحفہ کی کرامت تھی۔ اور ہم تینوں مکہ شریف کو چلے۔ احمد بن المثنیٰ کا تو راستے میں انتقال ہو گیا اور میں اور وہ مالک مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک دردناک وغمگین آواز سنی۔ ہم نے اس آواز والی عورت کے پاس جا کر پوچھا تو کون ہے؟ اس عورت نے کہا۔ سبحان اللہ بھول گئے ہو۔ میں بی بی تحفہ ہوں میں نے کہا، کہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا ملا۔ وہ کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا۔ یعنی اپنی محبت میرے دل میں ڈالدی اور عبادت کی توفیق بخشی۔ اور اوروں سے دل اٹھا دیا۔ میں نے کہا، احمد بن المثنیٰ کا راستے میں انتقال ہو گیا۔ وہ کہنے لگیں، اس کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں۔ میں نے کہا۔ تمہارا مالک بھی آیا ہے۔ اس لڑکی نے کچھ چپکے سے کہا۔ میں نے غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکی مردہ ہیں یعنی مر گئیں۔ اس کے مالک نے جب یہ حال دیکھا تو بیتاب ہو کر گر پڑا۔ میں نے اسے ہلا کر دیکھا تو وہ بھی مردہ تھا۔ میں نے دونوں کو کفن دیکر دفن کر دیا۔

عزیزان محترم! عشق خدا اور رسول بہت بڑی نعمت ہے، ایسے عشاق کی موت قابل رشک ہے۔ ؎

مرے جو موت کے عاشق کبھی بیاں کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

؎ میں اس مرنے پہ مرتا ہوں خدا یہ موت دے مجھ کو۔

دنیا اور دنیاوی امور کا عشق کچھ بھی نہیں، وہ ضرر ہی ضرر ہے، تباہی ہے، بربادی ہے، عاشقین خدا و رسول کے مقابلہ میں اہل دنیا کے دنیاوی وظاہری عشق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ؎

ہمارے عشق صادق سے ہے پروانوں کو کیا نسبت
جو وہ ظاہر میں جلتے ہیں تو ہم باطن میں جلتے ہیں

آپ مذکورہ صدر قصوں میں غور کریں۔ غلامی میں۔ غربت میں۔ تکلیفوں میں انہوں نے خدا تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، اسلام کو نہیں چھوڑا۔ اور اسی محبت و عشق خدا کی برکت سے انہوں نے ہر قسم سعادتیں، اور کامیابیاں حاصل کیں۔ ؎

میرے ذوق رنگ و بو کو نہ بدل سکی اسیری　　وہی ہیں چمن کی باتیں، وہی یاد آشیانہ

تھے جہاں تمہارے جلوے، تھی جہاں تمہاری نظریں　　وہیں کھچ گئی خدائی وہیں چھا گیا زمانہ

ایسے عشاق دین و اسلام اذیتوں اور مصائب کی پرواہ نہیں کرتے۔ ؎

کباب و سیخ پرہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں　　جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کے دلوں میں اپنی محبت ڈالدے، اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین ثم آمین آہ ثم آہ۔ لوگ کتنے غافل ہیں کتنی غفلت سے اور مستی سے زندگی گذار رہے ہیں۔ ؎

بے خبر غفلت یہ تری ہستی نہیں　　دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں

رہگذر دنیا ہے یہ بستی نہیں　　جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے　　کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عورتوں میں آج کل تعلیم عام کرنے کا بہت شور ہے کہا جا رہا ہے کہ تعلیم ترقی کا ذریعہ، خوشحالی کا وسیلہ اور کامرانی کا زینہ ہے، لیکن یہ خیال غلط ہے۔ نری مغربی تعلیم جتنی زیادہ ہوگی۔ اتنی یہ عورتوں کیلئے تباہ کن ہے، معاشرہ کیلئے زہر قاتل ہے۔ تعلیم کے ساتھ اسلامی تربیت و اخلاق کا حصول بھی ضروری ہے۔ تو اسلامی تعلیم و تربیت ہی ترقی کی ضامن ہے۔ نہ کہ مغربی تعلیم و تربیت۔ ؎

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی　　اب ہے شمع انجمن، پہلے چراغ خانہ تھی

اکبر الہ آبادی کہتے ہیں۔ ؎

گردوں نے ہم کو اس کا لقمہ بنا دیا ہے　　تہذیب مغربی کے معدے میں ہم پڑے ہیں

شخصیتیں جو اکثر تم دیکھتے ہو باقی　　کیلوس ہو رہا ہے لقمے بڑے بڑے ہیں

عورتوں کی تعلیم کے بارے میں اکبرؒ کہتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ تعلیم زناں خوب نہیں　　ایک ہی بات فقط کہنا ہے ہاں حکمت کو

دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم　　قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

اللہ تعالیٰ سب کو نیک عمل کی توفیق بخشے۔ اور مغربی معاشرے اور غیر اسلامی افکار کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ اقول قولی ہذا و استغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین۔

کتابت: عزیز الرحمن خادم دینی درسگاہ خانگڑھ ۱۴۰۳/۲/۱۳

فهرستُ مؤلفات الروحَاني البَازي

أعلى الله درجاته في دارالسّلام و طيّب آثاره

ندرج ههنا مؤلفات المحدّث المفسّر الفقيه الرحلة الحجّة الشهير في الآفاق جامع المعقول و المنقول أمير المؤمنين في الحديث العلامة الأوحدي و الفهامة اللوذعي الشاعر اللغوي الأديب الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي وآثاره العلمية الخالدة . رَحمه الله تعالى رحمة واسعة .

﴿ **قال الشيخ الروحاني البازي رحمه الله تعالى في بعض مؤلفاته :** تصانيفي بعضها باللغة العربية وبعضها بلغة الأردو وبعضها بالفارسية وغيرها من الألسنة ثم إن بعضها مطبوعة وبعضها غير مطبوعة لعدم تيسر أسباب الطباعة . و بعضها صغار و بعضها كبار و بعضها في عدة مجلدات .

وقد وفّقني الله تعالى للتصنيف في جميع الفنون الرائجة قديمًا وحديثًا في علماء الإسلام رحمهم الله تعالى مثل فنّ علم التفسير و فنّ أصوله و علم رواية الحديث و علم الفقه و أصوله و علم اللغة العربية و الأدب العربي و علم الصرف و علم الاشتقاق و علم النحو و علم الفروق اللغوية و علم العروض و علم القافية وعلم أصول العروض و في الدعوة الإسلامية والنصائح و علم المنطق و علم الطبيعي من الفلسفة و علم الإلهيات و علم الهيئة القديمة و علم الهيئة الحديثة و علم الأخلاق و علم العقائد الإسلامية وعلم الفِرق المختلفة و علم الأمور العامة و علم التاريخ و علم التجويد و علم القراءة . ولله الحمد و المنة .

وكذلك درست بتوفيق الله تعالى في المدارس والجامعات كتب أكثر هذه الفنون إلى مدة . ولله الحمد والمنة . ﴾

هذه أسماء نبذة من تصانيف الشيخ البازي رَحِمَهُ ٱللَّهُ تَعَالَىٰ في العلوم المختلفة و الفنون المتعددة من غير استقصاء

في علم التفسير

١ – شرح و تفسير لنحو ثلاثين سورةً من آخر القرآن الشريف . هو تفسير مفيد مشتمل على أسرار و علوم .

٢ – أزهار التّسهيل في مجلّدات كثيرة تزيد على أربعين مجلّدًا . هو شرح مبسوط للتفسير المشهور بأنوار التنزيل للعلامة المحقّق البيضاوي .

٣ – أثمار التكميل مقدمة أزهار التسهيل في مجلّدين .

٤ – كتابُ علوم القرآن . بيّن فيه المصنف البازي رَحِمَهُ ٱللَّهُ تَعَالَىٰ أصول التفسير ومباديه و علومه الكلية وأتى فيه بمسائل مفيدة مهمة إلى غاية .

٥ – تفسير آية " قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ " الآية . ذكر فيه المصنف البازي رَحِمَهُ ٱللَّهُ تَعَالَىٰ من باب سعة رحمة الله غرائب أسرار و عجائب مكنونة مشتملة عليها هذه الآية نحو سبعين سرًّا و هذه أسرار لطيفة مثيرة لساكن العزمات إلى غرفات نيرات في روضات الجنّات . فتحها الله عَزَّوَجَلَّ على المصنف وقد خلت عنها زبر السلف والخلف . ولله الحمد و المنة .

٦ – كتاب تفسير آيات متفرقة من كتاب الله عَزَّوَجَلَّ و هو مجموعة خطابات تفسيرية كان المصنف البازي يلقيها على الناس و يذيعها بوساطة الراديو في باكستان و ذلك إلى مدة .

٧ – كتاب ثبوت النّسخ في غير واحد من الأحكام القرآنية و الحديثية و حكم النسخ و أسراره ومصالحه . رسالة مهمة جدًّا فيها أسرار النسخ ما خلت عنها الكتب . كتبها المصنّف البازي دمغًا لمطاعن غلام أحمد برويز رئيس طائفة الملاحدة المنكرين حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية . أبطل فيها المصنف البازي رَحِمَهُ ٱللَّهُ تَعَالَىٰ اعتراضات هذا الملحد على الإسلام و على حكم النسخ . و ذلك بعد ما اتّفقت مناظرات قلميّة و خطابيّة بين المصنّف و بين هذا الملحد غلام أحمد و أتباعه .

٨ – فتح الله بخصائص الاسم الله . كتاب بديع كبير في مجلدين ضخمين ذكر فيه المصنف البازي رَحِمَهُ ٱللَّهُ تَعَالَىٰ نحو سبعمائة و خمسين من خصائص و مزايا للاسم الله (الجلالة) ظاهرية و باطنية لغوية و أدبية و روحانية و نحوية و اشتقاقية و عددية و تفسيرية و تاثيرية . و هو من بدائع كتب الدنيا ما لا نظير له في كتب السلف والخلف ولا يطالعه أحد من العلماء أصحاب الذوق السليم

والطبع المستقيم إلّا و هو يتعجب مما اجتهد المصنف البازي في جمع الأسرار و البدائع .

٩ - رسالة في تفسير "هدًى للمتّقين" فيها نحو عشرين جوابًا لحلّ إشكال تخصيص الهداية بالمتّقين .

١٠ - مختصر فتح الله بخصائص الاسم الله .

في علم الحديث

١ - شرح حصّة من صحيح مسلم .

٢ - شرح سنن ابن ماجه .

٣ - كتاب علوم الحديث . هذا كتاب مفيد مشتمل على مباحث و علوم من باب أصول الحديث رواية و دراية .

٤ - رياض السنن شرح السنن و الجامع للإمام الترمذي رحمه الله تعالى في مجلدات كثيرة .

٥ - فتح العليم بحلّ الإشكال العظيم في حديث " كما صلّيت على إبراهيم" . هذا كتاب كبير بديع لا نظير له . فتح الله تعالى فيه برحمته وفضله على المصنف البازي أبوابًا من العلوم ما مستها أيدي العقول وما انتهت إليها عقول العلماء الفحول إلى هذا الزمان . ذكر المصنّف في هذا الكتاب لحلّ هذا الإشكال العظيم نحو مائة و تسعين جوابًا . قال بعض العلماء الكبار في حق هذا الكتاب : ما سمعنا أن أحدًا من علماء السلف و الخلف أجاب عن مسألة دينية و معضلة علمية هذا العدد من الأجوبة بل و لا نصف هذا العدد .

٦ - أجر الله الجزيل على عمل العبد القليل .

٧ - كتاب الفرق بين النبي و الرسول . هذا كتاب بديع لطيف ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثلاثين فرقًا بين النبي و الرسول مع بيان عجائب الغرائب و غرائب العجائب و بدائع الروائع و روائع البدائع من باب علوم متعلقة بحقيقة النبوة و بشان الأنبياء عليهم الصلاة والسلام . و هذا الكتاب لا نظير له في الكتب .

٨ - كتاب الدعاء . كتاب كبير نافع مشتمل على أبحاث مهمة لا غنى عنها .

٩ - النفحة الربانية في كون الأحاديث حجة في القواعد العربية . هذا كتاب كبير أثبت فيه المصنف البازي أن الأحاديث حجة في باب العربية و اللغة . و هو من عجائب الكتب .

١٠ - مختصر فتح العليم .

١١ - كتاب الأربعين البازية .

١٢ - الكنز الأعظم في تعيين الاسم الأعظم . كتاب جامع في هذا الموضوع لم تر العيون نظيرَه في كتب المتقدّمين و لم يقف أحد على مثيله في أسفار المتأخّرين .

١٣ - البركات المكيّة في الصلوات النبوية . كتاب بديع مبارك ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثمانمائة اسم محقَّق من أسماء النبي ﷺ في صورة الصلوات على خاتم النبيّين ﷺ .

١٤ - كتاب كبير على حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية . كتبها المصنّف دمغًا لمطاعن طائفة الملاحدة المنكرين حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية .

في علم أصول الفقه

١ - شرح التوضيح والتلويح . التوضيح والتلويح كتاب مغلق دقيق محقق جدًّا في أصول الفقه و يدرس في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان وغيرها . وهو كتاب عويص لايفهم دقائقه وأسراره إلّا الآحاد من أكابر الفن فشرحه المصنف البازي شرحًا محققا و أتى فيه ببدائع النفائس و نفائس البدائع .

في علم الأدب العربي

١ - شرح مفصل لديوان أبي الطيّب المتنبي .

٢ - شرح آخر مختصر لديوان أبي الطيب .

٣ - خصائص اللغة العربيّة و مزاياها . هو كتاب ضخيم نفيس لا نظير له في بابه فصل فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى الفضائل الكلية و الجزئية لهذه اللغة المباركة و أتى فيه بلطائف وغرائب و بدائع و روائع تسرّ الناظرين و تهزّ أعطاف الكاملين و حق ما قيل : كم ترك الأول للآخر .

٤ - رشحات القلم في الفروق . هذا الكتاب مما يحتاج إليه كل عالم ومتعلم لم يصنف في هذا الموضوع أحد قبل ذلك أثبت فيه المصنف البازي علومًا و حقائق الفروق و دقائق الحدود و لطائف التعريفات للمصدر الصريح والمصدر المأوّل وحاصل المصدر واسم المصدر وعلم المصدر والجنس و اسم الجنس وعلم الجنس و الجمع و اسم الجمع و شبه الجمع والجنس اللغوي والفقهي والعرفي والمنطقي والأصولي و نحو ذلك من المباحث المفيدة إلى غاية .

٥ - شرح ديوان حسان رضي الله عنه .

٦ - الطوبٰى . قصيدة في نظم أسماء الله الحسنى شهيرة طبعت في صورة رسالة مستقلة أكثر من خمس و

عشرين مرة استحسنها العوام و الخواص و استفادوا منها كثيرًا .

٧ - الحسنىٰ . قصيدة في نظم أسماء النبي ﷺ طبعت في صورة رسالة منفردة مرارًا .

٨ - المباحث الممهدة في شرح المقدمة . رسالة نافعة في مباحث لفظ المقدّمة الواقع في الخطب .

٩ - ديوان القصائد . مشتمل على أشعاري و قصائدي .

في علم النحو

١ - بُغية الكامل السامي شرح المحصول و الحاصل لملاّ جامي . هذا شرح مبسوط محتو على مباحث و حقائق متعلّقة بالفعل والحرف والاسم و حدودها وعلاماتها و وقوعها محكومًا عليها و بها وغير ذلك من أبحاث تتعلّق بهذا الموضوع . و هذا كتاب لا نظير له في كتب النحو . فيه بدائع و حقائق خلت عنها كتب السلف و الخلف . و كتب بعض كبار العلماء في تقريضه : هذا الكتاب غاية العقل في هذا الموضوع . و من أراد أن يطلع على حقائق الاسم و الفعل و الحرف فوق هذا و أكثر من هذا فليستح .

٢ - التعليقات على الفوائد الضيائية للجامي . هذا شرح الكتاب للعلامة ملاّ جامي . و هو كتاب معروف و متداول في ديار باكستان و الهند و أفغانستان و بنغله ديش و غيرها و يدرس في مدارسها .

٣ - النجم السعد في مباحث " أمّابعد " . هذا كتاب مفيد لطيف بيّن فيها المصنف البازي رحمه الله تعالى مباحث فصل الخطاب لفظة " أمّابعد " و أوّل قائلها و حكمها الشرعي و إعرابها و ما ينضاف إلى ذلك من المباحث المفيدة و ذكر نحو ١٣٣٩٧٤٠ وجهًا و طريقًا من وجوه إعراب و طرق تركيب يحتملها "أمّابعد". و هذا من عجائب اللغة العربية فانظر إلى هذه الكلمة المختصرة و إلى هذه الوجوه الكثيرة .

٤ - لطائف البال في الفروق بين الأهل و الآل . هو كتاب صغير حجمًا كبير مغزى نافع جدًّا لا مثيل له في موضوعه . جمع فيه المصنف البازي فروقًا كثيرة و مباحث و دقائق يجهلها كثير من الناس و يحتاج إليها العلماء .

٥ - نفحة الرّيحانه في أسرار لفظة سبحانه . رسالة مفيدة مشتملة على أسرار هذه اللّفظة .

٦ - الطريق العادل إلى بغية الكامل .

٧ - كتاب الدرّة الفريدة ، في الكلم التي تكون اسمًا و فعلاً و حرفًا أو حوت قسمين من أقسام الكلمة الثلاثة . ذكر المصنف رحمه الله تعالى في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه كلمات تكون اسمًا مرة و حرفًا حينا و فعلا مرة أخرى . و هذا من غرائب كتب الدنيا و مما لا مثيل له .

٨ - رسالة في عمل الاسم الجامد .

٩ - النهج السهل إلى مباحث الآل و الأهل . كتاب نافع لأولى الألباب و سِفر رافع لدرجات الطلاّب لم تسمح في هذا الموضوع قريحة بمثاله و لم ينسج في هذا المطلوب ناسج على منواله . كتاب فريد جمع أبحاث الأهل و الآل منها الفروق بين هذه اللفظين التي بلغت أكثر من خمسة و ثلاثين فرقًا و منها الأقاويل في أصل الآل و منها المباحث و الأقوال في محمل آل النبي ﷺ والمراد بهم و غير ذلك من المباحث المفيدة المهمّة جدًّا .

١٠ - رسالة بديعة في حقيقة المشتق .

١١ - رسالة في حقيقة الفعل .

١٢ - رسالة في حقيقة الحرف .

في علم الصرف

١ - كتاب الصّرف . هو كتاب نافع على منوال جديد .

٢ - التصريف . كتاب دقيق في هذا الفن لا نظير له .

٣ - كتاب الأبواب و تصريفاتها الصغيرة و الكبيرة .

في علمي العروض و القوافي

١ - الرّياض الناضرة شرح محيط الدّائرة .

٢ - العيون الناظرة إلى الرياض الناضرة . هذا كتاب لطيف و مفيد جدًّا مشتمل على أصول هذا الفنّ و أنواع الشعر و ما يتعلّق بذلك من البدائع و الحقائق الشريفة .

٣ - كتاب الوافي شرح الكافي . هذا شرح مبسوط للكتاب المشهور بالكافي .

في اللغة العربيّة

١ - كتاب الفروق اللغوية بين الألفاظ العربية هو كتاب نافع جدًّا لكل عالم و متعلم و بغية مشتاقي الأدب العربي أوضح فيه المصنف فروق مآت ألفاظ متقاربة معنى .

٢ - نعم النّول في أسرار لفظة القول . كتاب مفيد فصلت فيه أبحاث و مسائل متعلقة بلفظة القول و مادة " ق ، و ، ل " . و أتى فيه المصنف البازي أسرارًا و أثبت بالدلائل أن هذا البناء بحر فحدث عن البحر ولا حرج .

٣ - كتاب زيادة المعنى لزيادة المبنى . ذكر المصنّف فيه أن زيادة المادة و الحروف تدلّ على زيادة المعنى و أتى

بشواهد من القرآن و الحديث و اللغة و أقوال الأئمة .

٤ - فتح الصمد في نظم أسماء الأسد المعروف بلقب نظم الفقير الروحاني في رثاء الشيخ عبدالحق الحقّاني . هذه قصيدة فريدة لا نظير لها في الماضي قد جمع فيها المصنف ما ينيف على ستمائة من أسماء الأسد و ما يتعلق بالأسد و هي في رثاء المحدّث الكبير مسند العَصر جامع المعقولات و المنقولات شيخ الحديث مولانا عبدالحق رحمه الله تعالى مؤسّس جامعة دارالعلوم الحقانية ببلدة أكوره ختك .

٥ - كتاب كبير في أسماء الأسد و ما يتعلق بالأسد .

٦ - رسالة في وضع اللغات .

في النصائح و الدعوة الإسلامية العامة

١ - تعليم الرفق في طلب الرزق .

٢ - استعظام الصغائر .

٣ - تنبيه العقلاء على حقوق النساء .

٤ - ترغيب المسلمين في الرزق الحلال و طِعمة الصالحين .

٥ - منازل الإسلام .

٦ - فوائد الاتفاق .

٧ - عدل الحاكم و رعاية الرعية .

٨ - جنة القناعة .

٩ - أحوال القبر و ذكر ما فيها عبرة .

١٠ - الموت و ما فيه من الموعظة .

١١ - مَن العاقل و ما تعريفه و حدّه .

١٢ - التوحيد و مقتضاه و ثمراته .

في علم التاريخ

١ - تحبير الحسب بمعرفة أقسام العرب وطبقات العرب . كتاب مفيد فيه بيان طبقات العرب وتفصيل أقسامهم و ما ينضاف إلى ذلك .

٢ - الصحيفة المبرورة في معرفة الفرق المشهورة . بيّن المصنف البازي في هذا الكتاب أحوال الفرق في المسلمين و تفاصيل مؤسس كل فرقة .

٣ - مرآة النّجباء في تاريخ الأنبياء . هذا كتاب تاريخي مشتمل على أهم واقعات الأنبياء وتواريخهم عليهم الصلاة والسلام .

٤ - التحقيق في الزنديق . رسالة لطيفة فيها تفصيل تعريف الزنديق و تحقيق لفظه و بيان مصداقه من الفرق الباطلة و حقق فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى مستدلاً بالكتاب و السنة وأقوال الأئمة الكبار أن الفرقة القاديانية أتباع المتنبي غلام أحمد الكذاب الدجال من الزنادقة و أنه لا يجوز إبقاؤهم في الدول الإسلامية بأخذ الجزية عنهم بل يجب قتلهم .

٥ - عبرة السائس بأحوال ملوك فارس . فصل المصنف البازي رحمه الله تعالى فيه تراجم ملوك فارس حسب ترتيب تملكهم وأحوال طبقتي ملوكهم الكينية و الساسانية و ما آل إليه أمرهم و في ذلك عبرة للمعتبرين .

٦ - غاية الطلب في أسواق العرب . كتاب أدبي تاريخي ذكر فيه المصنف البازي تواريخ الأسواق المشهورة في العرب و ما يتعلق بذلك الموضوع من حقائق أدبية .

٧ - إعلام الكرام بأحوال الملائكة العظام . بلغة أردو .

٨ - تراجم شارحي تفسير البيضاوي و مُحشّيه .

٩ - الطاحون في أحوال الطاعون .

١٠ - النظرة إلى الفترة . كتاب صغير مهم تاريخي في مصاديق زمن الفترة و أقسامها بأحكامها وما يتعلق بهذا الموضوع .

١١ - تاريخ العلماء و الأعيان .

١٢ - ترجمة سلمان الفارسي رضي الله عنه .

١٣ - توجيهات علمية لأنوار مقبرة سلمان الفارسي رضي الله عنه . كتاب بديع بيّن فيه المصنف رحمه الله تعالى نحو ثلاثين توجيها علميا لأنوار قبر سلمان الفارسي رضي الله عنه .

في علم المنطق

١ - شكر الله على شرح حمد الله للسنديلي . كتاب حمد الله شرح سلم العلوم للشيخ العلامة حمد الله السنديلي كتاب كبير مغلق دقيق محقق جدًّا في المنطق وهو مما يقرأ و يدرس في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان و غيرها لازما و لا يفهم دقائقه و أسراره إلّا بعض أكابر الفن . وللمصنف البازي رحمه الله تعالى شهرة في حل هذا الكتاب فشرحه شرحا محققا و أتى فيه ببدائع .

٢ - التعليقات على شرح القاضي مبارك لسلّم العلوم . كتاب القاضي مبارك كتاب نهائي في المنطق و أشهر

كتاب في هذا الفن قد اشتهر بين العلماء و الطلبة بأنه عويص و عسير فهما لأجل العبارات الدقيقة الجامعة للأسرار العلمية و أنه لا يقدر على تدريسه و فهمه إلّا القليل حتى قيل في حقه : كاد أن يكون مجملا مبهما . و هذا الكتاب يدرس في مدارسنا و جامعاتنا فشرحه المصنف البازي شرحًا مبسوطا و سهل فهمه للعلماء و الطلبة .

٣ - التعليقات على سلّم العلوم .

٤ - التعليقات على شرح مير زاهد على ملاّ جلال .

٥ - الثمرات الإلهاميّة لاختلاف أهل المنطق و العربية في أن حكم الشرطية هل هو بين المقدم والتالي أو هو في التالي . بيّن المصنف البازي ثمرات و نتائج اختلاف الفريقين المذكورين في محل القضية الشرطية هل هوفيما بين الشرط و الجزاء أو في الجزاء فقط و فرع على ذلك غير واحد من أدقّ مسائل الحنفية و الشافعية و غير ذلك من الأسرار و هو كتاب عويص لا يفهمه إلّا الآحاد من أكابر الفن و لا نظير له .

٦ - شرح مبحث الوجود الرابطي من كتاب حمد الله (باللغة العربية) .

٧ - شرح بحث الوجود الرابطي من كتاب حمد الله (بلغة الأردو) .

٨ - التحقيقات العلميّة في نفي الاختلاف في محلّ نسبة القضيّة الشرطية بين علماء المنطق وعلماء العربية . هذا كتاب لانظير له عويص لايفهمه إلّا بعض الأفاضل الماهرين في المعقول و المنقول حقق فيه المصنّف البازي أن هذا الاختلاف وإن كان مشهورًا مسلّما لكن الحق أنه لا خلاف بين هاتين الطائفتين وأن محل النسبة إنما هو بين الشرط و الجزاء عند كلا الفريقين أهل المنطق و أهل العربية و أيّد المصنف مدعاه هذا بإيراد حوالات كتب النحو و ذكر أقوال أئمة النحو و حقق ما لا يقدر عليه إلّا مَن كان ذامطالعة وسيعة جدًّا .

في الطبعيات و الإلٰهيات من الفلسفة

١ - تعليقات على كتاب صدرا شرح هداية الحكمة للعلامة الصدر الشيرازي .

٢ - تعليقات على كتاب مير زاهد شرح الأمور العامة .

في علم الفلك القديم اليوناني البطليموسي

١ - شرح التصريح على التشريح . هذا شرح جامع مبسوط لكتاب التصريح المشهور المتداول في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان و غيرها .

٢ - التعليقات على شرح الجغميني . هذه التعليقات جامعة لمسائل علم الفلك القديم مع ذكر مسائل

الفلك الحديث بالاختصار . و كتاب شرح الجغميني متداول في دروس مدارسنا .

٣ - نيل البصيرة في نسبة سُبع عرض الشعيرة . فصّل المصنف البازي رحمه الله تعالى في هذا الكتاب العجيب مسائل مشكلة ومباحث مغلقة منها أن الجبال هل تضر في الكروية الحسية للأرض أم لا ، بحث فيه المصنف على تعيين أعظم الجبال ارتفاعًا في الزمان الحاضر و في العهد القديم ثم بيّن نسبة أعظم الجبال ارتفاعًا إلى قطر الأرض بيانًا شافيًا .

٤ - كتاب أبعاد السيّارات و الثوابت و أحجامهنّ حسبما اقتضاه علم الفلك القديم البطليموسي .

٥ - كتاب وجوه تقسيم الفلاسفة للدائرة ٣٦٠ جزء قد أجمع الفلاسفة منذ أقدم الأعصار على تقسيم الدائرة إلى ثلاثمائة و ستين درجة ولا يدري الفضلاء فضلاً عن الطلبة تفصيل وجوه ذلك . فذكر المصنف البازي في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه وجوهًا كثيرة غريبة بديعة قد شرح الله تعالى لها صدره و تفرد بها حيث لم يخطر إلى الآن هذه الوجوه على قلب أحد من العلماء .

في علم الفلك الحديث الكوبرنيكسي

١ - الهيئة الكبرى . كتاب كبير مفصّل .

٢ - سماء الفكرى شرح الهيئة الكبرى . هذا شرح لطيف مفيد جدًّا صنف المصنّف الروحاني البازي رحمه الله تعالى هذا المتن الهيئة الكبرى بإشارة جمع من أكابر العلماء و أماثل الفضلاء ثم شرحه أيضًا بطلبهم و إشارتهم .

٣ - الشرح الكبير للهيئة الكبرى .

٤ - كتاب الهيئة الكبيرة . كتاب كبير جامع لمسائل الفن لا نظير له .

٥ - أين محلّ السماوات السبع . هذا كتاب نفيس مُهِمّ لم يصنّف أحد قبل هذا في هذا الموضوع . صنّفه المصنّف البازي لدفع مطاعن المتنوّرين و الفجرة حيث زعموا أن بنيان الإسلام صار متزلزلا و قصره أصبح خاويًا ، إذ بطلت عقيدة السماوات السبع القرآنية لأجل إطلاق السفن الفضائية و الصواريخ إلى القمر و إلى الزهرة وغير ذلك من السيارات فدمغ المصنف في هذا الكتاب العظيم مطاعنهم بأدلة مقنعة و أثبت أن هذه الأسفار الفضائية تؤيد الإسلام و أصوله و أنها لا تصادم السماوات القرآنية .

٦ - هل للسموات أبواب (باللغة العربي) .

٧ - هل للسموات أبواب (بلغة الأردو) .

٨ - هل الكواكب و النجوم متحركة بذاتها (باللغة العربي) .

٩ - هل للنجوم حركة ذاتية (بلغة الأردو) .

١٠ - كتاب السدم و المجرات و ميلاد النجوم و السيارات (باللغة العربي) .

١١ - هل السماء و الفلك مترادفان (باللغة العربي) .

١٢ - السماء غير الفلك شرعًا (بلغة الأردو) . حقق المصنف في هذين الكتابين اللطيفين البديعين أن السماء تغاير الفلك شرعًا و أن السماء فوق الفلك و أن النجوم واقعة في أفلاك لا في أثخان السماوات . واستدلّ في ذلك بنصوص إسلامية كثيرة و بأقوال كبار علماء علم الفلك الجديد وبأقوال أئمة الإسلام .

١٣ - عمر العالم و قيام القيامة عند علماء الفلك و علماء الإسلام (بلغة الأردو) .

١٤ - الفلكيّات الجديدة . من عجائب كتب الفن كتاب جامع لأصول هذا الفنّ لانظير له ولكونه جامعًا متفردًا في موضوعه وأسلوب بيانه قرره علماء دولتنا في نصاب كتب المدارس والجامعات وجعلوا تدريسه لازمًا في جميع الجامعات و المدارس .

١٥ - كتاب أسرار تقرر الشهور و السنين القمرية في الإسلام .

١٦ - كتاب شرح حديث " أن النبي عليه الصلاة والسلام كان يصلي العشاء لسقوط القمر لليلة ثالثة " .

١٧ - التقاويم المختلفة و تواريخها و أحوال مباديها و تفاصيل ذلك .

١٨ - أين مواقع النجوم هل هي في أثخان السموات أو تحتهن عند علماء الإسلام و عند أصحاب الفلسفة الجديدة .

١٩ - قدرالمدّة من الفجر إلى طلوع الشمس . هذا كتاب دقيق لايفهمه إلّا المهرة . ألّفه المصنّف عند تحكيم أكابر العلماء إيّاه في هذه المسئلة الكثيرة الاختلاف وقد اختلف العلماء والعوام في هذه المسألة كثيرًا حتى أفضى الأمر إلى الجدال و القتال و ذلك إلى عدة سنين فجعلوا المصنف البازي حكمًا و التمسوا منه أن يحقق الحق و الصواب فكتب المصنف هذا الكتاب و أوضح فيه الحسابات الدقيقة لسير الشمس فاستحسن العلماء هذا الكتاب جدًّا و اعتقدوا صحة ما فيه و عملوا على وفق ما حقق المصنف و ارتفع النزاع و اضمحل الباطل .

٢٠ - هل السماوات القرآنية أجسام صلبة أو هي عبارة عن طبقات فضائيّة غير مجسمة . هذا كتاب مهم و بديع جدًّا .

٢١ - هل الأرض متحرّكة ؟ هذا كتاب مفيد جدًّا جمع فيه المصنف البازي أقوال علماء الإسلام وآراء الفلاسفة من القدماء و المحدثين مما يتعلق بهذا الموضوع .

٢٢ - كتاب عيد الفطر و سير القمر . فيه أبحاث جديدة مفيدة مهمة مثل بحث المطالع و تقدم عيد مكة على عيد باكستان بيوم أو يومين . كتبها المصنف البازي رحمه الله تعالى دمغًا لمطاعن المتنورين الملحدين على علماء الدين بأنهم لا يعرفون العلوم الجديدة .

٢٣ - القمر في الإسلام و الهيئة الجديدة و القديمة .

٢٤ - قصة النجوم . هو كتاب ضخم .

٢٥ - كتاب الهيئة الحديثة . كتاب كبير جامع للمسائل و الأبحاث . أوّل كتاب ألّف باللغة العربية في هذا الفن في ديار الهند و إيران و أفغانستان و باكستان وغيرها و مع هذا هو أوّل كتاب صنّفه المصنّف البازي رحمه الله تعالى في هذا الفنّ .

٢٦ - شرح الهيئة الحديثة (بلغة الأردو) .

٢٧ - الهيئة الوُسطى (باللغة العربي) .

٢٨ - النجوم النُشطى شرح الهيئة الوسطى (بلغة الأردو) .

٢٩ - الهيئة الصغرى (باللغة العربي) .

٣٠ - مدارالبشرى شرح الهيئة الصغرى (بلغة الأردو) .

٣١ - ميزان الهيئة .

في الموضوعات المتفرّقة

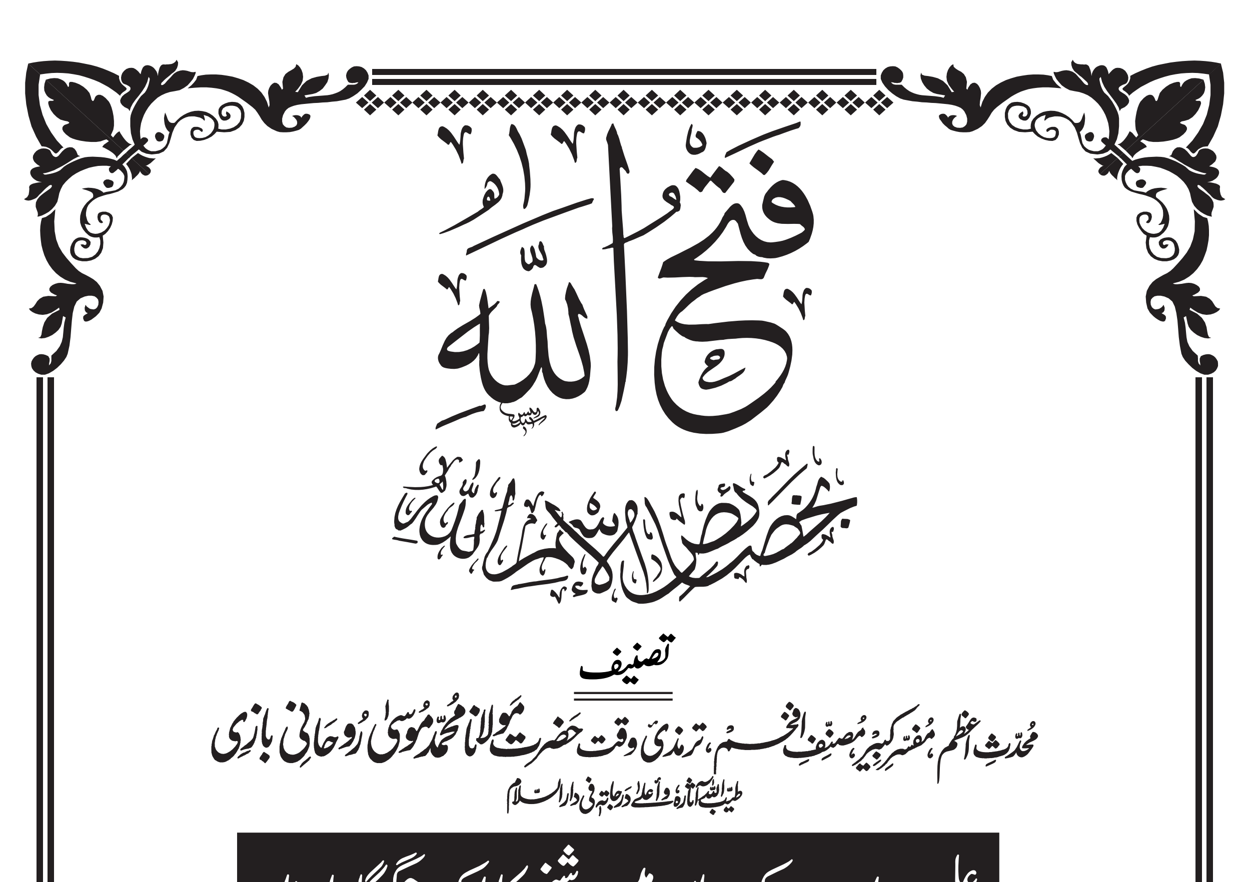
١ - كتاب أسرار الإسراء إلى بيت المقدس قبل العروج إلى السماء . هذا كتاب لطيف جامع لكثير من الحكم و الأسرار في الإسراء إلى بيت المقدس .

٢ - الخواصّ العلميّة للاسمين محمد و أحمد اسمي نبيّنا صلى الله عليه وسلم .

٣ - كتاب الحكمة في حفظ الله الكعبة من أصحاب الفيل دون غيرهم . ذكر المصنف البازي رحمه الله تعالى في هذا الكتاب الصغير أسرارًا و حكمًا مخفية في حفظ الله تعالى بيت الله من أصحاب الفيل دون غيرهم من أصحاب الحجّاج الظالم ومن الملاحدة الباطنية . و هذه الأسرار لا توجد في الكتب . صنفه البازي باقتراح بعض أكابر العلماء .

٤ - كتاب الحكايات الحكميّة .

٥ - فردوس الفوائد . كتاب كبير في عدة مجلدات .



تصنیف

محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذئ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ و أعلی درجاتہ فی دار السلام

علم و درایت کے جہاں میں روشنی کا ایک جگمگاتا مینار

بزبانِ عربی یہ گراں مایہ اور عدیم النظیر کتاب معبودِ حقیقی کے اسم ذاتی یعنی لفظ "اللہ" کے ساڑھے سات سو سے زائد عجیب ولطیف علمی اسرار و رموز اور حقائق و معارف پر حاوی ہے جن کے مطالعے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت و ہیبت کا احساس اور اس کے عَلَم کی جامعیت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔

ایک ایسا موضوع جس پر آج تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا

اس معرکۃ الآراء و محیر العقول کتاب کو دیکھ کر مکہ مکرمہ کے بعض اولیاء اللہ و اہل کشف فرمانے لگے کہ یہ عظیم القدر کتاب اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور الہام سے لکھی گئی ہے اور اگر دو ہزار علماء کبار بھی جمع ہو جائیں تو ایسی بصیرت افروز و دقیق کتاب نہیں لکھ سکتے۔



فتح العلیم

بحلّ إشكال التّشبيه العظيم

في حديث "كما صلّيتَ على إبراهيم"

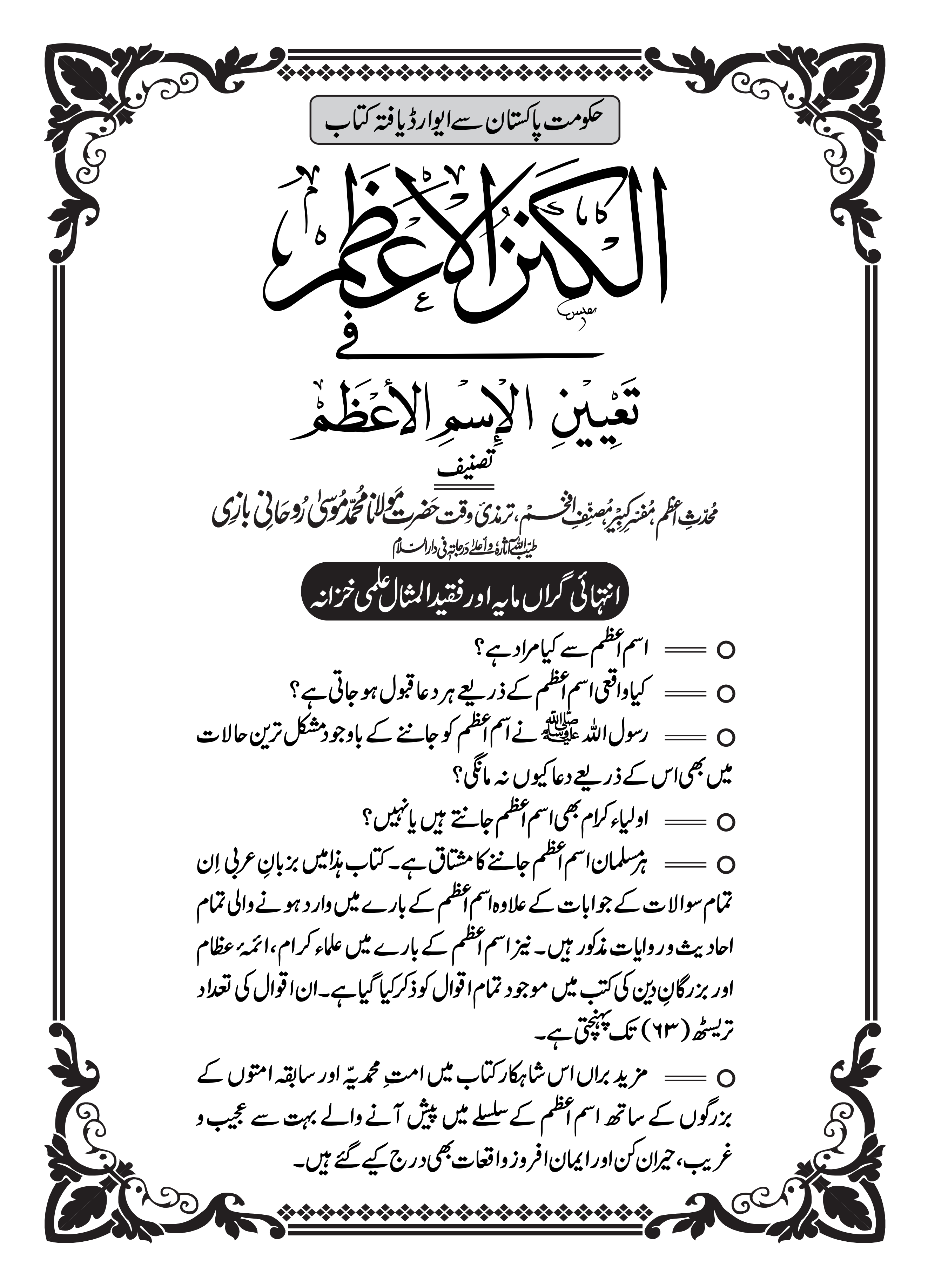
لإمام المحدّثين نجم المفسّرين زبدة المحقّقين

العلّامة الشّيخ مولانا محمّد موسیٰ الرّوحانی البازی

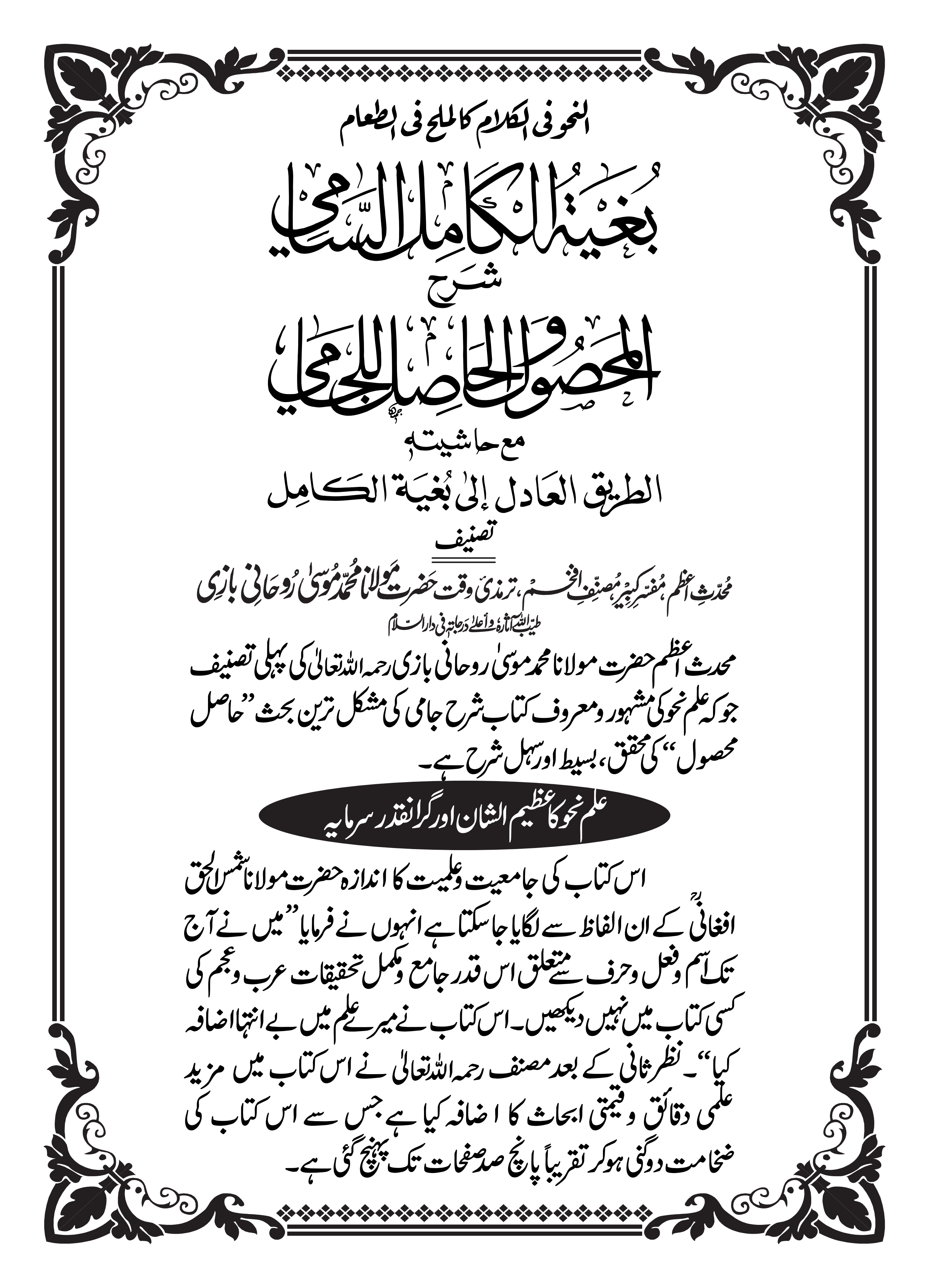
رحمه الله تعالى وأعلى درجاته في دار السّلام

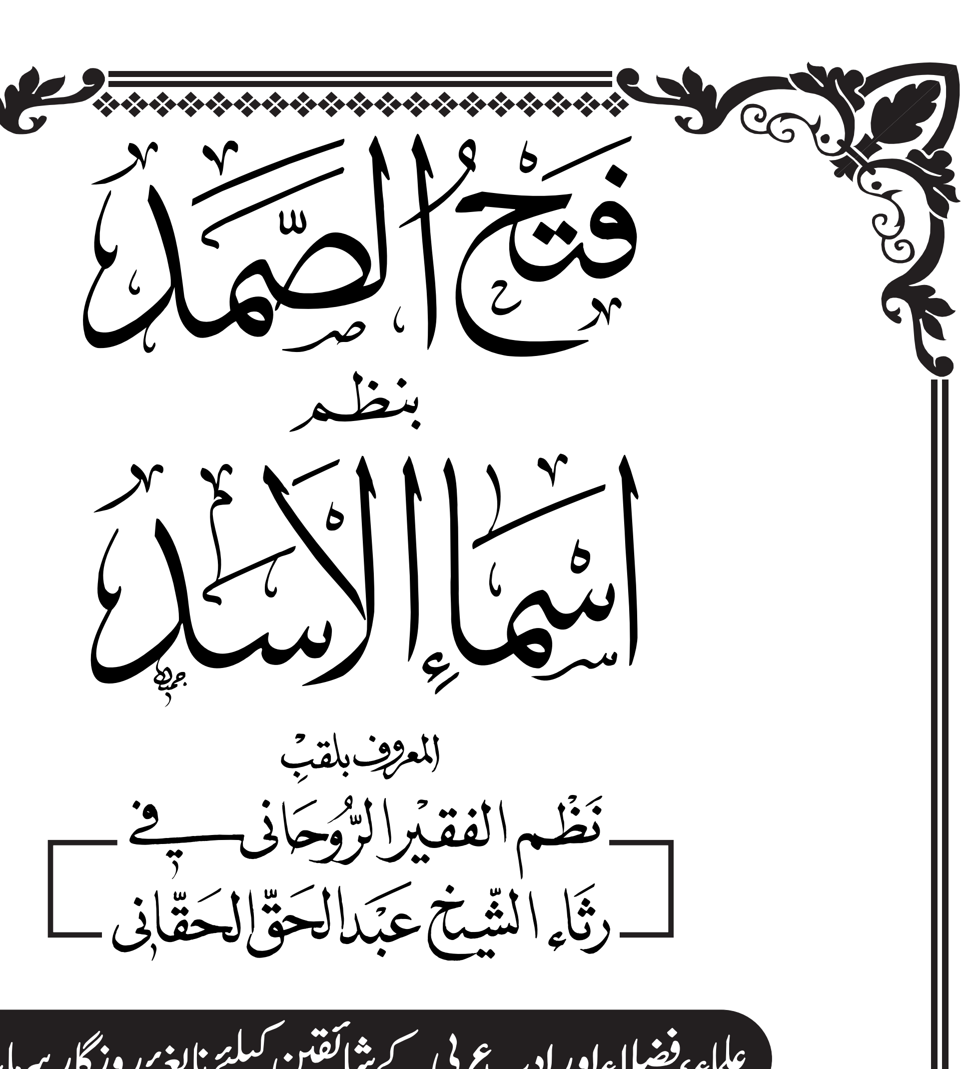
الہامی علوم کا درخشندہ وجگمگاتا سرمایہ

درودِ ابراہیمی میں " کما صلیت علی ابراهیم" کے الفاظ میں دی گئی تشبیہ میں یہ مغلق اشکال ہے کہ حسب قانون مشبہ بہ افضل ہوتا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خاتم النّبیین ﷺ سے افضل ہیں۔ بہت سے قدیم ومشہور مناظروں میں غیر مسلمین، مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے۔اس کتاب میں بزبان عربی اس اشکال کے تقریباً ایک سو نوے ۱۹۰ محقق، دقیق، الہامی جوابات مؤلف نے ذکر کیے ہیں۔اس کتاب کو دیکھ کر جامعہ ازہر (مصر) کے شیخ اکبر جناب عبدالحلیم محمودؒ ورطۂ حیرت میں پڑ گئے اور فرمایا "اولادِ آدم میں ہم نے آج تک کسی علمی یا فنی مسئلے کے اس قدر کثیر جوابات دیکھے ہیں اور نہ سنے ہیں"۔

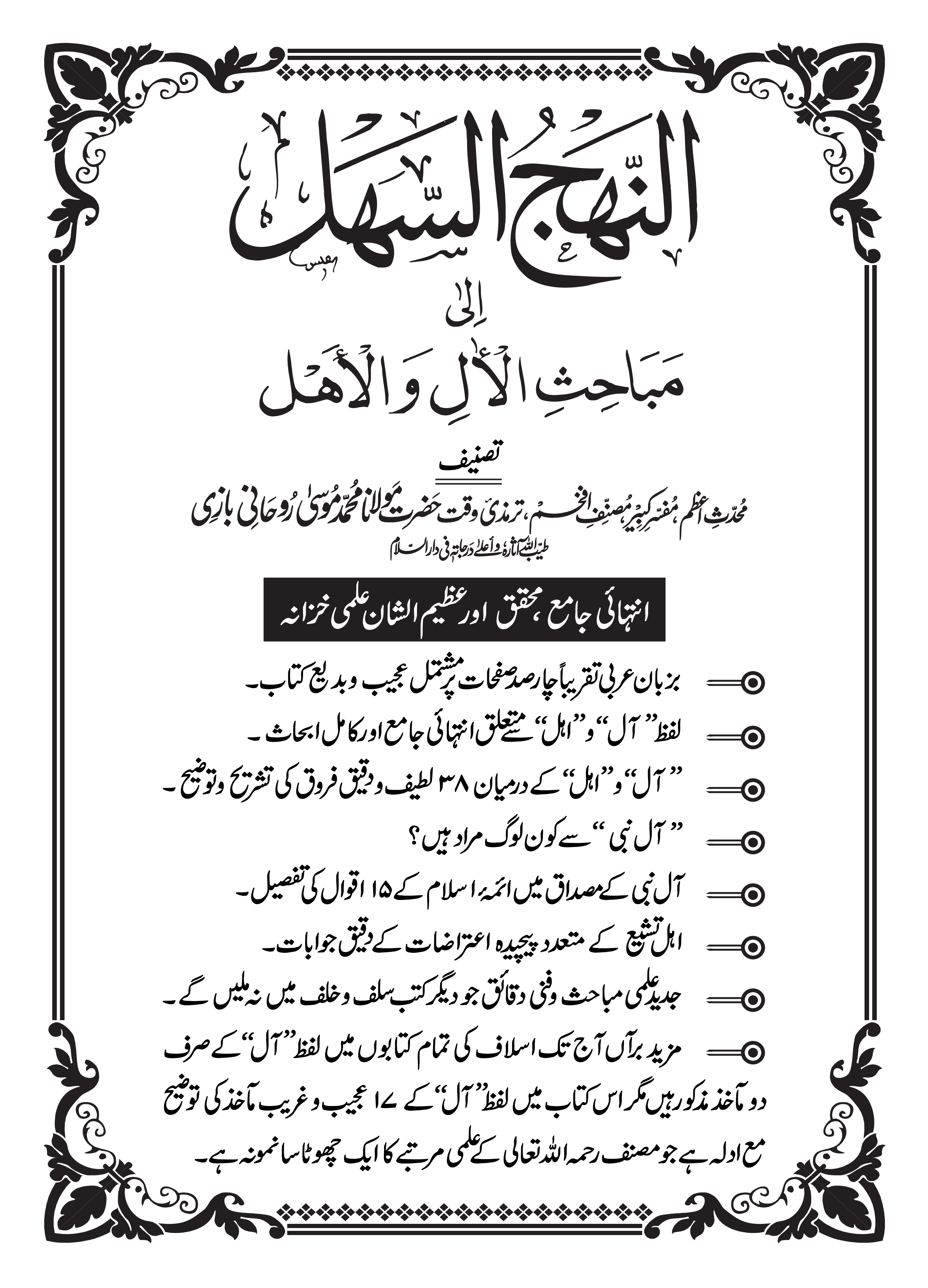


حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب
الکنز الأعظم
فی
تعیینِ الإسمِ الأعظم
تصنیف
محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام
انتہائی گراں مایہ اور فقید المثال علمی خزانہ
اسم اعظم سے کیا مراد ہے؟
کیا واقعی اسم اعظم کے ذریعے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسم اعظم کو جاننے کے باوجود مشکل ترین حالات میں بھی اس کے ذریعے دعا کیوں نہ مانگی؟
اولیاء کرام بھی اسم اعظم جانتے ہیں یا نہیں؟
ہر مسلمان اسم اعظم جاننے کا مشتاق ہے۔ کتاب ہذا میں بزبانِ عربی اِن تمام سوالات کے جوابات کے علاوہ اسم اعظم کے بارے میں وارد ہونے والی تمام احادیث وروایات مذکور ہیں۔ نیز اسم اعظم کے بارے میں علماء کرام، ائمۂ عظام اور بزرگانِ دین کی کتب میں موجود تمام اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔ ان اقوال کی تعداد تریسٹھ (۶۳) تک پہنچتی ہے۔
مزید براں اس شاہکار کتاب میں امتِ محمدیہ اور سابقہ امتوں کے بزرگوں کے ساتھ اسم اعظم کے سلسلے میں پیش آنے والے بہت سے عجیب و غریب، حیران کن اور ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔


النحو في الكلام كالملح في الطعام
بُغیۃُ الکامِل السّامی
شرح
المحصول الحاصِل للجامیؒ
مع حاشیتہ
الطریق العادل إلیٰ بُغیۃ الکامِل
تصنیف
مُحدّثِ اعظم ،مُفسّرِ کبیر،مُصنّفِ افخم ،ترمذیِ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازی
طیّب اللہ آثارہٗ وأعلی درجاتہٗ فی دار السلام
محدث اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی تصنیف جو کہ علم نحو کی مشہور ومعروف کتاب شرح جامی کی مشکل ترین بحث ”حاصل محصول“ کی محقق ،بسیط اور سہل شرح ہے۔
علم نحو کا عظیم الشان اور گرانقدر سرمایہ
اس کتاب کی جامعیت وعلمیت کا اندازہ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے انہوں نے فرمایا ”میں نے آج تک اسم وفعل وحرف سے متعلق اس قدر جامع ومکمل تحقیقات عرب وعجم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھیں۔اس کتاب نے میرے علم میں بے انتہا اضافہ کیا“۔ نظر ثانی کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مزید علمی دقائق وقیمتی ابحاث کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کتاب کی ضخامت دوگنی ہوکر تقریباً پانچ صد صفحات تک پہنچ گئی ہے۔



محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، سراج العلماء، امام الاولیاء، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تصنیف کردہ معرکۃ الآراء عربی مرثیہ جسے دیکھ کر علماءِ عرب بھی ورطۂ حیرت میں پڑ گئے۔ ایک ایسا قصیدہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس بے نظیر و بے مثال قصیدہ میں عربی زبان میں شیر کے چھ سو ۶۰۰ سے زائد اسماء کو جمع کر کے تقریباً دو سو ۲۰۰ اشعار کی صورت میں منظوم کیا گیا ہے جس سے نہ صرف عربی زبان کی وسعت اور خصائص و فضائل کا پتہ چلتا ہے بلکہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی وسعت و عربی زبان میں مہارت تامہ کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ قصیدہ اپنے استاد شیخ المشائخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ کی رثاء میں تحریر فرمایا۔ تعمیمِ فائدہ و تسہیلِ فہم کیلئے مصنفؒ نے قصیدے کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے اور حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔



النَّهجُ السَّهل

إلى

مَباحِثِ الآلِ والأهل

تصنیف

مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا مُحمّد مُوسیٰ رُوحانی بازِی

طیّب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

انتہائی جامع، محقق اور عظیم الشان علمی خزانہ

- بزبان عربی تقریباً چارصد صفحات پر مشتمل عجیب وبدیع کتاب۔
- لفظ ”آل“ و ”اہل“ سے متعلق انتہائی جامع اور کامل ابحاث۔
- ”آل“ و ”اہل“ کے درمیان ۳۸ لطیف ودقیق فروق کی تشریح وتوضیح۔
- ”آل نبی“ سے کون لوگ مراد ہیں؟
- آل نبی کے مصداق میں ائمۂ اسلام کے ۱۵ اقوال کی تفصیل۔
- اہل تشیع کے متعدد پیچیدہ اعتراضات کے دقیق جوابات۔
- جدید علمی مباحث وفنی دقائق جو دیگر کتب سلف وخلف میں نہ ملیں گے۔
- مزید برآں آج تک اسلاف کی تمام کتابوں میں لفظ ”آل“ کے صرف دو ماخذ مذکور ہیں مگر اس کتاب میں لفظ ”آل“ کے ۱۷ عجیب وغریب ماخذ کی توضیح مع ادلہ ہے جو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی مرتبے کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔



ایک مختصر لفظ یعنی " أما بعد " پر محدث اعظم، فقیہ افہم، امام العصر، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ کی تحریر کردہ ایک عظیم اور منفرد کتاب۔

بلند علمی ذوق رکھنے والوں کیلئے ایک منفرد، شاہکار اور گراں قدر علمی ذخیرہ

کتاب میں شامل چند اہم مباحث کی تفصیل۔

- " أما بعد " کا شرعی حکم کیا ہے؟
- سب سے پہلے لفظ " أما بعد " کس نے استعمال کیا؟
- " أما بعد " کن مواقع میں ذکر کیا جاتا ہے؟
- " أما بعد " کی اصل کیا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟
- " أما بعد " سے متعلق تمام ابحاث و تحقیقات۔
- نیز کتاب ہذا میں حضرت شیخ المشائخ رحمہ اللہ تعالی نے لفظ " أما بعد " کی نحوی ترکیب میں تیرہ لاکھ انتالیس ہزار سات سو چالیس ۱۳۳۹۷۴۰ وجوہ اعراب ذکر کی ہیں اور ان کی تشریح کی ہے۔ ایک مختصر سے لفظ کی اس قدر نحوی تراکیب پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انسان بے اختیار عربی زبان کو سید الألسنہ اور مصنف ؒ کو سید المصنفین کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔
- مزید براں اس کتاب میں بہت سی ایسی دقیق ابحاث، علمی مسائل اور فنی غرائب کی تفصیل ہے جن کے حصول کیلئے علمی ذوق و شوق رکھنے والے حضرات بیتاب رہتے ہیں۔



محدّثِ اعظم، مفسّرِ کبیر، مصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت

حضرت مولانا محمّد موسیٰ روحانی بازی

طیّب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السّلام

سنن ترمذی کی بزبانِ اردو عظیم الشان شرح

محدث اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفِ لطیف۔ عرصۂ دراز سے علماء وخواص اس کتاب کی اشاعت کا مطالبہ کررہے تھے۔ علم وحکمت کے بے بہا موتیوں سے لبریز ایک عظیم علمی شاہکار۔ اب تک صرف جلد ثانی زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔



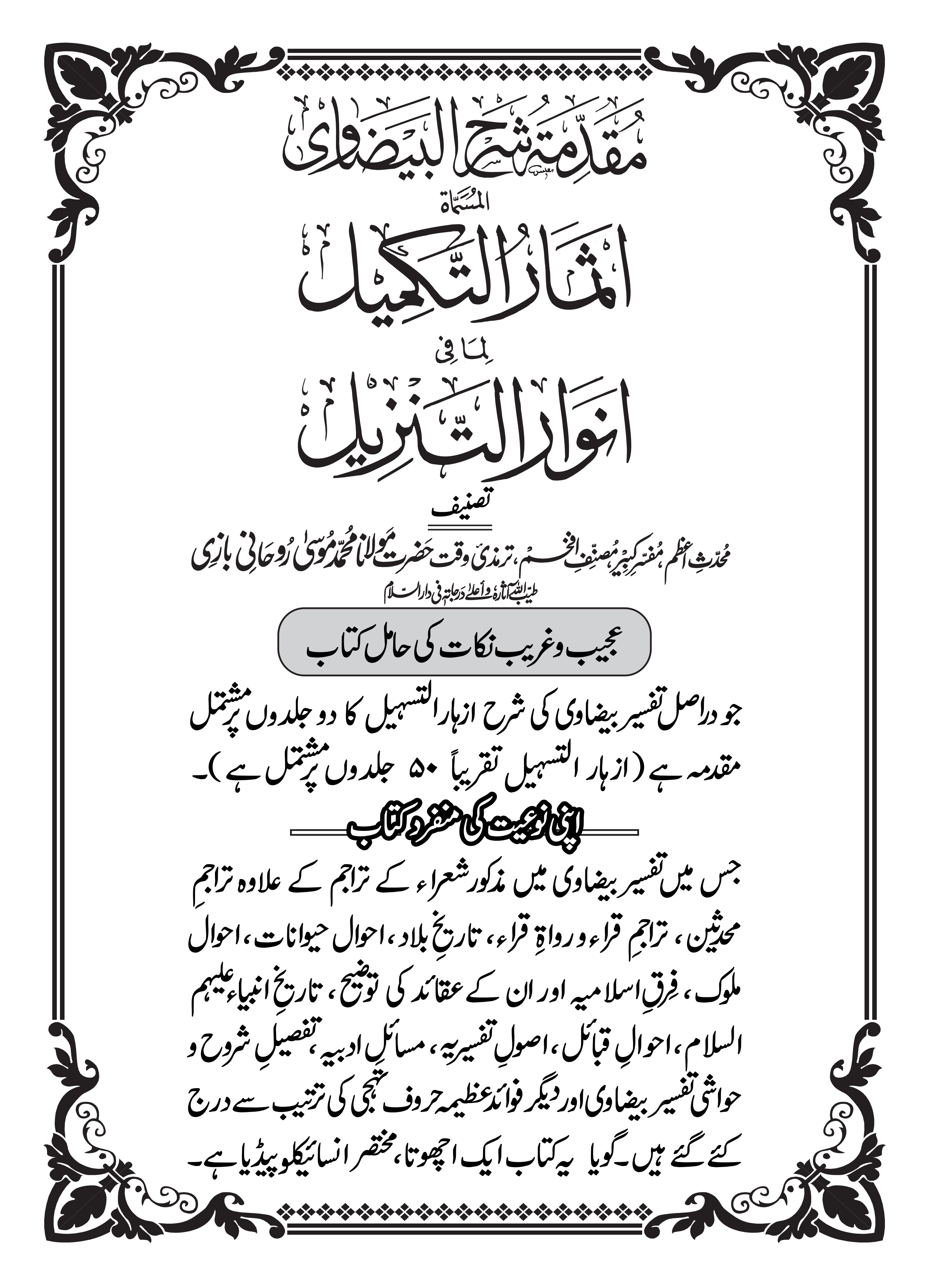
البرکات المکیة فی الصلوات النبویة

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ کی تصنیف کردہ انتہائی مبارک اور پر تاثیر کتاب۔

وظائف پڑھنے والوں کیلئے بیش بہا اور نادر خزانہ

حیرت انگیز تاثیر کی حامل درود شریف کی عجیب و غریب کتاب جو عوام و خواص میں بے انتہاء مقبول ہے۔ اس کتاب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ سو ۸۰۰ سے زائد اسماء کو احادیث کی مستند کتب سے انتہائی تحقیق کے بعد درود شریف کی شکل میں یکجا کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں درود شریف کے فضائل اور کتاب پڑھنے کا طریقہ تفصیلاً درج ہے۔

حضرت محدث اعظمؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بیشمار لوگوں نے بتلایا ہے کہ اس کتاب کے گھر میں پہنچتے ہی انہوں نے قلیل مدت میں اس کتاب کے عجیب و واضح فوائد محسوس کیے اور ان کی تمام مشکلات حل ہوئیں۔ وفات کے بعد ان کے ایک شاگرد نے خواب میں دیکھا کہ روضۂ رسول ﷺ کی جالی کا دروازہ کھلا اور اندر سے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ انتہائی خوشی کی حالت میں مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ شاگرد نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ استاذی آپ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو آرہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میری کتاب "برکاتِ مکیہ" کو بارگاہ نبوی ﷺ میں شرفِ قبولیت حاصل ہوا ہے اسی لئے میری قبر سے جنتی خوشبو آرہی ہے۔



مقدمۃ شرح البیضاوی

المسمّاۃ

اثمار التکمیل

لِما فی

انوار التنزیل

تصنیف

محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

عجیب و غریب نکات کی حامل کتاب

جو دراصل تفسیر بیضاوی کی شرح ازہار التسہیل کا دو جلدوں پر مشتمل مقدمہ ہے (ازہار التسہیل تقریباً ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے)۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

جس میں تفسیر بیضاوی میں مذکور شعراء کے تراجم کے علاوہ تراجمِ محدثین، تراجمِ قراء و رواۃِ قراء، تاریخِ بلاد، احوال حیوانات، احوال ملوک، فِرقِ اسلامیہ اور ان کے عقائد کی توضیح، تاریخِ انبیاء علیہم السلام، احوالِ قبائل، اصولِ تفسیریہ، مسائلِ ادبیہ، تفصیلِ شروح و حواشی تفسیر بیضاوی اور دیگر فوائد عظیمہ حروف تہجی کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ گویا یہ کتاب ایک اچھوتا، مختصر انسائیکلوپیڈیا ہے۔



گلستانِ قناعت

مسمّٰی بہ

جَنَّۃُ القَنَاعَۃ

محدثِ اعظم، مفسر کبیر، شیخ المشائخ، ترمذیٔ وقت
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
رحمہ اللہ تعالی کی ایک انتہائی مفید و محقق تصنیف

قناعت سے متعلق آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مرفوعہ وموقوفہ، اقوالِ صالحین، مواعظِ عارفین، حکایاتِ متقین، کراماتِ اولیاء اور واقعاتِ ائمۂ کرام کا نہایت مفید، روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ وگنجینہ

تقریباً چھ صد صفحات پر مشتمل ایک انتہائی عجیب و بدیع کتاب جو علمی تحقیقات کے ساتھ ساتھ اصلاحی، تبلیغی، اخلاقی مواعظ و نصائح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دراصل اہل علم کے ایک استفتاء کا محققانہ، واعظانہ، حکیمانہ عارفانہ مفصل جواب ہے۔ اہل علم و دانش کے ساتھ ساتھ عوام بھی اس کتاب سے پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔
کتابِ ہذا میں حرصِ دنیا، ترکِ قناعت اور حب دنیا کے تباہ کن نتائج کی تحقیق و تفصیل پیش کی گئی ہے مزید براں یہ کتاب زہد و قناعت کے علمی، اصلاحی، دنیوی واخروی، اخلاقی، ظاہری و باطنی فوائد و برکات اور ثمرات کی ایمان افزا تفصیلات پر بھی مشتمل ہے۔ تکمیلِ افادہ کی خاطر کثرت سے مفید و رقت انگیز اشعار بھی ذکر کیے گئے ہیں۔


حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

فلکیاتِ جدیدہ

و

سیر القمر و عید الفطر

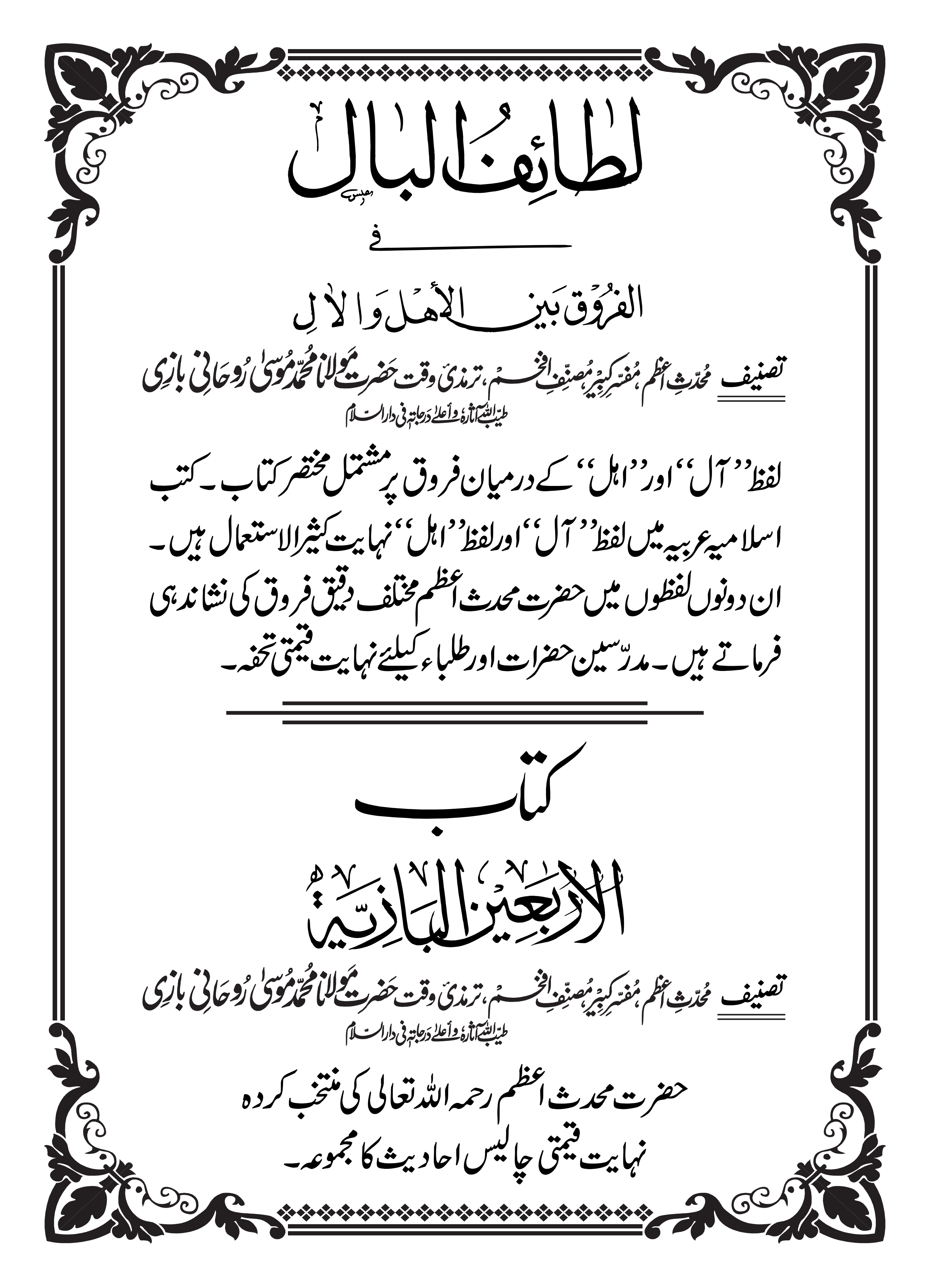
تصنیف محدّثِ اعظم مفسّرِ کبیر مصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ و أعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

علم فلکیات پر اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ستارے کیسے وجود میں آئے؟ سیارے اور ستارے میں کیا فرق ہے؟ ستاروں کی تعداد کتنی ہے؟ نظامِ شمسی کی پیدائش کیسے ہوئی؟ سیاروں کی دائمی گردش کا راز کیا ہے؟ کیا سماء اور فلک ایک شے ہیں؟ کیا ستارے آسمانوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا ان سے نیچے ہیں؟ تقویم کسے کہتے ہیں؟ ہیئت کے بارے میں قدیم نظریات کیا ہیں؟ ہیئت جدیدہ کے اہم نظریات کون کونسے ہیں؟ کرہ ہوائی سے کیا مراد ہے؟ زیریں سرخ، بالائے بنفشی، لاسلکی اور ریڈیائی شعاعوں میں کیا فرق ہے؟ ہمیں آواز کیسے سنائی دیتی ہے؟ فضا ہمیں نیلگوں کیوں دکھائی دیتی ہے؟ کیا قرآن اور ہیئت جدیدہ کے نظریات میں کوئی اختلاف ہے؟ سال کے مختلف موسموں میں شب و روز کی لمبائی کیوں بدلتی ہے؟ کیا براعظم سرک رہے ہیں؟ سورج گرہن اور چاند گرہن کیوں ہوتا ہے؟ کائنات کتنی وسیع ہے؟ کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی اور اسکی عمر کتنی ہے؟ علم ہیئت میں مسلمان سائینسدانوں نے کیا کارنامے سرانجام دیئے؟ قدیم مسلمان سائینسدانوں کی تحقیقات اور جدید ترین سائنسی تحقیقات میں کتنا فرق ہے؟

مندرجہ بالا موضوعات کے ساتھ ساتھ نظام شمسی کے سیارات کے حالات، چاند کی سرگزشت، آواز، روشنی کی اقسام، شب و روز، زمین کی گردش، سمت قبلہ، معجزۂ شق قمر، عناصر کا بیان، ہفتے کی تقرری کی وجوہات، براعظموں کا بیان، آسمانی بجلی کی تفصیل، زمین کی گردش، عرض بلد و طول بلد وغیرہ کے بارے میں مفصل ابواب ہیں۔ کتاب ہذا کے دوسرے حصے میں عید الفطر اور ہلال عید کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جدید طباعت میں بیشمار قیمتی تصاویر کے علاوہ اسی (۸۰) سے زائد آرٹ پیپر کے صفحات پر رنگین و نادر تصاویر بھی شامل ہیں۔



لطائف البال

فی

الفروق بین الأهل والآل

تصنیف محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذئ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

لفظ ''آل'' اور ''اہل'' کے درمیان فروق پر مشتمل مختصر کتاب۔ کتب اسلامیہ عربیہ میں لفظ ''آل'' اور لفظ ''اہل'' نہایت کثیر الاستعمال ہیں۔ ان دونوں لفظوں میں حضرت محدث اعظم مختلف دقیق فروق کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ مدرسین حضرات اور طلباء کیلئے نہایت قیمتی تحفہ۔

کتاب

الاربعین البازیۃ

تصنیف محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذئ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ نہایت قیمتی چالیس احادیث کا مجموعہ۔



فی

نسبة سبع عرض الشّعيرة

لإمام المحدّثين نجم المفسّرين زبدة المحقّقين

العلّامة الشّيخ مولانا محمّد موسیٰ الرّوحانی البازی

رحمہ اللہ تعالیٰ وأعلیٰ درجاته فی دار السّلام

علماء وطلباء کے لئے نہایت مفید علمی خزانہ

ہیئت قدیم میں لکھی جانے والی یہ کتاب دراصل تصریح و شرح چغمینی کے ایک مشکل مقام کی شرح وتوضیح ہے۔ عربی زبان میں لکھی جانے والی یہ کتاب بہت سے ایسے قیمتی علمی نکات پر مشتمل ہے جو اہل علم کے لئے نہایت گرانقدر سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔



کلاهما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدۃ المحققین
العلامۃ الشیخ مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی
رحمہ اللہ تعالیٰ وطیب آثارہ

جدید ہیئت کے مسائل ومباحث کا عظیم خزانہ وجامع فتاویٰ

مدارس دینیہ کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے اراکین علماء کبار کی فرمائش پر حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے بزبان عربی دو جلدوں میں یہ ضخیم کتاب تالیف کی جس کے ساتھ نہایت مفصل اردو شرح بھی ہے جس کی وجہ سے اردو خواں حضرات بھی اس سے مکمل استفادہ کر سکتے ہیں۔ جدید ترین تحقیقات وآراء پر مشتمل یہ بے مثال کتاب جدید ہیئت کے مسائل ومباحث کا عظیم خزانہ وجامع فتاوی ہے۔ کتاب کے آخر میں علم ہیئت کی اصطلاحات کا نہایت اہم ومفید رسالہ بھی ہے۔ پس ہیئت کبریٰ دراصل تین نادر کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب بہت سی قیمتی اور نایاب تصاویر پر مشتمل ہے۔



کلاھما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدۃ المحققین

العلامۃ الشیخ مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی

رحمہ اللہ تعالیٰ وطیب آثارہ

علم فلکیات کا شوق رکھنے والے حضرات کیلئے ایک درّ نایاب

یہ دوسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے جس کی وجہ سے اردو خواں طبقہ بھی اس سے مکمل فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک شاہکار اور درّ نایاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی افادیت و جامعیت کے پیش نظر پاکستان ، ایران ، افغانستان کے بہت سے مدارس نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔ یہ کتاب بیشمار قیمتی اور نایاب رنگین وغیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔ ہیئت کبریٰ ، ہیئت وسطیٰ اور ہیئت صغریٰ تینوں کتب کو سعودی حکومت نے ان کی علمیت و جامعیت کے پیش نظر بڑی تعداد میں منگوا کر علماء کرام میں تقسیم کیا ہے۔



كلاهما لإمام المحدثين نجم المفسرين زبدة المحققين

العلامة الشيخ مولانا **محمد موسى** الروحانی البازی

رحمه الله تعالىٰ وطيب آثاره

علم فلکیات کی دقیق مباحث پر مشتمل ایک قیمتی کتاب

یہ تیسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے مصنف نے اس چھوٹے حجم والی کتاب میں علم ہیئت کی انتہائی کثیر اور دقیق مباحث جمع کر کے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مؤلف کی دیگر تالیفاتِ علم ہیئت کی طرح یہ کتاب بھی جامع، محقق اور جدید مسائل فن پر حاوی ہونے کے علاوہ بہت سی قیمتی رنگین وغیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔



حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب
رزقِ حلال وغیبی معاشِ اولیاء
مسمّٰی بہ
ترغیب المسلمین
فی
الرّزقِ الحلالِ وطِعمۃ الصّالحین
تصنیف شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ
سخت سے سخت دلوں کو موم کرنے اور نرم دلوں کو تڑپا دینے والی کتاب
مسئلۂ رزق نے انسان کو مادّیات کی اس دنیا میں پھنسا دیا ہے۔ مال و دولت
اس کی زندگی کا محور بن چکے ہیں اور وہ آخرت سے کلیتاً غافل ہو چکا ہے۔ کتابِ
ہٰذا میں رزقِ حلال کی تبشیر وترغیب اور حرام مال سے تخویف وترہیب سے متعلق
آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ مبارکہ مرفوعہ وموقوفہ کی توضیح وتشریح کے علاوہ علماء
کرام، محدّثینِ عظام، مفسّرینِ فخام، اَولیاءِ اعلام، سلفِ صالحین، زاہدین،
عابدین، ذاکرین، صادقین متقین، شاکرین، صابرین، قانعین، مخلصین،
متوکّلین اور تارکینِ دنیا کے ایمان افروز احوال، حکیمانہ اقوال، عبرت انگیز
واقعات، سبق آموز خصالِ سعیدہ واخلاقِ حمیدہ، درد انگیز حکایات، نصیحت آمیز
کرامات اور رقت خیز مواعظ کا کافی ووافر ذخیرۂ روحانیّہ وایمانیّہ جمع کیا گیا ہے۔
رزق سے متعلق اسلاف کے عجیب وغریب اور نادر و نایاب واقعات پر مشتمل
یہ واعظانہ کتاب انسان کو بے اختیار آنسو بہانے پر مجبور کر دیتی ہے۔



قصیدۂ طوبیٰ

فی

اسماءِ اللہ الحسنیٰ

تصنیف

محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیب اللہ آثارہ و أعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

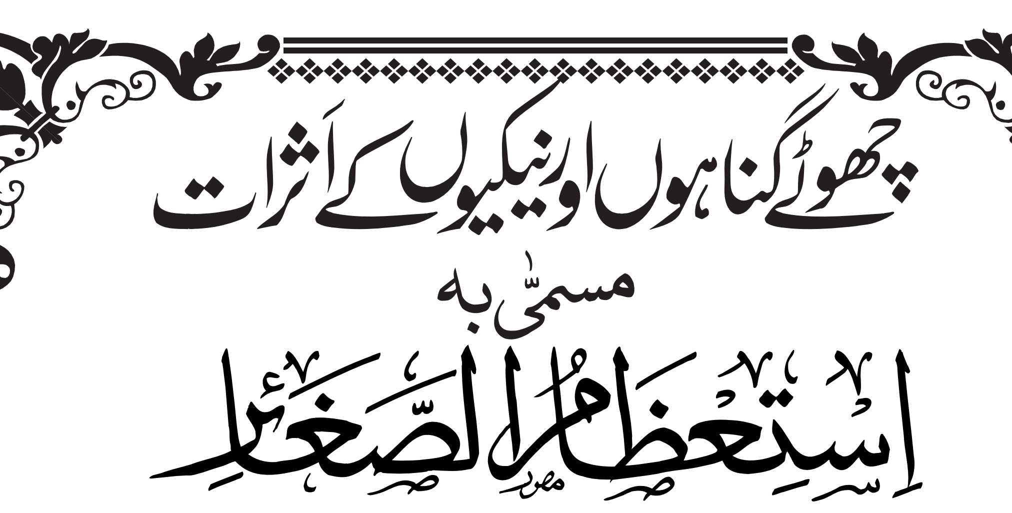
پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا لوگوں کیلئے ایک عظیم تحفہ

نہایت مبارک اور بے مثال و بے نظیر قصیدہ

اس مبارک قصیدے میں اللہ جل جلالہ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ سمیت تقریباً پونے دوصد نام نظم کیے گئے ہیں۔ قصیدۂ طوبیٰ عالم اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں اللہ تعالی کے اسماء دعا کے انداز میں بزبان عربی منظوم ہیں اور عوام الناس کی آسانی کیلئے اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ عرب وعجم میں بے شمار علماء وخواص وعوام نے اس قصیدے کو تکالیف، پریشانیوں اور مصائب سے نجات، مشکلات کے حل اور قضائے حاجات کے لیے بے انتہاء مفید پایا ہے۔ قصیدۂ طوبیٰ پڑھنا شروع کیجئے چند دن میں ہی آپ خود اس کی برکات کا مشاہدہ کرلیں گے



قصیدۂ حُسنیٰ
فی
اسماءِ النبی الاعظم
تصنیف
محدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازی
طیّب اللہ آثارہٗ و أعلٰی درجاتہٗ فی دار السلام
دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا اور نہایت مبارک قصیدہ
حل مشکلات اور قضائے حاجات کیلئے بے انتہاء مفید
قصیدۂ حسنیٰ دنیائے اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں پانچ سو (500)
سے زیادہ مستند اسماء النبی ﷺ دعائیہ طریقے سے بزبانِ عربی منظوم
ہیں۔ تکمیل فائدہ اور آسانی کے لئے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی درج
کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں نہایت مقبول و معروف ہے۔
حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ)، افغانستان، ایران،
بنگلہ دیش، امریکہ، برطانیہ، عراق، مصر، سری لنکا، برصغیر پاک و ہند اور
دیگر بہت سے ممالک میں بیشمار اولیاء اللہ و عوام اسے بطور وظیفہ پڑھ
رہے ہیں۔ تکالیف و مشکلات کو دور کرنے اور قضائے حاجات کیلئے
نہایت مؤثر، مفید اور مجرب ہے۔ قصیدۂ حسنیٰ پڑھنا شروع کرتے ہی
چند ایام میں آپ اپنے ہر کام میں واضح برکات محسوس کریں گے۔



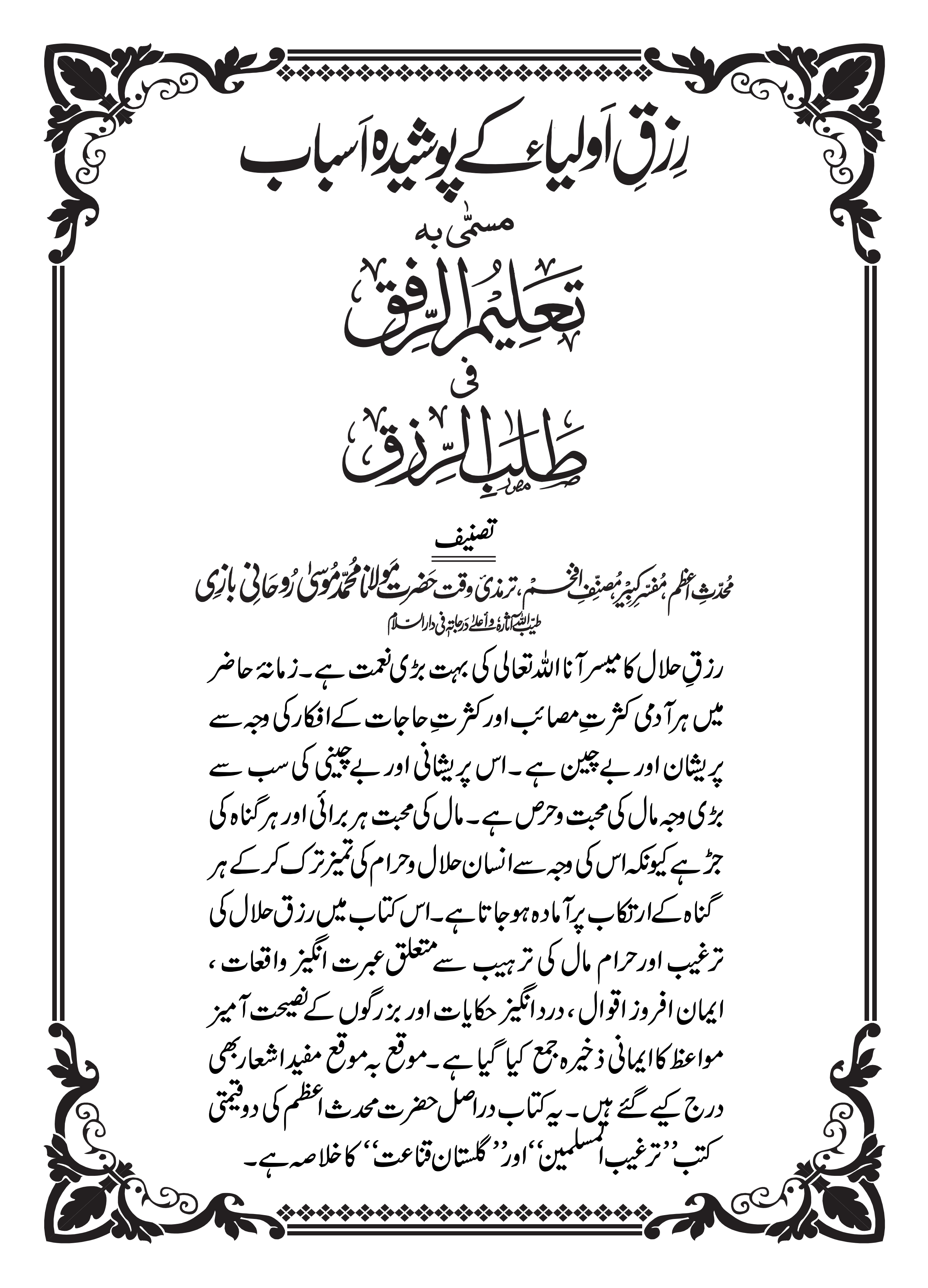
تصنیف

محدّثِ اعظم، مفسّرِ کبیر، مصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ روحانی بازی

طیّب اللّٰہ آثارہٗ و أعلٰی درجاتہٗ فی دار السلام

قلب وروح کی تسکین کا سامان لئے ہوئے ایک منفرد کتاب

اندھی مادیت کے اس عہدِ زیاں کار میں گناہوں کی یلغار بڑھتی جارہی ہے جس نے دولتِ ایمان و یقین سے بہرہ مند باعمل مسلمانوں کو سخت صدمے سے دوچار کررکھا ہے تو عام مسلمان بھی روح واحساس سے عاری اس زندگی میں شدید مایوسی اور پریشانی کا شکار ہیں۔اس مایوسی کے عالم میں گناہوں اورنیکیوں کی حقیقت اوران کی تاثیر سے روشناس کروانے والی یہ البیلی کتاب روشنی وہدایت کی طرف انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ زبان و بیان کی تاثیر لیے ہوئے یہ عجیب و منفرد کتاب جس کا لفظ لفظ اور سطر سطر دل کے دریچوں پر دستک دیتا ہوامحسوس ہوتا ہے۔مزید برآں اس مبارک کتاب میں امتِ محمدیہ اور گذشتہ امتوں کے بہت سے بزرگوں کے ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں ۔ نیز اس کتاب میں بہت سے ایسے مختصر اعمال ومختصر دعائیں بھی مذکور ہیں جن کا ثواب بہت زیادہ ہے۔



رزقِ اولیاء کے پوشیدہ اسباب

مسمّٰی بہ

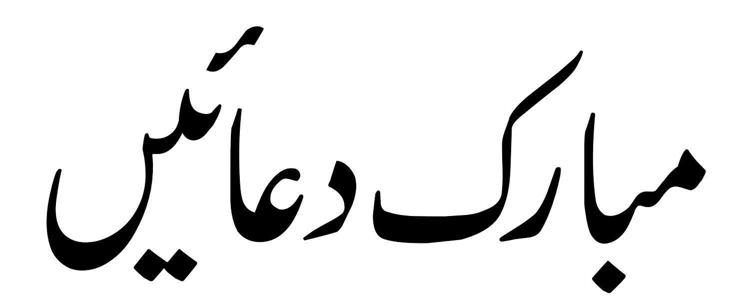
تعلیمُ الرّفیق فی طلبِ الرّزق

تصنیف

محدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازی

طیّب اللہ آثارہٗ و أعلیٰ درجاتہٗ فی دار السلام

رزقِ حلال کا میسر آنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ زمانۂ حاضر میں ہر آدمی کثرتِ مصائب اور کثرتِ حاجات کے افکار کی وجہ سے پریشان اور بے چین ہے۔ اس پریشانی اور بے چینی کی سب سے بڑی وجہ مال کی محبت و حرص ہے۔ مال کی محبت ہر برائی اور ہر گناہ کی جڑ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان حلال و حرام کی تمیز ترک کر کے ہر گناہ کے ارتکاب پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں رزق حلال کی ترغیب اور حرام مال کی ترہیب سے متعلق عبرت انگیز واقعات، ایمان افروز اقوال، درد انگیز حکایات اور بزرگوں کے نصیحت آمیز مواعظ کا ایمانی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ موقع بہ موقع مفید اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب دراصل حضرت محدث اعظم کی دو قیمتی کتب ''ترغیب المسلمین'' اور ''گلستان قناعت'' کا خلاصہ ہے۔



مرتب

عبدِ ضعیف محمد زُہیر رُوحانی بازی عفا اللہ عنہ وعافاہ

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

چھوٹی اور مختصر دعاؤں کا مجموعہ جس نے ملک بھر میں مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ جیبی سائز کی اس نہایت مبارک کتاب میں ایسی مختصر دعائیں جمع کی گئی ہیں جن کا ثواب و فائدہ بہت زیادہ ہے۔ جو احباب اپنے فوت ہو جانے والے عزیز و اقارب کے لیے صدقۂ جاریہ کے طور پر اس کتابچہ کو طبع کروا کر تقسیم کروانا چاہیں وہ ادارہ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔



پاکستان میں پہلی مرتبہ سی ڈیز پر منفرد علمی تحقیقی دروس
طلبہ علوم نبویہ کیلئے عظیم علمی تحفہ و نعمت غیر مترقبہ
خود استفادہ کیجئے اور علمی احباب کو تحفہ پیش کیجئے
مدرّس
عبدِ ضعیف محمد زہیر روحانی بازی عفا اللہ عنہ وعافاہ
ابنِ
محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت
حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیّب اللہ آثارہٗ و أعلیٰ درجاتہٗ فی دار السلام
ابواب الصرف
علم صرف سیکھئے، دُنیا کا آسان ترین طریقہ
تیسیر المنطق
(مکمل کتاب)
علم الصیغۃ
(مکمل کتاب وخاصیات ابواب)
ھدایۃ النحو
(مکمل کتاب)
نحوی ترکیب
(انتہائی آسان جدید طریقہ)
مختصر القدوری
(مکمل کتاب)
مرقات
(مکمل کتاب)
کافیۃ
(مکمل کتاب)
اصول الشاشی
(مکمل کتاب)
شرح التھذیب
تفسیر القرآن
(پارہ بیس تا پارہ انتیس)
دروس البلاغۃ
(مکمل کتاب)
نور الانوار
(مکمل کتاب)
المعلقات السبع
(ابتدائی تین معلقات مکمل)
شرح الوقایۃ اخیرین
(جلد اوّل مکمل، کتاب البیع تا کتاب الغصب)
الھدایۃ
(جلد اوّل مکمل)
مختصر المعانی
(مکمل کتاب)
السراجی فی المیراث
(مکمل کتاب)
خصوصیات
نہایت آسان و عام فہم درس جنہیں آپ شروحات کی بنسبت کئی گنا زیادہ مفید پائیں گے۔
ریکارڈنگ نہایت صاف اور واضح۔ نیز ہر سبق کے ساتھ کتاب کا متعلقہ صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔
کتاب کھولئے، سی ڈی میں سے متعلقہ سبق چلایئے، آپ خود کو کمرۂ جماعت میں محسوس کرینگے۔
خوشخبری:
اب تمام دروس www.dars-e-nizami.com سے ڈاؤنلوڈ کیجئے یا YouTube پر سنئے۔
YouTube Channel: Jamia Muhammad Musa Albazi



علمِ صرف میں کمزور طلباء وطالبات کیلئے عظیم خوشخبری

ابتدائی طلباء کیلئے دنیا کی آسان ترین اور جامع ترین علمِ صرف

ترمذیٔ وقت محدّثِ اعظم مُفسّرِ کبیر، حضرت مولانا محمّد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ

کے انوارات وبرکات والا علمِ صرف کا انتہائی مبارک ونافع طریقہ

اب اردو ترجمہ والا ابواب الصرف کا جدید ایڈیشن بھی دستیاب ہے

مدارسِ دینیہ کے بعض طلباء عربی عبارت نہیں پڑھ سکتے ، عموماً اس کی بنیادی وجہ علم صرف میں کمزوری ہوتی ہے کیونکہ علم نحو میں مہارت کیلئے علم صرف میں مہارت نہایت ضروری ہے ۔ ایسے مایوس طلباء کیلئے یہ ابواب نعمتِ غیر مترقبہ ہیں ۔ بڑے درجات کے طلباء صرف تین چار ماہ کے مختصر عرصے میں ان ابواب کو یاد کر کے اپنی علمی بنیاد کو خوب مضبوط کر سکتے ہیں ۔

علم صرف پڑھانے والے مدرّسین حضرات کیلئے ایک عظیم علمی خزانہ

مدرّسین حضرات اپنے تلامذہ کی مضبوط علمی بنیاد بنانے کے لئے ایک مرتبہ یہ ابواب پڑھانے کا تجربہ ضرور کرلیں ۔ ان شاء اللہ تعالی صرف ایک مرتبہ کے تجربہ سے ہی وہ ان ابواب کو ہمیشہ کیلئے اپنا لیں گے ۔ پاکستان و بیرون ملک میں طلباء وطالبات کے جن مدارس نے بھی ان ابواب کا تجربہ کیا وہ اس کے ناقابل یقین نتائج دیکھ کر حیران رہ گئے ۔

ان ابواب کو پڑھانے اور سننے کا خاص طریقہ جاننے کیلئے حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے مولانا محمد زہیر روحانی بازی حفظہ اللہ کے دروس انٹرنیٹ (یوٹیوب وغیرہ) پر موجود ہیں جن سے بآسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے ۔

مزید معلومات وتفصیلات کیلئے جامعہ محمد موسیٰ البازی رابطہ نمبر 0301-8749911

جامعہ محمد موسیٰ البازی برہان پورہ، عقب گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ لاہور